تفسیر اور اصول تفسیر

تعارف، ضرورت اور اہم کتابیں

فیصل احمد ندوی



ادارۂ احیاے علم و دعوت، لکھنؤ
مکتبۃ الشباب العلمیۃ، لکھنؤ

تفسیر واصولِ تفسیر

ضرورت، تعارف اور اہم کتابیں

فیصل احمد ندوی

ادارۂ احیاے علم ودعوت۔ لکھنؤ   مکتبۃ الشباب العلمیۃ۔ لکھنؤ

سلسلۂ مطبوعات ۳۱

بار اول

جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ - اپریل ۲۰۱۶ء

نام کتاب	:	تفسیر واصول تفسیر - ضرورت، تعارف اور اہم کتابیں
نام مصنف	:	فیصل احمد ندوی بھٹکلی
صفحات	:	۲۵۶
طابع وناشر	:	ادارۂ احیاے علم ودعوت - لکھنؤ
قیمت	:	۱۵۰

بتعاون

H.M.Husain.Trust

Email:hmhmuwash@yahoo.com

Cell: +91-7095168679

انتساب تعاون: کنو ماں (ہمشیر زادی انجینیر محمد عثمان حیدرآبادی)

تقسیم کار

مکتبۃ الشباب العلمیۃ

ندوہ روڈ، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

انتساب

میرے مشفق ومحترم استاد

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی بھٹکلی

سابق امام وخطیب جامع مسجد بھٹکل وواعظ شہر

وسابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل

کے نام

جن کے دل نشین دروس ریاض الصالحین اور دروسِ قرآن نے نوعمری میں اول اول میرے ذہن ودماغ کو متاثر کیا تھا۔ اور جن کی تقریروں اور مواعظ نے شہر وآس پاس کی فضا پر گہرا اثر ڈالا تھا۔

جو میرے علمی کاموں پر سب سے زیادہ خوش ہونے والوں اور سب سے بڑھ کر تحسین وآفرین کہنے والوں میں تھے۔

پانچ ماہ قبل یہ کتاب ابتدائی مرحلے میں مکمل ہوکر پریس جانے کے لیے تیار تھی تو دور دور تک یہ اندیشہ نہیں تھا کہ مولانا ہم سے اتنی جلد بچھڑنے والے ہیں۔ اب جب یہ کتاب چھپنے جارہی ہے تو مولانا ہمیں داغِ مفارقت دے کر اس دارِ فانی سے کوچ کرچکے ہیں۔

تم کیا گئے کہ رونقِ ہستی چلی گئی

فیصل احمد ندوی

یکم جمادی الأخری ۱۴۳۷ھ

۱۱؍مارچ ۲۰۱۶ء

فہرست مضامین

تفسیر واصول تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

تقریباً تین سال قبل مؤرخہ ۱۳-۱۴/اپریل ۲۰۱۳ء ،کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں کلیۃ الشریعۃ واُصول الدین کی طرف سے ”مدارس میں قرآن واصولِ قرآن کی تفہیم وتدریس- اسلوب، منہج ،مسائل ومشکلات“ کے موضوع پر ایک دوروزہ مذاکرۂ علمی رکھا گیا تھا،جس میں ملحقہ مدارس کے اساتذۂ تفسیر کو خصوصاً مدعو کیا گیا تھا،ہمیں اس موقع پر جو عنوان دیا گیا تھا،وہ یہ تھا ”تفسیر واصول تفسیر کی اہم کتابیں :تعارف،ضرورت واہمیت“ ہم نے اس عنوان پر آٹھ دس صفحے کا مضمون لکھا تھا۔اتنی جلدی میں یہ کام ہوا تھا کہ پورا مضمون بھی لکھا نہیں جاسکا تھا؛ تاہم اس کی کچھ باتیں بعض لوگوں کو پسند آئیں اورانھوں نے بعد میں اس کا تقاضا کیا،ہم نے سوچا کہ اس پر ایک نظر ڈال کر قابلِ استفادہ بنایا جائے ،مگر ہجومِ کار نے اس کا موقع نہیں دیا اور یہ مقالہ ناتمام ہی پڑا رہا،یہاں تک کہ اس کے کچھ عرصے بعد ۲۵-۲۶/نومبر ۲۰۱۴ء کو کلیۃ الشریعہ ہی کی طرف سے فقہ اور فقہاء پر اسی طرح کا دوروزہ مذاکرۂ علمی کا انعقاد ہوا،اس میں ہم نے امام شافعی کا علمی مقام اور فقہی بصیرت پر مقالہ پیش کیا ،پھر مختلف جہات سے تقاضوں کی وجہ سے ہم نے اس پر نظر ثانی کی تو اچھی خاصی تین ساڑھے تین سو صفحے کی کتاب ہوگئی،اسی وقت مجھے خیال ہوا کہ تفسیر واصول تفسیر والا وہ مقالہ بھی نظر ثانی کرکے قابل اشاعت بنایا جائے ،مگر پھر دوسرے کاموں نے مشغول رکھا،یہاں تک کہ شوال ۱۴۳۶ھ کے اواخر اور اگست ۲۰۱۵ء کے اوائل میں میں اس کے لیے فارغ ہوا،اور تدریسی مشغولیات کے ساتھ یہ کام بھی کرتا رہا،الحمدللہ تقریباً بیس دنوں میں اپنے موضوع پر ایک مفید کتاب تیار ہوگئی۔ پھر پروف دیکھتے ہوئے کتاب دوگنی ہوگئی،اور بیش قیمت اضافہ ہوا،جس میں وقت بھی اس سے دوگنا صرف ہوا۔

الحمدللہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تقریباً پندرہ سال سے درسِ تفسیر سے میرا تعلق ہے،درس

کی تیاری کے دوران میں مختلف کتبِ تفسیر اور متعلقاتِ قرآن نظر سے گزرتے رہے، اور گزرتے رہتے ہیں، کبھی کبھی خیال ہوتا تھا کہ ہمارے دوست احباب اور عزیز طلبہ بھی ان چیزوں سے متعارف ہوجائیں اور جیسے ہمیں ان کتابوں سے کچھ فائدہ اٹھانے کا موقع ملا ہے، یہ بھی ان سے فائدہ اٹھائیں۔ قدرت کی کرم فرمائی کہ یہ سمینار اور اس میں میرا یہ مقالہ اس کی اچھی تقریب بن گیا۔ الحمدللہ علی ذلک۔

اس کتاب میں جن کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، اکثر براہِ راست واقفیت اور ذاتی تاثر کی بنیاد پر ہے اور پھر اس وقت میں نے ان کتابوں پر نظر ڈال کر ان کی خصوصیات کا اندازہ لگانے کی کوشش کی اور ایک طالب علم کی طرح اس کو پیش کرسکا، اور ایسا بھی ہوا کہ بعض تفسیروں پر لکھے ہوئے تنقیدی اور تجزیاتی مضامین میں نے دیکھے اور میرے ذاتی تاثر کو ان سے تائید حاصل ہوئی، ان سے بھی میں نے فائدہ اٹھایا، جہاں کسی کے خاص تاثر یا تجزیے سے فائدہ اٹھایا ہے، تو اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

اس کتاب کی کمپوزنگ کے بعض مراحل اور پروف ریڈنگ میں عزیز برادران، متعلمینِ دار العلوم ندوۃ العلماء: مولوی سید حسن بافقیہ ندوی، مولوی عبدالرشید شہراز شاہ بندری ندوی، مولوی محمد برماور بن مولانا محمد ایوب صاحب ندوی، مولوی ابان جوباپو ندوی اور ہاں رفیق محترم مولانا عبدالسلام خطیب ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے مخلصانہ تعاون کیا، بالخصوص مولوی محمد سے بیش قیمت مدد ملی، نیز مولوی محمد مستقیم محتشم ندوی کا بھی ابتداءً کچھ تعاون حاصل رہا، ہم ان سب کے بے حد ممنون ومشکور ہیں۔

امید ہے کہ تفسیر کے طلبہ اور اساتذہ اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔ ہم یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس کو پوری طرح مفید بنائے اور قبول فرمائے۔

فیصل احمد ندوی بھٹکلی

خادم تدریس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۴ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴ر مارچ ۲۰۱۶ء

باب اول

تفسیر کے سلسلے میں بنیادی باتیں

قرآن کا تعارف قرآن کی زبانی

قرآن اللہ کا آخری پیغام اور بنی نوع انسان کے لیے اس کا سب سے بڑا انعام ہے، یہ دلوں کی شفا اور ہر مرض کی دوا ہے، یہ کتاب ہدایت اور دستور الٰہی ہے، ایسا منفرد دستور جو ہر جگہ کے لیے یکساں مفید اور ہر زمانے میں لوگوں کے تمام مسائل حل کرنے کی پوری صلاحیت کا حامل۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (۱) ہم نے اس کتاب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

نیز ارشادِ باری ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (۲) یعنی ہم نے تم پر ایسی کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید نے مختلف آیتوں میں متعدد حیثیتوں سے اپنا تعارف کرایا ہے۔ اس مختصر کتاب میں ان کو بالتفصیل بیان نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن کریم کا جامع ترین تعارف حدیث میں

لیکن ایک حدیث میں قرآن مجید کا جو بھرپور تعارف کرایا گیا ہے، اس سے بہتر قرآن مجید کا تعارف ممکن نہیں، اس لیے قرآن کریم کے تعارف میں ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں، فرمایا: **كتاب الله، فيه نبأ ما كان قبلكم، وخبر ما بعدكم، وحكم ما بينكم، وهو الفصل، ليس بالهزل، من تركه من جبار قصمه الله، ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله، وهو حبل الله المتين، وهو الذكر الحكيم، وهو الصراط المستقيم، هو الذي لا تزيغ به الأهواء، ولا**

(۱) الأنعام:۳۸ (۲) النحل:۸۹

تلتبس به الألسنة، ولا يشبع منه العلماء، ولا يخلق على كثرة الرد، ولا تنقضي عجائبه، هو الذي لم تنته الجن إذ سمعته حتى قالوا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ﴾ من قال به صدق، ومن عمل به أُجِر، ومن حكم به عدل، ومن دعا إليه هدى إلى صراط مستقيم(۱)

یعنی یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں سابقہ قوموں کی تاریخ ہے اور مستقبل کے احوال بھی ہیں، آپسی معاملات کا حل بھی ہے، یہ قول فیصل ہے، بے تکی اور غیر حقیقی باتوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں، جو بھی ظالم اس کو چھوڑ دے گا اللہ اس کی کمر توڑ کر رکھ دے گا، اور جو اس کو چھوڑ کر کہیں اور ہدایت طلب کرے گا، اللہ اس کو صحیح راستے سے محروم رکھے گا، یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، یہ ایک پُر حکمت یاددہانی ہے، یہ ایک سیدھی سچی راہ ہے، اس کی پیروی سے خواہشات اور خیالات حق سے ہٹ نہیں پائیں گے، اس کو اختیار کرنے سے حق و باطل میں التباس نہیں ہوگا اور زبانوں سے باطل نہیں نکلے گا، علماء کو کبھی اس سے سیری نہیں ہوگی، بار بار پڑھنے کے باوجود اس کی جدت اور تازگی میں کمی نہیں آئے گی، اور اس کے عجائبات ختم ہونے کا نام نہیں لیں گے، یہی وہ کتاب ہے جس کو سن کر جن بے قابو ہوگئے اور انھوں نے صدا لگائی: إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَباً، يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ. (یعنی عجیب قرآن کی آواز ہمارے کانوں میں پڑی جو راہِ راست کی رہنمائی کرتا ہے، پس ہم نے اس کو تسلیم کرلیا) جو قرآن کی بنیاد پر بات کہے گا، سچا ہوگا، جو اس پر عمل کرے گا، اجر کا مستحق ہوگا، جو اس کی روشنی میں فیصلے کرے گا مبنی بر انصاف ہوگا، اور جو اس کی دعوت دے گا، راہِ راست اس کا مقدر ہوگی۔

قرآن اور عربی زبان

اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ قرآن مجید کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کو ہم نے عربی مُبین

---

(۱) ترمذی (رقم: ۲۹۰۶) دارمی (رقم: ۳۳۲۶)، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۴۶۲ نیز مسند احمد (۱/۹۱) یہ حضرت علی کی روایت کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے بھی مرفوعاً ذرا اختصار کے ساتھ اس کے قریب قریب الفاظ نقل کیے ہیں۔ (دیکھیے فضائل القرآن لأبي عبید (ص: ۲۱، رقم: ۷) ومصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/۴۶۳)، مختصر قیام اللیل للمروزی رقم: ۲۰۴)

میں نازل کیا ہے، یعنی صاف اور واضح عربی زبان، اس لیے جو عربی زبان کا اچھا ذوق رکھتا ہے اور اس کا رمز شناس ہے براہِ راست اس پر قرآن کا اثر پڑتا ہے اور وہ اس کے اعجازِ بیانی اور پھر اعجازِ معنوی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، اور بالآخر اس کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ اللہ رب العالمین ہی کا کلام ہوسکتا ہے، دسیوں مثالیں ہیں کہ صرف قرآن سن کر لوگ ایمان لے آئے۔(۱)

فہمِ قرآن کی ضرورت اور اس کا حکم

چوں کہ قرآن ایک مکمل کتاب ہدایت ہے اور انسانی زندگی کی ہر مشکل کا اس میں حل موجود ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی آیات پر غور وتدبر کا جگہ جگہ حکم دیا ہے، کہیں فرمایا: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (۲)(کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے، یا کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟)

کہیں فرمایا: كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (۳) یہ کتاب جو ہم نے تمھاری طرف اتاری ہے، ایک مبارک کتاب ہے، تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں، اور عقل ودانش والے نصیحت حاصل کریں۔

اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا: ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾(۴) یعنی یہ یاددہانی ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے، تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس کو واضح کرکے بیان کریں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ خود بھی غور کریں۔

اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں قرآن میں غور کرنے اور

---

(۱) عبدالعزیز سید ہاشم الغزولی نے "بالقرآن أسلم هولاء" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں صرف قرآن سن کر اور اس کی آیات کے معانی جان کر ایمان لانے والے متعدد واقعات انھوں نے جمع کیے ہیں۔ (دارالقلم، دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء)

(۲) محمد: ۲۴ (۳) ص: ۲۹ (۴) النحل: ۴۴

اس کا فہم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ایک حدیث میں ہے: القرآن ذلول ذو وجوه، فاحملوه علی أحسن وجوهه (۱) یعنی یہ قرآن آسان اور سمجھ میں آنے والا ہے مگر اس کے معانی میں کئی پہلو ہوتے ہیں، تو تم اس کو بہترین پہلو پر محمول کرو اور صحیح معنی اخذ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أعربوا القرأن والتمسوا غرائبه" (۲) یعنی قرآن کی زبان سیکھو اور اس کا مطلب سمجھو، اور اس کے غرائب تلاش کرو، یعنی اس کے پوشیدہ علوم، مخفی اسرار و حکم اور چھپے ہوئے معانی ڈھونڈ نکالو (۳)۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت میں ہے: من قرأ القرآن فأعربه، كان له بكل حرف عشرون حسنة، ومن قرأه بغير اعراب كان له بكل حرف عشر حسنات (۴) یعنی جو قرآن سمجھ کر پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے بیس نیکیاں ملیں گی اور جو بغیر سمجھے پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی (۵)۔

تفسیر کی دو قسمیں: تفسیر ماثور اور تفسیر غیر ماثور

اوپر ہم نے سورہ نحل کی جو آیت نقل کی ہے ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (۶) اس کے الفاظ و معانی پر غور کیجیے، اس کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ علم تفسیر کی بنیاد ہے اور اس کا منہج متعین کرتی ہے، اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ تفسیر دو طرح کی ہوتی ہے: ایک وہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں، اور دوسری وہ جو خود ہمارے غور و فکر کا نتیجہ ہو، قسم اول کو تفسیر ماثور اور قسم ثانی کو

---

(۱) سنن الدار قطنی ۴/ ۱۴۵

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/ ۴۳۲ رقم ۳۰۵۳۲، ومسند أبی یعلی ۵/ ۴۹۱ رقم ۶۵۲۹، والمستدرک ۲/ ۲/ ۴۳۹، وشعب الایمان ۲/ ۵۴۷ و ۵۴۸ رقم ۲۰۹۲-۲۰۹۴

(۳) دیکھیے التذکار للقرطبی ص: ۱۳۸-۱۳۹ والاتقان ص: ۲۸۶ وص: ۸۵۲، وفیض القدیر ۱/ ۱۲/ ۷

(۴) شعب الایمان ۲/ ۵۴۸-۵۴۹، رقم: ۲۰۹۶

(۵) قرطبی اور سیوطی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ یہاں اعراب کے معنی سمجھ کر پڑھنے کے ہیں۔ (۶) النحل: ۴۴

تفسیر غیر ماثور یا تفسیر بالرائی کہتے ہیں۔آثار صحابہ اور پھر آثار تابعین بھی ضمناً قسم اول میں شامل ہیں، دوسری قسم کا دائرہ وسیع ہے، اور قیامت تک اس کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔اس کی کچھ وضاحت آگے آرہی ہے۔

تفسیر مأثور کی اہمیت اور اس کو ماننے کی ضرورت

جہاں تک قسم اول کا تعلق ہے تو بالکل بدیہی بات ہے کہ قرآن مجید جن پر نازل ہوا، وہ اگر اس کا مطلب بیان کررہے ہوں اور اس کی وضاحت کررہے ہوں تو اس کو مانے بغیر چارہ ہی نہیں، یہ عقل صریح کا تقاضا ہے، ویسے ساری حدیثیں قرآن عظیم کی تفسیریں ہیں، جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں، **جمیع السنة شرح للقرآن** (۱) اس لیے کسی آیت کی تفسیر حدیثِ صحیح اور صریح سے ہو تو اس سے اعراض، انحراف کے مرادف ہے۔

اسی طرح جو لوگ نزولِ قرآن کے وقت موجود تھے، جن کو ہم صحابۂ کرام کے نام سے جانتے ہیں، وہ اس کے سیاق وسباق سے واقف تھے، اور بہتر طور پر جانتے تھے کہ اس کا مطلب کیا ہے اور وہی اس کو جان بھی سکتے تھے، اس لیے ان کی متعین طور پر بیان کی ہوئی تفسیر سے اعراض، خام خیالی کے علاوہ کچھ نہیں، تفسیر تابعین کی اہمیت بھی اسی وجہ سے ہے کہ براہِ راست انھوں نے ان حضرات سے استفادہ کیا اور معلومات حاصل کیں، جن کے سامنے اور جن کے درمیان قرآن نازل ہوا۔

تفسیر مأثور میں مزید غور وتدبر کی گنجائش

لیکن ہاں، اگر حدیث نبوی میں کسی آیت کی تفسیر موجود ہے، یا صحابہ نے آیت کے مطلب کی صراحت کی ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ اس پر مزید غور وخوض کا دروازہ بند ہوگیا، ہرگز نہیں، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس تفسیر کے معارض یا مخالف کسی بات

---

(۱) البرہان للزرکشی ۱/۲۳، سیوطی نے الاکلیل کے مقدمے میں حدیث کے قرآن کریم کی شرح وتفسیر ہونے کے سلسلے میں سلف کے متعدد اقوال نقل کیے ہیں۔ دیکھیے ص:۵-۶ (دار الکتاب العربی، القاہرہ) یا ص:۱۱-۱۳ (دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

کی گنجایش نہیں، لیکن اس کے تسلیم کرنے کے ساتھ غور وفکر سے اس کے مزید معانی بیان کیے جاسکتے ہیں، جو اس کے مخالف نہ ہوں، بلکہ مزید ایک علمی فائدہ ہو، حدیث سے خود ہی معلوم ہوتا ہے لا تنقضی عجائبہ، اس لیے ہر زمانے میں اس کے نئے نئے نکتے سامنے آتے رہیں گے۔

تفسیر بالرائی اور اس کے حدود

ایسی تفسیر کا تفسیر بالرای سے (جس کی مذمت کی گئی ہے) کوئی تعلق نہیں، ویسے تفسیر ماثور کے علاوہ ہر تفسیر ایک طرح سے تفسیر بالرائی کے زمرے میں آتی ہے، مگر ہر تفسیر بالرای مذموم نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ایک بڑا حصہ نہ صرف یہ کہ مذموم نہیں، بلکہ محمود ہے اور اس سے بڑھ کر ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نہ قرآنی ہدایات کی تفصیلات سامنے آتیں نہ استنباطِ احکام کی کیفیات کا علم ہوتا، نہ بلاغت قرآنی کے نکتے کھلتے، نہ اہل قلوب کے اشارات سے لطف اندوز ہوا جاتا، خود قرآن مجید کے اندر بار بار قرآن میں غور کر کے ہدایات حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چند سطور قبل ہم اس سلسلے کی تین آیتیں نقل کر چکے ہیں، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابن عباس کو فہم قرآن کی دعا دینا، اور طرح طرح سے صحابہ کو فہم قرآن پر آمادہ کرنا(۱) اور صحابہ کا اس کے لیے کوشش کرنا (جیسے حضرت عمر نے متعدد موقعوں پر صحابہ سے آیتوں کا مطلب پوچھا تھا) اور اس کی ترغیب دینا، مثلاً حضرت ابو درداء کا ارشاد ہے: لن تفقه کل الفقه حتی تری للقرآن وجوهاً (۲) یہ اور ان جیسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم پر غور وفکر کر کے صحیح معنی معلوم کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے ہر زمانے میں اور ہر جگہ اس کے لیے کوششیں کیں اور سینکڑوں تفسیریں وجود میں آئیں۔

متعدد احادیث میں تفسیر بالرائی سے منع کیا گیا ہے اور اس کے لیے بہت سخت تعبیر اختیار کی گئی ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں: من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار (۳) یعنی جو اپنی رائے سے قرآن کے معنی کے سلسلے میں کچھ کہے تو اس

(۱) اس سلسلے کی کچھ حدیثیں پیچھے گزر چکی ہیں (۲) طبقات ابن سعد ۳۵۴/۴ (۳) ترمذی، رقم: ۲۹۵۱

کو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالینا چاہیے۔اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:من قال في كتاب الله برأيه فأصاب فقد أخطأ (۱) یعنی جو کتاب اللہ کے سلسلے میں اپنی رائے سے کچھ کہے اس نے صحیح بھی کہا تو غلط کیا۔اور ایک روایت میں ہے:من قال في القرآن بغير علم فليتبوّأ مقعده من النار (۲) یعنی جو بغیر علم کے قرآن کے سلسلے میں زبان کھولے تو اس کو جہنم میں اپنی جگہ بنالینی چاہیے۔

ان احادیث میں جس تفسیر سے روکا گیا ہے وہ پانچ طرح کی تفسیریں ہیں۔

۱-فہم قرآن کے لیے نقل کے جو ذرائع ہیں-اور وہ متعین ہیں-مثلاً عربی زبان کے مفردات اور مرکبات کے معانی کا تعین، اسباب نزول کی صحیح روایات کا علم، ناسخ ومنسوخ، بیان مجمل اور قراءات مختلفہ سے واقفیت، یہ سب وہ ذرائع ہیں جن میں رائے اور غور وفکر کو کوئی دخل نہیں، اور نقل ہی سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں، اس نقل کے خلاف کوئی اپنی طرف سے تاویل کرے مثلاً ﴿اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ﴾ (۳) کا مفہوم لاٹھی کے سہارے چٹان پر چلنا جیسا کہ سرسید نے کیا ہے، یا جیسے ﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا﴾ (۴) سے مسلمانوں کے مابین فروعی اختلافات مراد لینا، اس لیے کہ ایک قرأت فارقوا ہے، جس سے معنی کی تعیین ہوتی ہے اور اس مطلب کا جواز نہیں ہوتا۔

۲-اسی طرح تفسیر کے لیے ضروری علوم سے واقفیت کے بغیر صرف عربی زبان کے الفاظ سے جو معنی ظاہر ہو رہے ہیں اس کے مطابق وہ تفسیر کرنے لگ جائے تو اگر اتفاق سے وہ بات صحیح بھی ہوئی تو اس کو گناہ ہوگا، اس لیے کہ کلام الٰہی کے مقابلے میں اس نے جسارت سے کام لیا۔اور اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ عربی زبان بھی نہیں جانتے، ترجمے سے جو بات ظاہر ہو رہی ہے اس کی روشنی میں بہت کچھ کہنے لگ جاتے ہیں۔

۳-پہلے سے کوئی عقیدہ ہو، یا کوئی نظریہ اختیار کیے ہوئے ہو، یا کوئی خیال غالب

---

(۱) ابوداود، رقم:۳۶۵۲، وترمذی، رقم:۲۹۵۲ (۲) مسند احمد،۱/۲۳۳، وترمذی، رقم:۲۹۵۰

(۳) البقرہ:۶۰، والاعراف:۱۶۰ (۴) الانعام:۱۹

ہو، اس کے مطابق آیت کی تاویل کی کوشش کرے، بالفاظِ دیگر: اپنی ٹھہرائی ہوئی رائے کو اصل قرار دے کہ قرآن کو اس پر منطبق کرنے کی کوشش کرے۔ جیسے معتزلہ اور شیعہ نے کیا، یا جیسے آج کے گمراہ فرقے کرر ہے ہیں۔ یا اشتراکیت کے عروج کے زمانے میں بعض آیات کو اس کے مطابق قرار دینے کی بعض لوگوں نے جو کوشش کی وغیرہ وغیرہ۔

۴- متشابہات کی اپنی طرف سے تفسیر کرنا، احتمالی طور پر نہیں بلکہ قطعیت کے ساتھ۔

۵- یا آیت کی ایسی تفسیر کرے جو کسی آیت سے ٹکرائے، یا حدیث صحیح کے خلاف ہو۔

یہ سب منع کردہ تفسیر بالرأی کی صورتیں ہیں۔

جب مطلق تفسیر بالرأی کہا جائے تو انھی پانچ باتوں میں سے کوئی بات مراد لی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اپنے غور و فکر اور تدبر کے نتیجے میں کوئی عالم جو بھی بیان کرے، وہ اللہ کی طرف سے عطا کیا ہوا علم ہوتا ہے اور اللہ کی توفیق کی دلیل ہوتی ہے۔

تفسیر قرآن میں احتیاط کی ضرورت اور اس سلسلے میں سلف کا موقف

قرآن کریم میں غور و تدبر کی ضرورت کے باوجود اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، صرف عربی دانی کی بنیاد پر اپنی طرف سے کچھ کہنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔ صحابہ و تابعین اور سلف صالحین عربی میں مہارت اور تفسیر قرآن کے لیے دوسرے ضروری علوم میں واقفیت کے باوجود تفسیر کے معاملے میں حد درجہ محتاط تھے، حضرات شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ جو دوسرے بہت سے فضائل کے ساتھ علم بھی میں تمام صحابہ سے بڑھے ہوئے تھے، اور خود حضرت عبداللہ بن عباس جو عربی زبان کے بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ تفسیر قرآن کے معاملے میں امتیاز خاص رکھتے تھے، اس سب کے باوجود یہ تمام حضرات تفسیر کے معاملے میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے۔(۱)

تابعین کا بھی یہی حال تھا، عبیداللہ بن عمر العمری (متوفی ۱۴۷ھ) جو بڑے مشہور علماء اور محدثین میں تھے، فرماتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ کے فقہاء کو دیکھا ہے، یہ حضرات تفسیر قرآن

(۱) دیکھیے الاتقان، ص: ۲۸۶-۲۸۷

کے سلسلے میں گفتگو کرنے کو بڑی ذمہ داری کا کام سمجھتے تھے، سالم بن عبداللہ، قاسم بن محمد، سعید بن مسیّب اور نافع ان ہی حضرات میں سے تھے۔(۱)

بلکہ ابتدائی صدیوں میں عربی زبان وادب میں آخری درجے کی امامت پر فائز چوٹی کے لوگ بھی قرآنی الفاظ کی تشریح کے سلسلے میں پوری احتیاط کرتے ہوئے سکوت اختیار کر لیتے تھے، عربی زبان وادب میں اصمعی کے مقام سے کون واقف نہیں، ان کا شمار اس سلسلے میں گنے چنے چند افراد میں ہوتا ہے، بایں ہمہ انھوں نے دسیوں الفاظ میں احتیاطاً سکوت اختیار کیا(۲) مگر آج کا المیہ یہ ہے کہ عربی کی معمولی شدبُد رکھنے والا بلکہ ترجمے کی مدد سے مفہوم سے واقفیت رکھنے والا کوئی بھی شخص قرآنی حقائق ومعارف اور مطالب ومفاہیم پر کلام کرنے کی جرأت کرتا ہے اور اپنے تئیں اس کا مستحق سمجھتا ہے، اور ائمہ تفسیر کے برخلاف جدت بیانی میں بھی اس کو کوئی باک نہیں ہوتا۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

قرآن بذات خود بہت آسان ہے، یہ بات قرآن کریم میں بار بار فرمائی گئی ہے، لیکن جو لوگ بلا استحقاق قرآن کریم کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں، وہ سیاق وسباق سے ہٹا کر اس سے غلط معنی اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور کاغذ کی سیاہی میں اپنے دل کی سیاہی کا مظاہرہ کرتے ہیں! حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی قرآن مجید کے آسان ہونے کی بات کہی گئی ہے، وہاں اس کی صراحت کی گئی ہے کہ وہ آسان کس اعتبار سے ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا﴾ (۳) یعنی ہم نے قرآن آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے، تاکہ اس کے ذریعے آپ اہل تقویٰ کو بشارت سنائیں اور جھگڑالو قوم کو ڈرائیں دھمکائیں۔

اور سورہ قمر میں بار بار اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

(۱) تفسیر ابن جریر (۱/۷۹) علامہ ابن جریر نے تفسیر کے سلسلے میں احتیاط کی ضرورت اور اس سلسلے میں سلف کے طرز عمل پر ذرا تفصیل سے لکھا ہے، ملاحظہ ہو ان کی تفسیر، ج۱، ص: ۷۱-۸۴

(۲) دیکھیے المزہر فی علوم اللغۃ وأنواعہا للسیوطی ۲/۲۷۸-۲۸۱ (۳) مریم: ۹۷

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم کو آسان کر دیا ہے، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

جہاں تک سورہ مریم کی آیت کا تعلق ہے، یہ آیت سورت کے اخیر میں ہے، سورت کے شروع میں متعدد انبیاء کا حال بیان کیا گیا ہے، پھر اللہ کی قدرت وعظمت، ایمان کی حقیقت اور اس کے نتائج، کفر وشرک کی شناعت اور اس کی بے ثباتی کو نہایت زوردار انداز سے بیان کیا گیا ہے، پھر کہا جارہا ہے کہ یہ قرآن آسان ہے، آپ آسانی سے اہل ایمان کو ان باتوں کی روشنی میں بشارت سنا سکتے ہیں اور سرکش اور ضدی لوگوں کو ڈرا دھمکا سکتے ہیں۔

اور سورہ قمر میں پہلے قیامت کا ذکر ہے، پھر کافروں کے عناد اور ان کی سرکشی کا بیان ہے، پھر آخرت کی ہولناکی کا ذکر ہے، پھر قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کی سرکشی اور بالآخر قہر الٰہی کے مستوجب ہو کر تباہ ہونے کا ذکر ہے، اس بیچ میں بار بار بطور تنبیہ دریافت کیا جارہا ہے: ﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ﴾ دیکھو کس طرح ہو کے رہا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ پھر کہا جارہا ہے: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ کہ یقیناً ہم نے یاددہانی اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے اس قرآن کو آسان کر دیا ہے، ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

خلاصہ یہ ہے کہ رشد و ہدایت اور عبرت و نصیحت کے لیے یہ کتاب بہت آسان ہے، جگہ جگہ اللہ کے جاہ وجلال، اس کی قدرت کے آثار ونشان، سابقہ قوموں کی سرکشی اور تباہی، قیامت کے دن کی ہولناکی، حشر ونشر اور حساب وکتاب کا بیان، جنت وجہنم کے مناظر، یہ سب حقیقتیں اس طرح مؤثر انداز میں بیان کی گئی ہیں کہ کوئی بھی خالی الذہن ہو کر اس کو پڑھے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، لیکن احکام ومسائل کا استنباط، دقائق کا استخراج، لطائف واشارات کی دریافت، جس کا نام علم تفسیر ہے، متعدد علوم میں مہارت کے بغیر یہ ممکن نہیں، اس کے بغیر قرآن کی تفسیر میں کوئی کلام کی جرأت کرے تو خطرہ ہے کہ افتراء علی اللہ کا مرتکب نہ ہو جائے!!

تفسیر کے بنیادی مصادر قرآن وحدیث

اس سے پہلے یہ بات جان لینی چاہیے کہ تفسیر قرآن کا بنیادی مصدر خود قرآن پاک

ہے۔ اسی لیے مشہور ہے اور یہ حقیقت ہے کہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً. اس کے بعد حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تفسیر کے لیے اس کی ضرورت کے معقول وجوہ کا تفسیر ماثور کی اہمیت کے تحت ہم ذکر کر چکے ہیں۔

تفسیر القرآن بالقرآن کی اہمیت

تفسیر القرآن بالقرآن سب سے بنیادی چیز ہے، اور اس کی اہمیت و معقولیت پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کوئی بھی کبھی اجمال واختصار کے ساتھ بات کرے اور دوسرے موقع پر اس کو وضاحت اور تفصیل سے بیان کرے، تو اس کو پہلی بات کی تفصیل نہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے تفسیر القرآن بالقرآن کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، ایسا بہت ہوا ہے کہ قرآن نے ایک جگہ اجمالی بات کی ہے تو دوسری جگہ خود ہی اس کی تفصیل بیان کی ہے، اس کو دو تین مثالوں سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

پہلی ہی سورت سورۃ الفاتحہ میں ہے ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ اب یہاں اس کی وضاحت نہیں کہ أنعمت علیهم سے کون لوگ مراد ہیں؛ مگر دوسری جگہ وضاحت سے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (۱) اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اللہ نے الذین انعمت علیہم سے کن لوگوں کو مراد لیا ہے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ (۲) یعنی اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کی صحبت میں رہو۔ صادق کے عام فہم معنی سچ بولنے والے کے ہیں، عربی میں بھی یہ اس کا عام مفہوم ہے؛ مگر کیا قرآن کریم نے صادقین سے صرف سچ بولنے والے مراد لیے ہیں، یا اس سے مراد کن صفات کے حامل لوگ ہیں، قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو اس کا جواب آسانی سے مل جاتا ہے۔ ایک جگہ ہے: ﴿ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا

---

(۱) النساء:۶۹ (۲) التوبۃ:۱۱۹

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (۱) اس سے معلوم ہوتا ہے صادقین سے مراد اللہ کے لیے گھر بار اور دولت کی قربانی کرنے والے، اللہ کا فضل تلاش کرنے والے اور اسی کی رضا جوئی کی خاطر ہر کام کرنے والے، اور دین کی مدد ونصرت کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہنے والے ہیں۔اور اتنا ہی نہیں بلکہ دوسری جگہ جو فرمایا ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا (۲) اس آیت پر غور کریں تو مندرجہ ذیل صفات کے حامل افراد ہی اس کی نگاہ میں سچ ہیں:

۱-اللہ پر ایمان رکھنے والے ۲-آخرت پر ایمان ویقین رکھنے والے ۳-ملائکہ پر ایمان رکھنے والے ۴-اللہ کی کتابوں پر ایمان رکھنے والے ۵-نبیوں پر ایمان رکھنے والے ۶-صلہ رحمی کرنے والے ۷-یتیموں کے ساتھ ہمدردی کرنے والے ۸-غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے ۹-مسافروں کا خیال رکھنے والے ۱۰-مانگنے والوں کا حق سمجھنے والے ۱۱-نماز کا پورا اہتمام کرنے والے ۱۲-زکاۃ پوری طرح ادا کرنے والے ۱۳-عہد پورا کرنے والے ۱۴-تکلیف اور مشقت کے موقعوں پر صبر کا مظاہرہ کرنے والے ۱۵-جنگوں میں ثابت قدم رہنے والے۔ان پندرہ صفات میں بھرپور افراد ہی قرآن کی زبان میں صادق ہیں اور انھی کی صحبت مطلوب ہے۔

اسی طرح سورہ بقرہ میں ہے:﴿ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ (۳) یہ کیا کلمات تھے، اس کی تفسیر میں ادھر ادھر بھٹکنے کے بجائے قرآن کریم ہی سے جواب مل جاتا ہے، جیسا کہ سورہ اعراف میں ہے:﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا

---

(۱) الحشر:۸ (۲) البقرہ:۱۷۷ (۳) البقرہ:۳۷

وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾(۱)۔

یہ تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک جھلک ہے، ورنہ اس کی بڑی تفصیل ہے اور بہت سی نوعیتیں ہیں، مختلف موقعوں پر استعمال ہونے والی عربی تعبیرات اور محاوروں کی قرآنی نظائر کی روشنی میں تعیین اور اختلاف قراءات سے معانی کا تعین بھی اسی میں شامل ہے۔

صحابہ وتابعین نے تفسیر القرآن بالقرآن کے دسیوں بیسیوں نمونے پیش کیے ہیں۔

ڈاکٹر محسن بن حامد المطیری نے "تفسير القرآن بالقرآن-تأصيل وتقويم" کے نام سے مفصل کتاب لکھی ہے، جس میں انھوں نے تفسیر القرآن بالقرآن سے متعلق اکثر مباحث پر محققانہ اور سیر حاصل بحث کی ہے(۲)۔

تفسیرِ صحابہ کی بنیادیں

صحابۂ کرامؓ نے ان دونوں مصدروں (قرآن وحدیث) سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ اپنے اجتہاد سے بھی کام لیا ہے، ان کی اجتہادی تفسیر کی ہم مختلف بنیادیں قرار دے سکتے ہیں:

عربی زبان میں مہارت

ایک تو بنیاد ان کے اجتہاد کی عربی زبان پر تھی، یعنی زبان کی مہارت معنی کے تعین میں ان کو مدد دیتی تھی۔

اسبابِ نزول سے واقفیت

ان کے اجتہاد کی دوسری بنیاد اسبابِ نزول سے ان کی واقفیت پر تھی۔

اسبابِ نزول کی حیثیت

اگرچہ قرآن کریم عام کتابِ ہدایت ہے، ہر جگہ اسبابِ نزول کے کھوج کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ اسبابِ نزول کا ضرورت سے زیادہ اہتمام قرآن مجید کی ہدایت عامہ کے محدود ہونے کا ذہن بناتا ہے؛ تاہم اس سے انکار نہیں کہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ اسبابِ نزول سے

(۱) الاعراف:۲۳ (۲) یہ دراصل ان کے پی.ایچ.ڈی. کا مقالہ ہے جو مذکورہ نام سے شائع ہوا ہے، ناشر: دار التدمریۃ، الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

واقفیت کے بغیر توجیہ مشکل ہوتی ہے، بلکہ بعض جگہ تو اس کے بغیر ظاہر لفظ سے اشکال ہوتا ہے، صحابہ نے اپنے شاگردوں کو اس طرح کے اشکالات کا جواب اسبابِ نزول کے حوالے سے دیا۔

عربوں کے مزاج و عادات اور اہل کتاب کے احوال سے واقفیت

اسی طرح عربوں کے مزاج، ان کے رسوم و رواج، ان کے عادات و اطوار اور اخلاق و کردار سے واقفیت بھی بعض آیات کا مفہوم سمجھنے میں مدد دیتی ہے، ظاہر ہے کہ صحابہ نے اس طرح کی آیتوں کی تفسیر اسی بنیاد پر کی ہے۔ ایسے ہی اہل کتاب سے متعلق آیات کی تفسیر میں یہود و نصاریٰ کے حالات پر نظر ہونا بھی ضروری ہے، بالخصوص نزولِ قرآن کے زمانے میں جزیرۃ العرب کے اہل کتاب کے حالات۔ اور صحابہ کے سامنے یہ ساری باتیں تھیں۔

علم لدنی یا اللہ کی خصوصی مدد اور معانی کا القا

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تفسیر قرآن میں اللہ کی طرف سے براہِ راست مدد ہوتی ہے، بالفاظِ دیگر اللہ تعالیٰ معانی کا القا یا الہام کرتا ہے، یا اس طرح کہیے کہ اصل حقیقت تک رسائی کا دروازہ اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے۔ صحابۂ کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو خصوصی معاملہ تھا اس سے کون واقف نہیں، ان کی تفسیر میں بھی یہ بات نظر آتی ہے۔

اوپر کی تینوں بنیادیں تو متعین ہیں یعنی عربی زبان میں مہارت، اسباب نزول سے واقفیت اور عربوں اور اہل کتاب کے احوال پر نظر؛ اس لیے ان میں اختلاف کی گنجائش کم ہے، لیکن اپنے اپنے علم، واقفیت اور مہارت کی بنیاد پر ان میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے، اور ہوتا رہا ہے، مگر یہ آخری بات ایسی ہے جس کا تعلق براہِ راست اللہ عزوجل سے ہے، اور اللہ کا معاملہ اپنے مختلف بندوں کے ساتھ الگ الگ ہوتا ہے، توفیق الٰہی کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہوتے ہیں، مگر اس کی کنہ تک پہنچنا کسی کے بس میں نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾(۱)

---

(۱) بقرہ:۱۵۱

قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں نبی کے مشن کی تفصیل اور ان کی بعثت کے مقاصد اربعہ (تلاوتِ آیات، تزکیۂ نفوس، تعلیمِ کتاب اور تعلیمِ حکمت) کی توضیح کے بعد فرمایا ہے: وَيُعَلِّمُكُم مَّالَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ. سمجھا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد وہ علم ہے جو خاص اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے، زمانے کے گزرنے کے ساتھ مادی اور سائنسی ترقی کے پس منظر میں بھی یہ بات ہوسکتی ہے، اور بغیر کسی ظاہری وجہ کے، براہِ راست اللہ کی طرف سے بھی یہ علوم وارد ہوسکتے ہیں۔ اور اس طرح کے علوم کے منکشف ہونے کا ایک سبب جس کا تعلق باطن سے ہے، تقویٰ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ﴾(۱) (اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور اللہ تمہیں علم سکھائے گا)

تقویٰ تو اصل میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا نام ہے، اس کے نتیجے میں اللہ کے احکام پر عمل ہوتا ہے، اور جب عمل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بہت سی وہ باتیں سکھاتا ہے جو اس کے علم میں نہیں ہوتیں۔ ایک حدیث نقل کی جاتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: "من عمل بما علم ورّثه الله علم مالايعلم" یعنی جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس علم کا اس کو وارث بناتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا (۲) اور حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں: من عمل بما يعلم وُفِّق لمالايعلم (۳) یعنی جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اس کو اس علم کی توفیق ملتی ہے جو وہ نہیں جانتا۔

اور مشہور حدیث میں جو بخاری وغیرہ میں موجود ہے جو بات فرمائی گئی ہے: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً، ينتزعه من الناس، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء (۴)، اس کا زیادہ تر تعلق انھی علوم سے ہے جن کو ہم الہامی علم یا علم لدنی سے تعبیر

---

(۱) البقرۃ:۲۸۳ (۲) حلیۃ الأولیاء لأبي نعیم (۱۰/۱۵) اس کے بعد ابونعیم فرماتے ہیں: ذكر احمد بن حنبل هذا الكلام عن بعض التابعين عن عيسى ابن مريم عليه السلام، فوهم بعض الرواة أنه ذكره عن النبی صلی الله علیه وسلم، فوضع هذا الإسناد عليه، لسهولته وقربه، وهذا الحديث لايحتمل لهذا الإسناد عن أحمد بن حنبل (۳) الدر المنثور ۳/۴۰۴
(۴) دیکھیے بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، رقم ۱۰۰، و مسلم کتاب العلم، باب رفع العلم رقم ۲۶۷۳، و ترمذی کتاب العلم، باب ما جاء فی ذهاب العلم رقم ۲۶۵۲، و ابن ماجہ کتاب السنۃ رقم ۵۲، و احمد ۲/۱۶۲، ۱۹۰، ۲۰۳

کرتے ہیں، ورنہ کتابی علم آئے دن بڑھتا جارہا ہے اور قیامت تک بڑھتا چلا جائے گا، بلکہ علامات قیامت میں **یظھر القلم** اور **یظھر العلم** کا بھی ذکر کیا گیا ہے(۱)۔

تفسیر میں ابن عباس کا مقام

بہر حال صحابۂ کرام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تفسیر قرآن کے معاملے میں امتیاز خاص حاصل ہے اور یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ثمرہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے متعدد موقعوں پر ان کو مطالبِ قرآن تک رسائی کی دعا دی تھی، بخاری، مسلم، ترمذی ابن ماجہ، مسند احمد، معجم کبیر طبرانی وغیرہ میں متعدد الفاظ میں یہ دعا منقول ہے، کہیں ہے: **اللّٰهم علمه الكتاب**، کہیں ہے: **اللهم علمه الحكمة**، کہیں ہے: **اللهم علمه الحكمة و تأويل الكتاب**، کہیں ہے: **اللّٰهم فقهه في الدين**، کہیں ہے: **اللّٰهم فقهه في الدين وعلمه التأويل**، اور کہیں ہے: **اللّٰهم علمه تأويل القرآن**(۲)۔

حضرت ابن عباسؓ کو بجا طور پر ترجمان القرآن کہا گیا ہے، اور یہ خطاب ان کو خود نبی کریم ﷺ نے دیا تھا، ایک دفعہ ان سے فرمایا تھا: **نعم ترجمان القرآن أنت** (۳) اور بڑے بڑے صحابہ اسی حیثیت سے ان کو دیکھتے تھے، حضرت عمر نے متعدد موقعوں پر تفسیر کے سلسلے میں ان سے سوالات کیے (۴)

اور حضرت ابن مسعود نے ایک دفعہ فرمایا: **نعم ترجمان القرآن ابن عباس** (۵)۔

حضرت ابن عباس سے ان کے بہت سے شاگردوں نے تفسیر نقل کی ہے، اور یہ روایتیں مختلف طرق سے تفسیر کی کتابوں میں موجود ہیں۔ علی بن ابی طلحہ (م۱۴۳ھ) کے واسطے سے جو روایتیں منقول ہیں، ان کو محدثین نے سب سے قابل اعتماد قرار دیا ہے۔

علی بن ابی طلحہ اگرچہ براہ راست ابن عباس کے شاگرد نہیں ہیں، بلکہ بیک واسطہ وہ

---

(۱) دیکھیے سنن النسائی الکبریٰ ۴/۵، سنن النسائی الصغریٰ (جو صحاح ستہ میں ہے) کتاب البیوع باب التجارۃ رقم ۴۴۵۶ نیز دیکھیے مسند احمد ۱/۴۰۸ (۲) دیکھیے بخاری رقم: ۷۵، ۱۴۳، ۳۷۵۶ و مسلم رقم: ۲۴۷۷ و ترمذی رقم: ۳۸۲۴ و ابن ماجہ رقم: ۱۶۶، و احمد ۱/۲۶۶ و ۳۲۸ و ۳۱۴ و ۳۳۵ و المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۲۸۷ و طبقات ابن سعد ۲/۳۱۵

(۳) حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۱۶ (۴) دیکھیے الاتقان، ص: ۸۷۸-۸۷۹ (۵) دیکھیے طبقات ابن سعد ۲/۳۱۵

یہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔ ابوجعفر النحاس کے نزدیک: وہ مجاہد اور عکرمہ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں (۱) اور بعض کے مطابق: مجاہد اور سعید بن جبیر واسطہ ہیں (۲)

امام بخاری نے اکثر علی بن ابی طلحہ ہی کے واسطے سے ابن عباس کی تفسیری روایتیں نقل کی ہیں۔ علی بن ابی طلحہ کی نقل کردہ یہ سب روایتیں دوسری تیسری صدی ہجری میں کتابی صورت میں اکٹھی موجود تھیں، اور محدثین اس کتاب کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ امام احمد نے فرمایا: بمصر صحيفة في التفسير، رواها علي بن أبي طلحة، لو رحل رجل فيها الى مصر قاصداً، ما كان كثيراً. (۳) یعنی مصر میں تفسیر کی ایک کتاب ہے، جس کو علی بن ابی طلحہ نے روایت کیا ہے، اگر کوئی شخص اسی کے حصول کے لیے مصر کا سفر اختیار کرے تو بھی یہ بڑی بات نہیں ہوئی۔ یعنی اس کا سفر بے کار نہیں ہوا، کامیاب رہا۔

اس کتاب کے بارے میں بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ خود ابن عباس کی تالیف ہے (۴)

قاضی محمد زاہد الحسینی نے لکھا ہے کہ یہ تفسیر آج تک پائی جاتی ہے، اس تفسیر کا قلمی نسخہ ''ہرن کی جھلی'' پر لکھا ہوا شیخ الاسلام عارف حکمت بے کے کتب خانہ مدینہ منورہ میں موجود ہے، جس پر سال کتابت ۳۱۶ھ درج ہے۔ (۵)

سعودی عرب کے مشہور مخطوطہ شناس اور محقق دکتور حکمت بشیر یاسین نے تفسیر ابن عباس کے ایک سو سے زائد خطی نسخوں کا تذکرہ کیا ہے، انھی میں المکتبۃ المحمودیۃ مدینہ منورہ میں موجود ۳۱۶ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ہے۔ اور اس کے بارے میں لکھا ہے: قطعة من تفسير ابن عباس. اور ان کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ علی بن ابی طلحہ کی روایت کا نہیں، بلکہ سلسلۂ روایت محمد بن مروان عن الکلبی عن أبی صالح (عن ابن عباس) ہے۔ (۶)

---

(۱) دیکھیے ان کی کتاب الناسخ والمنسوخ، ص: ۷۵ (۲) دیکھیے الاتقان، ص: ۸۸۰

(۳) الاتقان، ص: ۸۸۰، ابوجعفر النحاس نے اس کو ذرا مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے، دیکھیے ان کی کتاب الناسخ والمنسوخ، ص: ۷۵ (۴) دیکھیے تاریخ التراث العربی، ۱/ ۶۶، نیز دیکھیے راشد عبدالمنعم الرجال کی مرتب کردہ تفسیر ابن عباس، ص: ۲۶ (۵) تذکرۃ المفسرین، ص: ۶۱

(۶) دیکھیے استدراکات علی تاریخ التراث العربی ۲/ ۴۷، اور ان تمام نسخوں کے لیے دیکھیے، ص: ۴۱-۵۴

اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں موجود ۳۱۶ھ کا لکھا ہوا نسخہ علی بن ابی طلحہ کی روایت والا نسخہ نہیں ہے، اور یہ نسخہ اب مفقود ہے۔ تاہم راشد عبدالمنعم الرّجال نے اب علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے مروی حضرت ابن عباس کی ان روایتوں کو "**تفسیر ابن عباس المسمی صحیفة علی بن أبی طلحة عن ابن عباس فی تفسیر القرآن الکریم**" کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔(۱)

اسی طرح شیخ احمد عالیش اللطیف العانی نے جامعۃ ام القری میں ماجستر (ایم-اے) کا مقالہ "**صحیفة علی بن أبی طلحة عن ابن عباس رضی اللہ عنهما فی التفسیر**" کے نام سے لکھا ہے، جو غالباً ابھی شائع نہیں ہوا۔

اور تفسیر ابن عباس کے نام سے جو تفسیر رائج ہے، وہ صاحب قاموس ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (م ۸۱۷ھ) کی جمع کی ہوئی ہے، جس کا پورا نام "**تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس**" ہے۔

غالباً سب سے پہلے ہندوستان میں اس کی اشاعت ہوئی، ۱۲۸۵ھ میں مطبع ہاشمی میرٹھ نے قرآن کریم کا جو نسخہ شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمے اور شاہ رفیع الدین کے اردو ترجمے کے ساتھ شائع کیا تھا، اس کے حاشیے پر تفسیر ابن عباس چھپی تھی۔ پھر اس کے متعدد ایڈیشن مختلف جگہوں سے شائع ہوئے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے، پہلی بار ۱۹۲۶ء میں مطبع امیرالدین گلشن ہند آگرہ نے شائع کیا۔ پھر ۱۹۷۰ء میں کلام کمپنی کراچی نے اس کو شائع کیا۔

مگر اس شہرت، کثرتِ اشاعت اور ترویج کے باوجود یہ نسخہ بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ اس لیے کہ یہ محمد بن مروان السدی الصغیر عن الکلبی عن أبی صالح عن ابن عباس والی سند سے ہے۔ جیسا کہ شروع کتاب میں درج ہے، صاحب قاموس نے تفسیر کی کتابوں میں اس سند سے موجود روایتوں کو جمع کیا ہے۔ کلبی ضعف میں مشہور ہیں۔ اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس، ابن عباس کی روایتوں کا سب سے کمزور طریق ہے،

---

(۱) ناشر: مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء

اور اگر محمد بن مروان السدی اس میں شامل ہو جائے تو یہ سلسلۃ الکذب ہے جیسا کہ محدثین نے صراحت کی ہے(۱)۔

حضرت ابن عباس کی تفسیر سے متعلق ایک قابل قدر کام اور سامنے آیا ہے، دکتور عبدالعزیز بن عبداللہ الحمیدی نے "تفسیر ابن عباس ومروياته من كتب السنة" کے نام سے تفسیر وحدیث کی کتابوں میں موجود حضرت ابن عباس کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے، جس کو مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی، کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیہ، جامعۃ ام القریٰ، مکۃ المکرمہ نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

دیگر مفسرینِ صحابہ

پھر تفسیری روایتیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے زیادہ مروی ہیں، اسی طرح حضرت ابی بن کعبؓ کا حال ہے، اس ضمن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے، نیز اس طرح کی متعدد روایتیں حضرت انسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت اُبی بن کعب اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہیں(۲)۔

دکتور عبداللہ ابوالسعود بدر نے "تفسير الصحابه" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس میں انھوں نے تفسیر صحابہ کی قدر و قیمت، اس کے اسباب و محرکات، اس کی خصوصیات و امتیازات اور اس کے مآخذ سے بحث کی ہے۔(۳) اسی طرح دکتور محمد عبدالرحیم کی کتاب ہے "تفسير الصحابه– مميزاته، خصائصه، مصادره، قيمته العلمية"(۴)۔

---

(۱) دیکھیے الاتقان (ص:۸۸۱)

(۲) تفصیل کے دیکھیے الاتقان للسیوطی، النوع الثمانون ص:۸۷۷-۸۸۲، تحقیق: فواز احمد زمرلی، (دار الکتاب العربی ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵ء)

(۳) دار ابن حزم، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء (۴) مکتبۃ التراث الاسلامی، القاہرۃ، ۱۹۹۱ء

تفسیر صحابہ سے متعلق اوپر کی باتیں لکھنے کے بعد ان دونوں کتابوں پر نظر پڑی، چوں کہ ان میں دوسرے بعض فوائد کے ساتھ انھی باتوں کی تفصیل ہے جن کو ہم نے اوپر اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، اس لیے ہمیں ان کے حوالے کے اضافے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بلکہ بعض باتیں جو یہاں ذکر ہوئی ہیں وہاں نظر نہیں آئیں، صرف قارئین کے فائدے کے لیے ہم نے ان کتابوں کا یہاں ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود کی تفسیری روایتوں کو محمود محمد احمد عیسوی نے جمع کیا ہے، جس کو مؤسسة الملك فيصل الخيرية، الرياض نے "تفسير ابن مسعود" کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے(۱)۔

پہلی جلد میں حضرت ابن مسعود کی سیرت واحوال اور ان کی تفسیر کے بارے میں بیان ہے، اور دوسری جلد میں ان کی تفسیری روایتیں ہیں۔

حضرت عائشہ کی تفسیری روایتوں کو ڈاکٹر سعود الفنیسان نے جمع کیا ہے، یہ مجموعہ مکتبۃ التوبہ، ریاض سے "مرويات أم المؤمنين عائشة في التفسير" کے نام سے شائع ہوا ہے(۲)۔

اسی طرح ڈاکٹر محسن حمودی نے بھی جامعہ ازہر میں حضرت عائشہؓ کی تفسیری روایتوں کے جمع کرنے کا کام کیا، پھر جامعۃ ام القریٰ میں بھی اس طرح کا کام ہوا۔

حضرت علی کی تفسیری روایتوں کی جمع وترتیب کا کام جامعۃ الامام محمد بن سعود، ریاض میں ہوا۔ اسی طرح حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہؓ کی تفسیر روایتوں کے جمع کرنے کا کام جامعہ ام القریٰ میں انجام پایا۔ اور ان تمام مفسرین صحابہ کی تفسیری روایتوں کے سلسلے میں تحقیقی مقالات لکھے گئے(۳)۔

(۱) الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

(۲) الطبعۃ الأولیٰ، ۱۴۱۳ھ

(۳) دیکھیے استدراکات علی تاریخ التراث العربی ۲/۱۰-۱۱

مفسرین تابعین

تابعین میں جنھوں نے اس میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا، وہ سعید بن جبیر (ت: ۹۵ھ)، مجاہد بن جبر (ت: ۱۰۴ھ)، عکرمہ مولی ابن عباس (ت: ۱۰۶ھ)، طاؤس بن کیسان (ت: ۱۰۶ھ)، عطاء بن ابی رباح (ت: ۱۱۴ھ)، حسن بصری (ت: ۱۱۰ھ)، ضحاک بن مزاحم الہلالی (ت: ۱۰۵ھ)، ابوالعالیہ: رُفیع بن مہران الریاحی (ت: ۹۰ھ یا اس کے بعد) قتادہ بن دعامہ السدوسی (ت: ۱۱۸ھ)، عطیۃ بن سعد العوفی (ت: ۱۱۱ھ)، زید بن اسلم (ت: ۱۳۶ھ)، ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم (ت: ۱۸۲ھ)، ربیع بن انس (ت: ۱۳۹ھ) مرۃ بن شراحیل الہمدانی (ت: ۷۶ھ) عامر بن شراحیل شعبی (ت: ۱۰۳ھ)، محمد بن کعب قرظی (ت: ۱۰۸ھ یا ۱۱۶ھ)، علقمہ بن قیس النخعی (ت: ۶۲ھ)، مسروق بن الاجدع الہمدانی (ت: ۶۳ھ) اور سدی: اسماعیل بن عبدالرحمٰن (ت: ۱۲۷ھ) ابن جریج: عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی (ت: ۱۵۰ھ) وغیرہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد بن عبداللہ بن علی الخضیری نے "تفسیر التابعین — عرض ودراسة مقارنة" کے نام سے بہت عمدہ کام کیا ہے جو دو جلدوں میں شائع ہوا ہے(۱)۔

تبع تابعین تک پہنچتے پہنچتے یہ حلقہ بہت وسیع ہو گیا۔ دوسری صدی کے نصف آخر اور تیسری صدی میں بیشتر محدثین نے تفسیری روایات پر خصوصی توجہ دی، اور علم تفسیر کو مستقل علمی حیثیت حاصل ہوئی، اور یہ علم تدوین کے مرحلے میں داخل ہو گیا، اور اس کے بعد یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

(۱) دارالوطن، الریاض، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء

چوتھی صدی تک تفسیر لکھنے والے نمایاں محدثینِ مفسرین

اُس زمانے میں جن محدثین نے تفسیری روایتوں کو مستقلاً جمع کیا، یا بالفاظِ دیگر تفسیر میں کتابیں لکھیں، ان میں ابن جریج (ت:۱۵۰)، شعبہ بن الحجاج (ت:۱۶۰ھ)، سفیان ثوری (ت:۱۶۱ھ)، شیبان بن عبدالرحمٰن النحوی التمیمی (ت:۱۶۴ھ)، امام مالک بن انس (م، ت: ۱۷۹ھ)، عبداللہ بن المبارک المروزی (ت: ۱۸۱ھ)، ہشیم بن بشیر الواسطی السلمی (ت:۱۸۳ھ)، وکیع بن الجراح (ت:۱۹۷ھ)، سفیان بن عیینہ (ت ۱۹۸ھ)، یحیٰ بن سلام البصری المغربی (ت:۲۰۰ھ)، رَوح بن عبادہ (ت: ۲۰۵)، یزید بن ہارون (ت:۲۰۶ھ)، عبدالرزاق بن ہمام (ت:۲۱۱ھ)، ابونعیم الفضل بن دُکین (ت:۲۱۸ھ یا ۲۱۹ھ)، حمیدی: عبداللہ بن زبیر (ت:۲۱۹ھ)، آدم بن اَبی ایاس (ت:۲۲۰ یا ۲۲۱ھ) حسین بن داوٗد معروف بہ سُنید (ت:۲۲۶ھ)، ابوبکر بن ابی شیبہ (ت: ۲۳۵ھ)، اسحاق بن راھویہ (ت:۲۳۸ھ) عثمان بن اَبی شیبہ (ت: ۲۳۹ھ)، احمد بن حنبل (ت: ۲۴۱ھ)، حمدویہ: محمد بن اَبان البلخی (ت:۲۴۴ھ)، عبدالرحمٰن بن ابراھیم المعروف بہ دُحیم (ت:۲۴۵ھ)، عمرو بن علی ابوحفص الفلاس (ت:۲۴۹ھ)، عبد بن حُمید (ت: ۲۴۹ھ)، یعقوب بن ابراہیم الدورقی (ت:۲۵۲ھ)، یوسف بن موسیٰ القطان الکوفی (ت:۲۵۳ھ)، امام دارمی: عبداللہ بن عبدالرحمٰن (ت:۲۵۵ھ)، امام بخاری: محمد بن اسماعیل (ت:۲۵۶ھ)، ابوسعید الاشج: عبداللہ بن سعید الکندی (ت:۲۵۷ھ)، زعفرانی: حسن بن محمد (ت:۲۶۰ھ)، عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم الرازی (ت:۲۶۱ھ) ابن ماجہ (ت:۲۷۳ھ) بقی بن مَخلد (ت: ۲۷۶ھ)، ابراہیم بن اسحاق الحربی (ت:۲۸۵ھ)، جعفر بن محمد الفریابی (ت:۳۰۱ھ)، ابراہیم بن اسحاق النیسابوری (ت:۳۰۳ھ)، اسحاق بن ابراہیم البُستی القاضی (ت: ۳۰۷ھ)، ابن جریر طبری (ت:۳۱۰ھ)، ابن خزیمہ: محمد بن اسحاق (ت:۳۱۱ھ)، ابن ابی داوٗد (ت: ۳۱۶ھ)، ابن المنذر (ت:۳۱۸ یا ۳۱۹ھ)، ابن اَبی حاتم (ت:۳۲۷ھ) امام

طبرانی (ت: ۳۶۰)، ابوالشیخ بن حیان، (ت:۳۶۹ھ) ابن شاہین (ت:۳۸۵ھ)، ابوعبداللہ الحاکم (ت:۴۰۵ھ)، ابوبکر ابن مردویہ (ت:۴۱۰ھ) وغیرہ۔

یہ چوتھی صدی تک کے محدثین مفسرین کے نمایاں نام ہیں، ان میں اکثر کی تفسیریں اب مفقود ہیں۔ ان تمام کتابوں میں ان کے مصنفین نے کسی آیت کی تفسیر میں مروی حدیثِ مرفوع یا صحابہ وتابعین کے آثار اپنی سندوں کے ساتھ جمع کیے ہیں، اور اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کیا ہے، سوائے امام ابن جریر طبری کے(۱) جن کا ہم کچھ دیر بعد مفصل تعارف کریں گے۔

---

(۱) بقی بن مخلد کی تفسیر موجود نہیں ہے، جس کے بارے میں علامہ ابن حزم ظاہری کا کہنا ہے: اقطع أنہ لم یؤلف فی الاسلام مثل تفسیر بقي، لا تفسیر محمد بن جریر، ولا غیرہ (دیکھیے معجم الأدباء ۷/۷۷-۷۸، وسیر اعلام النبلاء (۱۳/۲۸۸) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تفسیر محدثین اہل تفسیر سے ہٹ کر مختلف انداز کی تھی، ابن جریر کی طرح، واللہ اعلم۔ نیز یحییٰ بن سلام کی تفسیر بھی روایت ودرایت کی جامع تھی۔ اندلس اور افریقہ کے علاقوں میں یہ بہت رائج تھی، اس کا ان کے یہاں بڑا اہتمام تھا، سند کے ساتھ اس کی روایت چلتی تھی، اور کچھ لوگ تو اس کو زبانی یاد کرتے تھے۔ (دیکھیے فہرستہ ابن خیر، ص: ۵۰-۵۱ نیز دیکھیے تفسیر التابعین ۱/۷۲) یہ تفسیر بھی پوری موجود نہیں ہے، سزکین نے اس کے کچھ حصے کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے تاریخ التراث العربی، ۱/۹۱)، البتہ ابن ابی زمنین (محمد بن عبداللہ المرّی المتوفی ۳۹۹ھ) نے اس کا اختصار کیا تھا، وہ شائع ہو چکا ہے، چوں کہ یحییٰ بن سلام کا حدیث وروایت میں وہ مقام نہیں تھا اور پھر ان کی اصل تفسیر پوری موجود بھی نہیں ہے، اس لیے تفسیر ابن جریر کے ساتھ اس کا موازنہ ممکن نہیں۔ ان کی تفسیر معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر کے زمانے تک موجود تھی، انھوں نے اس کے بارے میں لکھا ہے: وھو کبیر فی نحو ستة أسفار، أکثر فیه النقل عن التابعین وغیرھم وھو لین الحدیث، وفیما یرویه مناکیر کثیرة (العجاب فی بیان الأسباب ۱/۲۱۹)۔ امام طبرانی کی طرف منسوب موجودہ تفسیر بھی محدثین کے طرز سے الگ ہے، اس کے بارے میں آگے مستقل عنوان کے تحت بات آرہی ہے۔

باب دوم

تفسیر ماثور کی اہم کتابیں

پہلی فصل

تفسیر مأثور کی چار اہم ترین اور بنیادی کتابیں

مذکورہ تفاسیر میں تفسیر عبد بن حمید، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن المنذر اور تفسیر ابن ابی حاتم، ان چار تفسیروں کی علماء نے سب سے زیادہ تعریف کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین سے مروی آثار میں شاید ہی کچھ ہوں جو ان چاروں تفسیروں میں آنے سے رہ گئے ہوں (۱)۔

عبد بن حمید اور ان کی تفسیر

عبد بن حمید ان میں سب سے متقدم ہیں، یہ بڑے محدث تھے، جن کی مسند بھی ہے، جس کا منتخب دستیاب ہے، جس کے کئی ایڈیشن الگ الگ تحقیقات سے شائع ہوئے ہیں۔ یہ بخاری، مسلم اور ترمذی کے شیوخ میں سے ہیں، اور ان تینوں نے اپنی صحاح میں ان سے روایتیں نقل کی ہیں۔ ان کی تفسیر کا کچھ حصہ دریافت ہوا ہے، جو استاد مخلف بن بنیہ العرف کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے، جو سورہ آل عمران اور سورہ نساء پر مشتمل ہے (۲)۔

ان کی اکثر روایتیں قتادہ اور مجاہد کی ہیں پھر حضرت ابن عباس اور حسن بصری کی (۳)۔

ابن المنذر اور ان کی تفسیر

ابن المنذر (ابو بکر محمد بن ابراہیم) اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے، اگرچہ وہ شافعی تھے، لیکن ان کی حیثیت ایک مجتہد کی تھی، ان کی کتاب

(۱) العجاب فی بیان الأسباب ۱/۲۰۲-۲۰۳، للحافظ ابن حجر، تحقیق: عبد الحکیم محمد الانیس، دار ابن الجوزی، السعودیہ ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء (۲) ناشر: دار ابن حزم، بیروت، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء (۳) دیکھیے تفسیر التابعین ۱/۲۰-۲۷

" الإشراف على مذاهب العلماء" اور" الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف" اہل علم میں بہت معروف اور نہایت وقیع کتابیں ہیں، جن سے ان کے محدثانہ مقام اور فقیہانہ شان کا اندازہ ہوتا ہے، ان کی تفسیر کا بھی کچھ حصہ دریافت ہوا ہے، جو بقرہ، آل عمران اور نساء پر مشتمل ہے، جو دار المآثر، مدینہ منورہ سے ۱۴۲۳ھ-مطابق ۲۰۰۲ء میں سعد بن محمد السعد کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں شائع ہوا تھا(۱)۔

ابن أبی حاتم اور ان کی تفسیر

ابن ابی حاتم (عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی) بہت باکمال لوگوں میں تھے، بالخصوص علل حدیث میں ان کا پایہ بہت بلند تھا" علل الحدیث" ان کی سب سے مشہور کتاب ہے، نیز"آداب الشافعي ومناقبه" کے علاوہ ان کی متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ان کی تفسیر کا اکثر حصہ موجود ہے۔ زیادہ تر روایتیں قتادہ پھر سدی، پھر مجاہد پھر حسن بصری پھر ابوالعالیہ پھر ابن جبیر پھر ربیع بن انس اور پھر عکرمہ کی ہیں۔ بلکہ بصری مفسرین کی روایتیں ابن جریر سے زیادہ ان کے یہاں ہیں۔(۲)

اس کی کم از کم تین الگ الگ طباعتیں منظر عام پر آچکی ہیں: جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں اس پر تحقیقی کام کیا گیا تھا، جس کی دو جلدیں مکتبہ الدار مدینہ منورہ سے ۱۴۰۸ھ میں شائع ہوئی تھیں(۳) پہلی جلد سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ پر مشتمل ہے، تحقیق الدکتور احمد عبداللہ العماری الزہرانی اور دوسری جلد آل عمران پر مشتمل ہے، تحقیق حکمت بشیر یاسین۔ نیز دکتور عیادہ کبیسی کی تحقیق سے بھی سورہ یونس والا حصہ شائع ہوا ہے(۴)۔

تفسیر ابن ابی حاتم کی دوسری اشاعت مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ نے کی تحقیق اسعد محمد الطیب، انھوں نے حصہ مفقود کو تفسیر ابن کثیر اور سیوطی کی الدر المنثور وغیرہ سے جمع

---

(۱) بعض نسخے دو جلدوں میں الگ الگ اور بعض اکٹھے ایک جلد میں شائع ہوئے تھے۔

(۲) دیکھیے تفسیر التابعین ۱/۷۷ (۳) بحیثیت ناشر کے غلاف پر دار طیبہ ریاض اور دار ابن القیم الدمام کا نام لکھا ہے۔ (۴) دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۱ھ

کر کے کتاب مکمل کی ہے، اس طرح ۱۴/ جلدوں میں کتاب مکمل ہوئی ہے، اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشن نکل چکے ہیں، یہی اشاعت سب سے زیادہ رائج ہے(۱)۔

اس کا ایک ایڈیشن احمد فتحی عبدالرحمٰن حجازی کے ضبط و مراجعت کے ساتھ سات جلدوں میں شائع ہوا ہے(۲)۔

ابن جریر طبری اوران کی تفسیر کی عظمت ومقام

جہاں تک تفسیر ابن جریر کا تعلق ہے، وہ ایک بے نظیر کارنامہ اور انقلابی کام ہے، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری اپنے وقت کے سب سے بڑے مورخ، زبردست محدث، بے مثال مفسراور فقیہ مجتہد تھے، ان تمام موضوعات پر ان کی کتابیں آج بھی تمام فنون میں ان کی امامت کی شاہدِ عدل ہیں، پوری امت ان کے احسانات سے سبکدوش نہیں ہوسکتی، تفصیل کا یہ موقع نہیں، مختصراً ان کی عظیم الشان تفسیر کا کچھ تعارف مناسب معلوم ہوتا ہے۔تمام علماء نے قدیم سے لے کر جدید تک ان کی تفسیر کو سراہا ہے، اوراس کی عظمتِ شان کا اعتراف کیا ہے۔

خطیب بغدادی (ابوبکر احمد بن علی ثابت المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں: لـم يصنف أحد مثله(۳) یعنی کسی نے تفسیر میں ایسی کتاب نہیں لکھی۔

امام الائمہ ابن خزیمہ (ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ السلمی النیسا پوری المتوفی ۳۱۱ھ) نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد کہا: ہمیں نہیں معلوم کہ روے زمین پر ابن جریر سے بھی بڑا کوئی عالم ہے(۴)۔

ابوحامد اسفرائنی (احمد بن محمد المتوفی ۴۰۶ھ) نے اس کی اہمیت کا اس طرح اعتراف کیا ہے کہ اگر کوئی ابن جریر کی تفسیر حاصل کرنے کے لیے چین تک کا سفر کرڈالے تو بھی اس نے کوئی بڑا کام نہیں کیا(۵)۔

---

(۱) پہلا ایڈیشن ۱۴۱۷ھ، دوسرا ایڈیشن ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء

(۲) دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء (۳) تاریخ بغداد ۲/ ۱۶۳

(۴) ایضاً ۲/ ۱۶۴ (۵) طبقات الشافعیہ للسبکی (۳/ ۱۲۳) معجم الأدباء للحموی (۱۸/ ۴۲)

بات یہ ہے کہ ابن جریر کے زمانے تک اور ان کے بعد ایک عرصے تک لوگ اپنی تفسیروں میں صرف حدیث کی روایتیں اور صحابہ وتابعین کے آثار نقل کرتے تھے، امام ابن جریر نے بڑی جرأت سے کام لے کر اس ڈھرے کو چھوڑا اور ایک نئی راہ نکالی، اور امت کو قرآن کریم پر غور کرنے کا ایک منہج دیا، وہ روایتیں بھی بڑی فراوانی سے نقل کرتے ہیں، لیکن اس پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ ایک کو دوسری پر ترجیح دیتے ہیں، اور بڑی قوت سے کلام کرتے ہیں، اور پوری فنی مہارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ سیوطی لکھتے ہیں: **كتابه أجل التفاسير وأعظمها.... فإنه يتعرض لتوجيه الأقوال، وترجيح بعضها على بعض، والإعراب والاستنباط، فهو يفوقها بذلك**(۱)۔

تفسیر طبری کا منہج اور خصوصیات

تفسیر طبری کا منہج اگر بیان کیا جائے تو مندرجۂ ذیل تفصیل سے بات سامنے آسکتی ہے:

۱- کسی آیت یا آیت کے کسی ٹکڑے کی توجیہ میں جتنی مرفوع، موقوف، مقطوع روایتیں ان کو پہنچی ہیں، ان سب کو اپنی سند سے نقل کرتے ہیں، اس میں بقول امام ابن تیمیہ: اتنی احتیاط کرتے ہیں کہ متہمین کی روایتیں نہیں لیتے جیسے مقاتل بن بکیر اور کلبی(۲)

روایات نقل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ اپنی طرف سے عنوان اس طرح قائم کرتے ہیں **القول فی تأویل قوله عز وجل**، پھر اس طرح روایتیں نقل کرتے ہیں، **کالذی حدثنی ... یا ذکر من قال ذلک**، اور پھر کوئی اختلاف ہو تو نقل کر کے اس کی تائید میں روایتیں نقل کرتے ہیں، کبھی بات کے آغاز کے ساتھ ہی کہتے ہیں: **اختلف أهل التأويل فی تأويل ذلک**، پھر **فقال بعضهم** کہہ کر معنی لکھتے ہیں اور تائید میں **ذکر من قال ذلک** کہہ کر روایتیں نقل کرتے ہیں، اس کے بعد دوسرے معنی لکھ کر اسی طرح روایتیں بیان کرتے ہیں۔

۲- مفردات کے معانی، ماہرین لغت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، اور اس

---

(۱) الاتقان، ص: ۸۸۳ (۲) مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ۱۳/۳۸۵

میں بھی نقلِ محض پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اگر یہ معنی نامناسب ہیں تو شدید تنقید کر کے اس کے صحیح معنی بیان کر کے دلیل دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم کو قرآن پڑھتے ہوئے کسی لفظ کے معنی سمجھ میں نہ آئے تو اس کو اشعار میں تلاش کیا کرو، اس لیے کہ شعر دیوان العرب ہے، اسی بنیاد پر علامہ ابن جریر طبری نے معنی کی توضیح اور اصل حقیقت تک رسائی کے لیے اشعارِ عرب کا بہت سہارا لیا ہے۔

۳-نحو اور وجوہِ اعراب کو اہتمام سے بیان کرتے اور اس میں بھی اپنی فنی مہارت کا پورا ثبوت دیتے ہیں۔

۴-امام ابن جریر، دوسرے علوم میں مہارت کے ساتھ فن قرأت کے بھی امام تھے، اس لیے اختلاف قرأت کو نقل کر کے صحیح معنی کے پیش نظر ایک قرأت کو دوسری پر ترجیح بھی دیتے ہیں، هذه القرأة أولى بالصواب، القراءة التي لا استجيز غيرها هي كذا، يا أولى التأويلين بالآية وأصح القراءتين في التلاوة عندي التأويل الأول وغیرہ تعبیرات سے اپنی امامت کا لوہا منواتے ہیں۔

۵-دوسروں کی آرا نقل کر کے ان سے اختلاف کرتے ہوئے پوری قوت کے ساتھ اپنی رائے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قاری محسوس کرتا ہے کہ طبری کی رائے ہی صحیح ہے۔

۶-امام طبری اگرچہ اصلاً شافعی تھے، لیکن منصبِ اجتہاد پر فائز تھے، اس لیے فقہی احکام بیان کرنے میں ان کی اجتہادی شان صاف معلوم ہوتی ہے۔

۷-عقائد میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کی پوری ترجمانی کی ہے، اور باطل عقائد بالخصوص معتزلہ کے عقائد کی سختی سے تردید کی ہے، تاہم قصص کے بیان کرنے میں کثرت سے اسرائیلی روایات سے بھی کام لیا ہے، بعض روایات پر تنقید و تعقیب کی ہے، اور بعض روایات کسی تبصرے کے بغیر نقل کی ہیں (۱)۔

(۱) تفسیر طبری کے جدید ایڈیشن کے محقق نے منهج الطبري في تفسيره کے عنوان سے اس کو اور تفصیل و وضاحت سے بیان کیا ہے۔ (دیکھیے تفسیر طبری ۱/ ۴۷-۵۶)

غرض امام ابن جریر کا کام تفسیر کے میدان میں ایک انقلابی قدم ہے، بلکہ ایک تجدیدی کارنامہ ہے۔ باذوق لوگوں کو اس تفسیر سے خصوصی استفادہ کرنا چاہیے۔

تفسیر طبری کی پہلی اشاعت نو جلدوں میں مطبعہ میمنیہ مصر سے ۱۳۲۱ھ میں ہوئی، اس کے بعد مختلف مکتبوں کی طرف سے اس کے متعدد ایڈیشن نکلے۔ مشہور مصری فاضل محقق دوراں اور محدث زماں علامہ احمد شاکر (متوفی ۱۹۵۸ء) نے جو بڑے بڑے کارنامے انجام دیے، ان میں ایک بڑا کارنامہ تفسیر طبری کی تحقیق وتخریج بھی ہے، لیکن ان کے بہت سے کاموں کی طرح یہ کام بھی مکمل نہ ہوسکا، ۱۳۷۴-۱۳۸۸ھ تک اس کی سولہ جلدیں شائع ہوئیں (۱)، سولھویں جلد سورۂ ابراہیم کی ستائیسویں آیت پر ختم ہوتی ہے، تخریجِ احادیث کا کام انھوں نے کیا، اور تحقیق متن کی خدمت ان کے برادر خورد شیخ محمود شاکر نے انجام دی، کچھ عرصے پہلے ۳۰/ اجزا میں دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔لبنان نے اس کا ایک ایڈیشن شائع کیا (تاریخ ندارد)، اس میں ضبط وتعلیق محمود شاکر لکھا ہوا ہے، تخریج حدیث کا نام ونشان نہیں، کہیں کہیں کچھ تعلیقات ہیں، اور مقدمہ میں بھی شیخ احمد شاکر کے کام کا کہیں ذکر نہیں۔ یاد پڑتا ہے کہ شیخ محمود شاکر نے شیخ احمد شاکر کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے تخریج کا کام بھی مکمل کیا ہے، اور یہ ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

اس کا سب سے اچھا اور محقق ایڈیشن جس میں تخریج حدیث پر بھی پوری توجہ دی گئی ہے، شیخ عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کی تحقیق کے ساتھ دار عالم الکتب، الریاض نے ۲۶ ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے، جن میں دو جلدیں فہارس کی بھی شامل ہیں (۲)۔

---

(۱) دار المعارف، مصر　　(۲) طبع اول ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

دوسری فصل

چند قدیم مطبوعہ تفاسیر ماثورہ کا مختصر تعارف

تفسیر ماثور کا جب ذکر چل ہی رہا ہے تو یہ بتاتے چلیں کہ چند قدیم تفسیریں جن کا شمار تفاسیر ماثورہ میں ہوتا ہے، شائع ہو چکی ہیں:

تفسیر مجاہد

جن میں سب سے قدیم تفسیر، مجاہد (ت: ۱۰۴ھ) کی تفسیر ہے، جو تفسیر مجاہد کے نام سے عبدالرحمٰن الطاہر بن محمد السورتی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے (۱)

نیز اس کا ایک ایڈیشن "تفسیر الامام مجاہد بن جبر" کے نام سے دکتور محمد عبدالسلام ابوالنبیل کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں شائع ہوا ہے (۲)۔

مشہور محقق ڈاکٹر بشیر حکمت یاسین نے تحقیق سے یہ بات ثابت کی ہے کہ مجاہد کی طرف منسوب یہ تفسیر مجاہد کی نہیں، بلکہ آدم بن أبی ایاس العسقلانی (ت: ۲۲۰ھ) کی ہے۔ (۳)

سفیان ثوری فرماتے ہیں: إذا جاءك التفسير عن مجاهد فحسبك به (۴) یعنی مجاہد کی طرف سے کسی آیت کی تفسیر تمھیں ملے تو اس کو کافی سمجھو۔

مگر ابن سعد سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ مجاہد کی تفسیر سے احتیاط کرتے تھے۔ اعمش

---

(۱) پہلے مجمع البحوث الاسلامیہ اسلام آباد سے یہ شائع ہوئی، پھر قطر سے اس کا ایک ایڈیشن نکلا، پھر المنشورات الاسلامیہ، بیروت نے اس کو دو جلدوں میں شائع کیا۔

(۲) دار الفکر الاسلامی الحدیثة، الطبعة الأولی ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء

(۳) دیکھیے استدراکات علی تاریخ التراث العربی ۱/۲۳-۳۰

(۴) تفسیر الطبری، مقدمہ مصنف ۱/۸۵، نیز دیکھیے مقدمة فی اصول التفسیر ص: ۱۰۸

سے اس کا سبب پوچھا گیا، تو انھوں نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اہل کتاب سے معلومات لیتے تھے(۱)

تفسیر مقاتل بن سلیمان

مقاتل بن سلیمان (ت: ۱۵۰ھ) کی تفسیر بھی چھپ گئی ہے۔ایک ایڈیشن احمد فرید کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے(۲)

اور اس سے بہتر ایڈیشن دکتور عبداللہ محمود شحاتہ کی تحقیق کے ساتھ پانچ جلدوں میں شائع ہوا ہے، جس میں محقق نے نصوص کی کچھ تحقیق بھی کی ہے۔(۳)

مقاتل محدثین کے نزدیک اگرچہ متفقہ طور پر ضعیف ہیں، مگر ان کی تفسیر کی سب نے تعریف کی ہے۔عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں: ما أحسن تفسيره لو كان ثقة ، ذہبی نے اس کو نقل کر کے کہا ہے کہ بہت صحیح کہا(۴)

امام شافعی ایک قدم آگے بڑھ کر کہتے ہیں: الناس كلهم عيال على مقاتل في التفسير (۵)۔یعنی لوگ تفسیر میں مقاتل کے محتاج ہیں۔

ذہبی لکھتے ہیں: كان بحراً في التفسير (۶)

ان کی مطبوعہ تفسیر سے اگر کسی کا یہ تأثر نہ ہو تو تعجب نہیں کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ انھوں نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں متعدد کتابیں لکھی تھیں (۷) جن میں سے کچھ ہی زمانے کی دست برد سے محفوظ رہ سکیں۔

تفسیر سفیان ثوری

امام سفیان ثوری (ت: ۱۶۱ھ) کی تفسیر، تفسیر القرآن الکریم (رواية أبي جعفر محمد عن

---

(۱) طبقات ابن سعد ۳۸/۸ طبعۃ الخانجی، القاہرۃ

(۲) دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔ الطبعۃ الأولی ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

(۳) دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔ الطبعۃ الأولی ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

(۴) سیر اعلام النبلاء ۲۰۱/۷ (۵) وفیات الأعیان ۲۵۵/۵

(۶) تذکرۃ الحفاظ ۱۷۴/۱ (۷) دیکھیے الفہرست لابن الندیم ص ۳۷۹-۳۸۰

أبي حذیفہ النہدی عنہ) کے نام سے، مشہور ماہر امور کتب خانہ اور ممتاز محقق، سابق ڈائرکٹر رضا لائبریری رامپور مولانا امتیاز علی عرشی (ت:۱۹۸۱ء) کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ رضا لائبریری، رامپور سے شائع ہوئی (۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) اور اسی کا عکسی ایڈیشن دارالکتب العلمیۃ بیروت نے ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں شائع کیا، اس میں عام تفاسیر ماثورہ کی طرح امام ثوری نے اپنی سندوں سے صحابہ وتابعین کے اقوال بیان کیے ہیں اور کچھ مرفوع حدیثیں بھی ہیں۔

تفسیر عبدالرزاق

امام عبدالرزاق صنعانی (۲۱۱ھ) کی تفسیر بھی موجود ہے، اس کی دو جلدیں مکتبۃ الرشد ریاض نے ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء میں مصطفیٰ مسلم محمد کی تحقیق کے ساتھ شائع کی تھی، دوسری جلد سورۂ کہف پر ختم ہوئی ہے، تیسری جلد فہارس پر مشتمل ہے، اس کا ایک ایڈیشن دکتور محمود محمد عبدہ کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیۃ، بیروت نے شائع کیا (۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۲ء) اس کا منہج بھی وہی ہے جو ثوری کا منہج ہے۔ اس ایڈیشن کے محقق نے تفسیر ثوری اور تفسیر عبدالرزاق کے درمیان موازنہ بھی کیا ہے۔

تفسیر اسحاق بن ابراہیم البُستی

اسی طرح مشہور محدث اسحاق بن ابراہیم البُستی (ابو محمد اسحاق بن ابراہیم البستی القاضی (ت:۳۰۷) کی بھی ایک تفسیر ہے، اس کا اصل واحد نسخہ اسکندریہ کے مکتبہ البلدیۃ میں موجود ہے جو سورۃ الکھف کے آغاز سے سورۂ نجم کی آیت ﴿أَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى﴾ پر ختم ہوتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ ان کے حالات لکھنے والوں نے اس تفسیر کا ذکر نہیں کیا، بلکہ آٹھویں صدی سے پہلے کسی نے اس کا حوالہ بھی نہیں دیا، حافظ ابن حجر کے شیخ علامہ ابن الملقن (ابوحفص عمر بن علی الاندلسی ثم المصری المعروف بابن الملقن (المتوفی:۸۰۴ھ) پہلے عالم ہیں جنھوں نے اپنی شرح بخاری التوضیح لشرح الجامع الصحیح میں اس

(۱)

کا حوالہ دیا ہے،(۱) اسی طرح حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں (۲) اس کا ذکر کیا ہے، اور عینی نے ایک سے زائد موقعوں پر عمدۃ القاری میں اس کا حوالہ دیا ہے،(۳) اور ان ائمہ محققین کی تصریح اس تفسیر کی ان کی طرف انتساب کی صحت کے لیے کافی ہے۔ بیس بائیس سال پہلے اہل علم کی اس پر نظر پڑی اور مشہور مخطوطہ شناس شیخ بشیر حکمت یاسین کے توجہ دلانے سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اس پر تحقیقی کام ہوا، اور دو طالب علموں نے اس پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ سورۃ الکھف سے سورہ الشعراء تک عوض بن محمد بن ظافر العمری نے کام کیا، اور سورہ نمل سے سورہ نجم کی آیت ۱۲ یعنی موجود حصے کا کام عثمان معلم محمود شیخ علی نے کیا۔

یہ تفسیر خالص محدثین کے طرز پر ہے، ہر بات اپنی سند سے نقل کی ہے۔

قابل لحاظ بات یہ ہے کہ علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی طرح انھوں نے تمام آیات کی تفسیر نہیں کی، بلکہ عبدالرزاق صنعانی کی طرح منتخب آیات کی تفسیر کی ہے، لغت اور زیادہ تر قرأت پر توجہ دی ہے، اسباب نزول کو بھی اختصاراً بیان کرتے ہیں، قصوں کے بیان میں اقرب ترین باتیں ذکر کرتے ہیں، اور ہر بات پورے اتقان واحتیاط کے ساتھ بیان کی ہے، اور اپنی اس تفسیر کو حشو وزوائد سے پاک رکھا ہے، اکثر روایتیں صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔

تفسیر ابن شاہین

اسی طرح ابن شاہین (ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان البغدادی (متوفی ۳۸۵ھ) کی تفسیر بھی حال میں شائع ہوئی ہے، ابن شاہین کا شمار تاریخ اسلام کے سب سے بڑے مصنفین میں ہوتا ہے، انھوں نے تفسیر ایک ہزار جزء میں، مسند تیرہ سو جزء میں، اور تاریخ ایک سو پچاس جزء میں (۴) زہد سو جزء میں لکھی ہے۔(۵)

(۱) دیکھیے التوضیح ۱۵۳/۵، نیز دیکھیے ۴۴۶/۲۲ (۲) دیکھیے ۱۱/۲ کتاب التیمم ضمن حدیث: ۳۳۴

(۳) مثلاً دیکھیے عمدۃ القاری ۲۹۵/۱۸

(۴) اور محدثین کی اصطلاح میں ایک جزء دس ورق یعنی بیس صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۵) تاریخ بغداد ۲۶۷/۱۱

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کی تفسیر تقریباً تیس جلدوں میں ہے اور واسط میں موجود ہے(۱)

جنوری ۲۰۱۳ء میں ایک نوجوان افغانی عالم مولوی محمد یہاں ندوۃ العلماء آئے تھے، انھوں نے بتایا کہ تفسیر ابن شاہین تین سو جلدوں میں چھپی ان کے پاس موجود ہے، جلدیں پتلی پتلی ہیں، نیز انھوں نے بتایا کہ اس کا مخطوطہ ایک ہزار اجزاء میں بیروت میں ہے۔ واللہ أعلم

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بظاہر سیوطی کو اس تفسیر کی اطلاع نہیں تھی، یا کم سے کم یہ ان کی دسترس میں نہیں تھی، ورنہ وہ ضرور ''الدر المنثور'' میں اس کا ذکر کرتے!

تفسیر امام طبرانی!

قابل ذکر ہے کہ تیسری چوتھی صدی کے مشہور اور عظیم محدث امام طبرانی (سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی ۲۶۰ھ-۳۶۰ھ) نے بھی ایک تفسیر لکھی تھی، جیسا کہ ان کے حالات میں ذہبی وغیرہ نے تذکرہ کیا ہے۔ یہ تفسیر ۲۰۰۸ء میں ھشام البدرانی کی تحقیق کے ساتھ چھ جلدوں میں دار الکتاب الثقافی، الاردن سے شائع ہو چکی ہے۔ امام طبرانی اگرچہ اپنے زمانے کے عظیم محدثین میں شمار ہوتے تھے، لیکن یہ تفسیر محدثین کے طرز پر نہیں ہے، بلکہ عام مفسرین کے انداز پر انھوں نے بھی قرآن کریم کی تفسیر کی ہے، اسی لیے بعض لوگوں نے ان کی طرف اس تفسیر کے انتساب میں شبہ کا اظہار کیا ہے، لیکن محقق نے بدلائل یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ طبرانی کی طرف اس کا انتساب صحیح ہے۔

تفسیر ابن مردویہ

ابن شاہین کے بعد ابن مردویہ: ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصفہانی (المتوفی ۴۱۰ھ) کی تفسیر سب سے مشہور ہے، مگر اب یہ مفقود ہے، تاہم علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کی بہت سی روایتوں کو ان کی اسانید کے ساتھ نقل کر کے محفوظ کیا ہے۔

(۱) سیر أعلام النبلاء ۱۶/ ۴۳۲و۴۳۴

تیسری فصل

بعض قدیم مفسرین کے تفسیری اقوال کے مجموعے

قرونِ اولیٰ کے بعض مفسرین جن کا تفسیر میں بہت نمایاں مقام تھا،مگر ان کے مستقل تفسیر لکھنے کا ذکر نہیں ملتا اور ان کے تفسیری اقوال منتشر رہنے کی وجہ سے تفسیر میں ان کے حقیقی مقام کا اندازہ نہیں ہوتا،اسی طرح ان میں سے متعدد مفسرین کے تفسیر لکھنے کا تذکرہ تو ملتا ہے (جن میں سے اہم مفسرین کے ہم نام لکھ چکے ہیں) مگر یہ اکثر تفسیریں اب مفقود ہیں،اس لیے ان کی تفسیری حیثیت کا اندازہ مشکل ہے۔اب عصرِ حاضر کے علماء و محققین مختلف تفسیروں سے ان کے اقوال جمع کر کے اس کی تلافی کی کوشش کر رہے ہیں۔اس طرح کی چند کتابیں مندرجۂ ذیل ہیں:

۱- **تفسیر سعید بن جبیر** (المتوفی:۹۵ھ) جمع ودراسۃ:د/احمد العمرانی (کلیۃ الأدب والعلوم الإنسانیہ فاس (مراکش) میں انھوں نے اس موضوع پر تحقیق کی تھی)۔

۲- **تفسیر الضحاک** (المتوفی:۱۰۵ھ) جمع ودراسۃ وتحقیق:د/محمد شکری احمد الزاویتی،(۱) یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ان کی اصل تفسیر کم سے کم نویں صدی ہجری تک موجود تھی،ابن ملقن نے التفسیر الکبیر کے نام سے اس کا تذکرہ کیا ہے(۲)۔

۳- **تفسیر الحسن البصری** (المتوفی:۱۱۰ھ) جمع وتوثیق ودراسۃ:الدکتور محمد عبدالرحیم،یہ تفسیر دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔(۳)،اور اسی نام سے ایک اور مجموعہ،جمع وترتیب وتحقیق:احمد فرید المزیدی،دار الکتب العلمیہ بیروت،لبنان نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے(۴)۔

۴- **أقوال الإمام محمد بن سیرین فی التفسیر: جمعاً ودراسة وموازنة**، إعداد، أنور بن جعفر عمروتش.

امام ابن سیرین (المتوفی:۱۱۰) کے تفسیری اقوال کے جمع وتحقیق ومقارنہ کا یہ کام قسم الکتاب والسنة، کلیة الدعوة وأصول الدین، جامعة أم القری میں انجام پایا۔ اس پر موصوف نے ۱۴۲۸ھ-۱۴۲۹ھ میں ماجستر (ایم-اے) کی ڈگری حاصل کی۔

---

(۱) دار السلام القاہرۃ،الطبعۃ الثانیہ،۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء (۲) دیکھیے التوضیح لشرح الجامع الصحیح ۱۸/۴۳۵

(۳) دار الحدیث،القاہرہ ودار الحرمین للطباعۃ،۱۹۹۲ء (۴) الطبعۃ الاولی ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء

۵-تفسير السُدّي الكبير :اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی الکبیر (المتوفی:۱۲۸ھ) جمع وتوثیق ودراسۃ: الدکتور محمد عطا یوسف، جامعۃ القاہرہ، قسم اللغۃ العربیۃ میں یہ کام انجام پایا ہے(۱)۔

۶- تفسير ابن جريج :عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الأموی المکی (المتوفی:۱۵۰ھ) ان کی تفسیر کا کتابوں میں ذکر ملتا ہے(۲) مگر اب اس کا وجود نہیں۔ علی حسن عبدالغنی نے ان کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے۔مکتبۃ التراث الإسلامی، القاہرۃ نے اس کو ایک جلد میں شائع کیا ہے(الطبعۃ الأولی ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء)۔

۷-تفسير الإمام مالك (المتوفی:۱۷۹ھ)، امام مالک کے تفسیر لکھنے کا ذکر ملتا ہے،مگر اب یہ ناپید ہے۔اب حمید لحمر نے امام مالک کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے،جس کو دارالفکر بیروت نے الإمـام مـالك مـفسـراً کے نام سے شائع کیا ہے(۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵م)،جب کہ موضوع کے لحاظ سے اس کا نام تفسير الإمام مالك ہونا چاہیے۔

۸- تفسير سفيان بن عيينة (المتوفی:۱۹۸ھ) یہ تفسیر کم سے کم سیوطی (ت: ۹۱۱ھ) کے زمانے تک موجود تھی،انھوں نے درمنثور میں متعدد جگہ اس کا حوالہ دیا ہے۔مگر اب مفقود ہے۔احمد صالح محایری نے ان کی تفسیری روایتوں کو جمع کیا ہے،المکتب الاسلامی بیروت نے اس کو شائع کیا ہے۔(۳) یہ کل ۴۳۸ صفحات پر مشتمل ایک جلد ہے اور تقریباً آدھی کتاب میں امام سفیان بن عیینہ کی سیرت واحوال اور ان کے علمی وعملی مقام کا بیان ہے۔

اسی طرح تفسیر مجاہد اور تفسیر قتادہ کے جمع وترتیب کا کام بھی جامعۃ القاہرۃ میں ہو چکا ہے،جس کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔

تفسیر الإمام الشافعی کا ذکر آگے باب پنجم میں امام شافعی کے تفسیری افادات کے زیرِ عنوان آرہا ہے۔

ان مذکورہ مفسرین میں تفسیر سعید بن جبیر، تفسیر حسن البصری، تفسیر السدّی اور تفسیر سفیان بن عیینہ کا ذکر ابن الندیم نے کیا ہے(۴)۔

---

(۱) ناشر: دارالوفاء، المنصورۃ-القاہرۃ، الطبعۃ الأولی ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

(۲) دیکھیے طبقات المفسرین للداوودی، ص:۲۴۶ (۳) الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ھ (۴) الفہرست،ص:۷۰

چوتھی فصل

چند قابل ذکر تفسیر مأثور کی کتابیں

ان کے علاوہ تفسیرِ مأثور کی قابل ذکر کتابوں میں مندرجۂ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱- بحر العلوم لأبی اللیث السمرقندی (نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی (المتوفی ۳۷۳ھ)۔

۲- الکشف والبیان للثعلبی (ابواسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی النیسابوری (المتوفی ۴۲۷ھ)۔

۳- معالم التنزیل للبغوی (ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد المعروف بالفراء البغوی (المتوفی ۵۱۶ھ)۔

۴- المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابن عطیة (ابومحمد عبدالحق بن غالب بن عطیۃ الاندلسی الغرناطی (المتوفی ۵۴۶ھ)۔

۵- تفسیر الخازن: لباب التأویل فی معانی التنزیل (علاءالدین علی بن ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن (المتوفی ۷۴۱ھ)۔

تفسیر بغوی کو بعض حیثیتوں سے امام ابن تیمیہ نے سراہا ہے تو تفسیر ابن عطیہ بعض حیثیتوں سے بہت ممتاز ہے۔

ان تمام پانچوں تفسیروں میں سابقہ تفاسیر مأثورہ کے برخلاف صرف احادیث وآثار پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ کچھ تفسیر طبری کی طرح -نمایاں فرق کے ساتھ- تفسیر سے متعلق متعدد باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تفسیر ابن عطیہ میں یہ رنگ زیادہ نمایاں ہے، تفسیر خازن

(۱) الفہرست، ص: ۷۰

بقول خود مصنف، درحقیقت تفسیر بغوی کا خلاصہ ہے، مگر انھوں نے دوسرے تفسیری فوائد کا اضافہ کیا ہے، قصص اور اسرائیلیات کو فراخ دلی سے جگہ دی گئی ہے، ایک امتیاز اس کا یہ ہے کہ بر موقع ترغیب وترہیب کی احادیث نقل کر کے نصیحتیں بھی کرتے ہیں، اگر اسرائیلیات سے قطع نظر کریں تو ان پانچوں تفسیروں میں یہ تفسیر سب سے زیادہ مفید ہے۔

یہ ساری تفسیریں مطبوع ہیں۔

تفسیر ابن کثیر

ان سب کے بعد امام ابن کثیر: اسماعیل بن عمر بن کثیر البُصر وی الدمشقی الشافعی (المتوفی ۷۷۴ھ) نے آکر تفسیر ماثور بلکہ تفسیر کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا، دوسری بہت سی خصوصیات کے ساتھ اس تفسیر کا امتیاز خاص یہ ہے کہ تمام تفاسیر ماثورہ کا یہ منقح خلاصہ اور لب لباب ہے، اس کے علاوہ اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے محدثین کی تفسیروں میں سب سے ممتاز ہے، ابن کثیر بہت بڑے مورخ، عظیم محدث، بلند پایہ فقیہ تھے۔ ساتھ ساتھ تفسیر میں بھی امامت کے درجے پر فائز تھے۔ ان کی تفسیر سے ان کی پوری مہارت اور کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔ متاخرین کی تفسیروں میں اس تفسیر کو اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنیاد پر سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے بے نیاز کرسکتی ہے تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے جو تفسیر ابن جریر سے بے نیاز کردیتی ہے(۱)۔

الدر المنثور

پھر امام سیوطی (جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے آکر وہ کارنامہ انجام دیا جو انھی جیسے جواں مردوں اور اولوالعزموں کا کام ہے، انھوں نے "الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور" کے نام سے بے نظیر تفسیر لکھی، اس میں انھوں نے تمام تفسیری روایتوں کو ان تمام محدثین کے حوالوں کے ساتھ جمع کیا ہے، جنھوں نے مستقلاً تفسیر

(۱) دیکھیے یتیمۃ البیان، ص ۴۳

میں کتابیں لکھیں ہیں، یا اپنی دیگر تصانیف میں تفسیری روایتوں کو نقل کیا ہے، تفسیر مأثور کی کوئی روایت شاید ایسی نہ ہو جو اس کتاب میں نہ ملے!(۱) یہ تفسیر چھ ضخیم جلدوں میں دارالمعرفہ بیروت اور پھر دارالکتب العلمیہ بیروت وغیرہ سے شائع ہوئی، نیز دارالفکر بیروت نے اس کو آٹھ جلدوں میں شائع کیا ہے، یہ دونوں ایڈیشن کتب خانوں اور بازار میں دستیاب ہیں۔

اب شیخ عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی نے تحقیق وتخریج کے ساتھ ضخیم پندرہ جلدوں میں شائع کیا ہے(دار عالم الکتب، الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۴ھ)اور مزید دو جلدیں فہارس کی ہیں۔

التفسير الصحيح

تفسیر مأثور کے سلسلے میں ایک عظیم کام حال ہی میں انجام پایا ہے، مشہور محقق دکتور حکمت بشیر یاسین نے التفسیر الصحیح (موسوعة الصحيح المسند من التفسير المأثور) کے نام سے چار جلدوں میں ایک کتاب تیار کی ہے، جس کو دارالمآثر، المدینۃ المنورۃ نے ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں شائع کیا تھا، اس میں انھوں نے تفسیر مأثور کے سلسلے میں صرف صحیح روایتوں کو جمع کیا ہے۔

جامع التفسير من كتب الأحاديث

اسی طرح ایک قابل ذکر کام دارطیبہ الریاض نے شائع کیا ہے (الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ) کتاب کا نام ہے "جامع التفسير من كتب الأحاديث، جمع الأحاديث الواردة من الكتب الستة ومسند الإمام أحمد" یہ کام خالد بن عبدالقادر آل عقدہ کی نگرانی میں انجام پایا ہے۔

(۱) تفسیر ابن شاہین کے تعارف کے ضمن میں سیوطی کے یہاں اس کا ذکر نہ ہونے کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں

پانچویں فصل

تفسیر القرآن بالقرآن پر کتابیں

تفسیر القرآن بالقرآن کی اہمیت کے بارے میں پیچھے گزر چکا ہے، بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس پر توجہ دی ہے، غالباً حافظ ابن کثیر پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی تفسیر میں اس کا خصوصی خیال رکھا ہے۔

اس سلسلے میں مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، سیوطی نے اس ضمن میں ابن الجوزی کی کتاب کا ذکر کیا ہے، لیکن نام نہیں لکھا(۱)۔

ابن الجوزی کی تفسیر "زاد المسیر فی علم التفسیر" مشہور کتاب ہے، جو نو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، (المکتب الاسلامی، بیروت) مگر اس کا یہ امتیاز نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ ان کی ایک کتاب "نزهة الأعین النواظر فی علم الوجوه والنظائر" ہے، جس کا موضوع تفسیر القرآن بالقرآن نہیں، بلکہ وہ علوم القرآن کی ایک قسم الأشباه والنظائر کے موضوع پر ہے، جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، ایک اچھا ایڈیشن محمد عبدالکریم کاظم الراضی کی تحقیق کے ساتھ مؤسسة الرسالة بیروت نے شائع کیا ہے۔ تو ابن الجوزی نے مستقلاً اس سلسلے میں کون سی کتاب لکھی ہے، قابل تحقیق ہے!!

اس طرح کی ایک مختصر تفسیر مشہور عالم وداعی ومناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری (ت: ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء) نے "تفسیر القرآن بکلام الرحمن" کے نام سے لکھی ہے، عرب وعجم کے علماء نے جس کو بہت سراہا اور بعض نے اس قسم کی پہلی تفسیر قرار دیا، اس کا جدید ایڈیشن شیخ عبدالقادر ارنؤوط کی تخریج اور مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کی تقدیم ومراجعت

---

(۱) الاتقان، ص: ۸۵۳

کے ساتھ دار السلام، الریاض نے ایک جلد میں شائع کیا ہے (۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)(۱)۔

اس سلسلے میں سب سے مفصل کام "أضواء البیان في إیضاح القرآن بالقرآن" کے نام سے ہمارے سامنے ہے جس کے مصنف شیخ محمد الامین الشنقیطی (المتوفی ۱۳۹۳ھ) ہیں، سورہ حشر سے لے کر آخر تک اس کا تکملہ شیخ کے شاگرد مشہور عالم شیخ عطیہ محمد سالم (ت: ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء) نے لکھا، یہ دار الفکر بیروت سے نو جلدوں میں شائع ہوئی ہے، (۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء)۔ ایک بہت عمدہ ایڈیشن شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید کی نگرانی میں تکملے کے بغیر سات جلدوں میں دار عالم الفوائد، مکہ مکرمہ نے شائع کیا ہے۔(الطبعة الأولی ۱۴۱۶ھ)

اس کا ایک خوبصورت ایڈیشن حال میں دار الکتب العلمیہ نے باریک خط کے بائیس سو صفحات پر مشتمل ایک ضخیم جلد میں شائع کیا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور اچھی کتاب تفسیر القرآن بالقرآن کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اس کے ٹائٹل پر مولانا محمد فاروق اور اس کے نیچے مکۃ المکرمہ لکھا ہوا ہے، اس کے علاوہ مرتب اور ناشر کے بارے میں کچھ مذکور نہیں۔

(۱) ڈاکٹر نعیم الحسن بن عبدالحفیظ الأثري نے "التبیان: دراسة تحلیلیة ونقدیة لتفسیر القرآن بکلام الرحمن" کے نام سے اس تفسیر کا مفصل جائزہ لیا ہے (ناشر: الکتاب انٹرنیشنل، نئی دہلی، طبع اول ۲۰۱۳ء)

باب سوم

مختلف اذواق کی حامل تفسیریں

مختلف اذواق کی تفسیروں پر ایک نظر

اس سے قطع نظر چوتھی صدی ہجری سے مختلف اذواق کے مطابق تفسیریں سامنے آتی گئیں، البتہ دوسری اور تیسری صدی میں معانی القرآن اور اس جیسے ناموں سے علمائے نحو نے کتابیں لکھیں، پھر جب عقائدی اختلاف نے اپنے بازو پھیلائے تو متکلمین نے اپنے اپنے عقائد ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم کا سہارا لیا، بالخصوص معتزلہ اور شیعہ نے اچھی خاصی تفسیریں لکھ ڈالیں، ان کے مقابلے اور تردید کے لیے متکلمین اسلام بھی خم ٹھونک کر میدان میں اتر آئے، اور انھوں نے باطل عقائد اور منحرف خیالات کے حاملین کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

اسی طرح اُس زمانے میں فقہی اختلافات بھی رونما ہوئے اور علماء کو ضرورت پیش آئی کہ قرآنی آیات کی روشنی میں احکامِ شریعت کی توضیح کی جائے۔ اور طبعاً وہ جس فقہی مسلک کے پابند تھے، اس کی تائید وترجیح کا رنگ ان کی تفسیر میں غالب آیا۔

دوسری طرف کچھ علماء نے قرآن کریم کے اعجاز بیانی کو واشگاف کرنے کا بیڑا اٹھایا اور بلاغتِ قرآنی کی کنہ تک پہنچنے کے لیے پورا زور صرف کیا اور خوب خوب جوہر دکھلائے۔

ماہرین قرأت کو بھی خیال ہوا کہ ہر آیت کے وجوہِ قرأت کو بیان کریں، چناں چہ انھوں نے اسی نقطۂ نظر سے کتابیں لکھیں۔

اہل تصوف کیوں خاموش رہتے، انھوں نے اپنے نقطہائے نظر کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کے سایے میں پناہ لی اور جا و بے جا نکتہ آفرینیاں کیں۔ غرض:

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر ست

اب ہم یہاں مختلف حیثیتوں سے لکھی ہوئی اہم کتبِ تفسیر کا تذکرہ کرتے ہیں:

پہلی فصل

قرآن کی لغت پر مشتمل کتابیں

چوں کہ قرآن کریم عربی مبین میں نازل ہوا ہے، اس لیے قرآن وحدیث اور آثار صحابہ وتابعین کے بعد عربی زبان ہی وہ ذریعہ ہے، جس سے ہم قرآن کے حقیقی معنی تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس موضوع پر لکھنے کا آغاز تو دوسری صدی ہجری ہی میں ہو گیا تھا، تیسری صدی میں بہت سی کتابیں اس موضوع پر سامنے آئیں، پھر ہر صدی میں اضافہ ہی ہوتا رہا، اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئیں وہ عموماً ''غریب القرآن'' ''معانی القرآن'' اور ''مجاز القرآن'' کے ناموں سے موسوم ہوئیں، اور دوسرے بھی ناموں سے بعض کتابیں لکھی گئیں، ان سب کتابوں کا مختصر تعارف بھی طویل مضمون کا متقاضی ہے، اس لیے ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں اور اس موضوع کی بعض اہم ترین کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱- مفردات ألفاظ القرآن، للراغب (حسین بن محمد الاصفہانی المتوفی ۴۲۵ھ تقریباً) یہ اس موضوع پر لکھی ہوئی بہترین اور مشہور ترین کتابوں میں ہے، زرکشی غریب القرآن پر لکھی ہوئی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ومن أحسنها كتاب المفردات للراغب (۱) یعنی راغب کی مفردات اس موضوع کی سب سے اچھی کتابوں میں ہے۔ اور مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس کے بقول: لا نظير لها في معناها (۲) یعنی یہ اپنے موضوع پر بے نظیر ہے۔ اس کا اصل موضوع تو الفاظ قرآنی کی تشریح ہے، جیسا کہ نام سے بھی واضح ہے، مگر اس میں اس کے ساتھ ساتھ نحو وصرف، ادب وقرأت، فقہ اور کلام کے مباحث بھی مختصراً آ گئے ہیں۔ تفسیر کے طالب علم کو یہ کتاب ضرور ساتھ رکھنی چاہیے۔

اس کتاب متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، سب سے پہلا ایڈیشن المطبعة الميمنية قاہرہ سے ۱۳۲۴ھ میں ''المفردات فی غریب القرآن'' کے نام سے شائع ہوا، پھر اس کے

---

(۱) البرہان فی علوم القرآن ۱/ ۴۲۵ (۲) البلغة فی تاریخ ائمة اللغة، ص ۷۰

دسیوں ایڈیشن مختلف محققوں کی تحقیق سے الگ الگ ناموں سے شائع ہوئے، کسی نے ''المفردات فی غریب القرآن'' کسی نے ''مفردات الفاظ القرآن''، اور کسی نے ''معجم مفردات الفاظ القرآن'' کے نام سے چھاپا، لیکن اس کا صحیح، مصنف کا رکھا ہوا نام مفردات الفاظ القرآن ہے، اس کا سب سے اچھا اور سب سے محققانہ ایڈیشن وہ ہے جس کو مفردات الفاظ القرآن کے نام سے صفوان عدنان داوودی کی تحقیق کے ساتھ دارالقلم، دمشق نے شائع کیا ہے، محقق نے مقدمہ میں مصنف کی بعض لغزشوں اور اوہام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا تنقیدی جائزہ لیا ہے، ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی (مقیم کراچی) نے بھی اپنے ایک مضمون میں اس کے بعض قابل تنبیہ پہلوؤں کا ذکر کیا تھا۔

۲-مفردات القرآن، تالیف: مولانا حمید الدین فراہی (متوفی ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء)

یہ کتاب مکمل مفردات القرآن کی شرح پر مشتمل نہیں ہے، بلکہ وہ چند الفاظ کی تشریح ہے جن کی ضرورت انھیں محسوس ہوئی، یا جن کی دلالتیں مختلف ہیں، اور اصالتِ عربیت اور نظمِ قرآن کے لحاظ سے کونسے معنی یہاں ہوں گے، یا وہ الفاظ جن کے معانی اسلام کے بعد بدل گئے مگر نزول قرآن کے وقت عربی میں کس مفہوم میں اصلاً یہ استعمال ہوتے تھے، ان کی وضاحت کی ہے اور اپنی بات کی تائید میں ہر جگہ شواہد پیش کیے ہیں، اگر ہر جگہ ان سے اتفاق نہ بھی ہو تو کوئی شک نہیں کہ یہ مفردات قرآنی کی تشریح کے سلسلے میں ایک وقیع اضافہ ہے، ڈاکٹر محمد اجمل ایوب اصلاحی ندوی کی تحقیق و تدقیق کے ساتھ یہ کتاب دار الغرب الاسلامی، بیروت اور دائرہ حمیدیہ، مدرسہ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ سے شائع ہوئی ہے (۲۰۰۴ء) قرآن کریم کے طالب علم کو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

لغاتِ قرآن پر اردو میں چند اہم کتابیں

قرآن کی لغت پر اردو میں بھی متعدد کام سامنے آئے ہیں، ان میں سے بعض اہم کتابوں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

۱-قاموس القرآن: از مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (متوفی ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء)

اردو میں لغاتِ قرآنی پر جو کام ہوئے ہیں، ان میں یہ کتاب ایک نمایاں مقام کی حامل ہے۔ مصنف نے اپنے مقدمے میں جو لکھا ہے اس سے اس کتاب کی مندرجۂ ذیل خصوصیات معلوم ہوتی ہیں:

(۱) تمام الفاظِ قرآنی کا استیعاب کیا گیا ہے اور انھیں حروفِ تہجی کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔

(۲) پہلے سادہ اور سہل اردو میں لفظ کے وہ معانی لکھ دیے گئے ہیں جو قرآن میں مراد لیے گئے ہیں، پھر لفظ کی صرفی ونحوی تشریح درج کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ہر مشتق کا مصدر لکھ دیا گیا ہے، صیغہ کی بھی تفصیل درج کر دی گئی ہے اور صلہ بھی بیان کر دیا گیا ہے، اسم ہونے کی صورت میں اس کی جمع اور واحد بھی بتایا گیا ہے۔

(۳) تمام اہم الفاظ پر ان کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جامع ومدلل تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں، یہ نوٹ پانچ سو سے زائد ہیں، خصوصاً اسماے امکنہ واقوام وانبیاے کرام کے بیان میں ضروری تفصیلات بیان کی گئی ہیں، اسی طرح قرآنِ کریم کی مخصوص اصطلاحات، اور دین متین کے اصول ومبادیات کی تشریح میں بھی مناسب حد تک تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔

(۴) سب کچھ مستند مفسرین کے افادات کی روشنی میں لکھا گیا ہے، قدیم و جدید مفسرین سے استفادے کے ساتھ، عصرِ حاضر کے قرآنی ماہرین کی تحقیقات سے بھی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

کتاب کی جدید اشاعت کے آغاز میں متعدد اساطینِ فضل وکمال اور اصحابِ علم کی رائیں نقل کی گئی ہیں، جن سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

بقول شیخ الأدب مولانا اعزاز علی: بہت سے ایسے اصحابِ علم بھی اس سے مستغنی نہیں ہیں جو عربی اور قومی مدارس میں سالہا سال تک درسیات کی تحصیل کر چکے ہیں۔

مولانا قاری طیب صاحب کے الفاظ میں: یہ محض لغاتِ قرآنی ہی کا حل نہیں ہے، بلکہ بہت سے مضامینِ قرآنی کا بھی ایک قابلِ قدر ذخیرہ ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں :اردو زبان میں جتنے لغاتِ قرآن میری نظر سے گزرے ہیں، بلا معاوضہ (غالبًا بلا مبالغہ ہوگا!) قاضی صاحب موصوف کا قاموس القرآن ان میں بے نظیر ہے،اور قرآن کے مواضع مشکلہ کا پورا حل اور خاص خاص مواقع پر مکمل اور بہترین تفسیر ہے۔

اس کی جدید اشاعت دارالاشاعت، کراچی سے ہوئی ہے(۱۹۹۴ء)اسی کا عکسی اڈیشن ہندوستان میں زکریا بک ڈپو، دیوبند نے شائع کیا ہے۔

۲-لسان القرآن (قرآن حکیم کا توضیحی لغت)، از مولانا محمد حنیف ندوی (متوفی ۱۹۸۷ء)ومولانا محمد اسحاق بھٹی (متوفی ۲۰۱۵ء)

شروع میں ایک بسیط مقدمہ ہے، جس میں قرآن کریم کے پیغام ہدایت کی وضاحت کے بعد، قرآن فہمی کے بعض اصول اور تقاضوں سے بحث کی ہے۔اسی میں عربی زبان پر کامل عبور بھی ہے۔اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کے وضاحت طلب الفاظ سے متعلق تفصیل سے بحث کی ہے اور اس طرح وضاحت کی ہے جس سے اس لفظ کی عظمت جلوہ گر ہوتی ہے۔مولانا محمد حنیف صاحب نے خود مقدمے میں لکھا ہے: ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ قرآن حکیم کی عظمت اور عربی زبان کی خوبیوں کو نکھار کر پیش کیا جائے۔(۱) مولانا دو جلدیں لکھ پائے تھے کہ انتقال ہوا یہ دو جلدیں کل آٹھ حروف کے مشتقات پر مشتمل ہیں، دوسری جلد حرف دال (لفظ ''الدین'') پر ختم ہوئی ہے۔

تیسری جلد مشہور عالم و فاضل مولانا محمد اسحاق بھٹی نے لکھی، جو تین حروف دال، را، زا پر مشتمل ہے۔کتاب کی تکمیل کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

یہ لغت اہل علم اور اہل ذوق کے لیے بہت مفید اور دلچسپی کی چیز ہے

یہ تینوں جلدیں علم و عرفان پبلشرز، اردو بازار، لاہور سے شائع ہوئی ہیں۔ دو جلدیں ۱۹۹۸ء اور تیسری جلد ۱۹۹۹ء میں۔

---

(۱) لسان القرآن، جلد اول، ص:۳۱

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا ابھی چار روز قبل ۲۲؍ دسمبر ۲۰۱۵ء کو انتقال ہوا۔

۳- لغات القرآن (مع فہرست الفاظ)، از مولانا عبدالرشید نعمانی (متوفی ۱۹۹۹ء) و مولانا سید عبدالدائم جلالی (متوفی ۱۹۸۳ء)، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔

مصنف مولانا عبدالرشید نعمانی کے بقول: تمام الفاظ کی ضروری تشریح اور تفصیل کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، کسی لفظ کی تشریح یا اس کے معنی کی تحقیق میں جہاں مفسرین، فقہاء اور اہل لغت وغیرہ کا اختلاف ہے، اس کو نقل کر کے قول فیصل بیان کیا گیا، جا بجا دہ مناسب فوائد قلم بند کر دیے گئے ہیں، جو فہمِ قرآن میں سہولت پیدا کر سکیں۔

جو لفظ قرآن مجید میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے وہ تمام معانی بالتفصیل لکھے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس موقع پر وہ کس معنی میں مستعمل ہوا ہے، جس لفظ کی تشریح میں کوئی مرفوع حدیث یا کسی صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہے، اسے درج کر دیا گیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں: امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عوام کے لیے الفاظ کا ترجمہ، متوسطین کے لیے ماخذِ اشتقاق، صیغوں کا تعین اور معانی کی ضروری تشریح و تفصیل اور خواص کے لیے اس کے علمی مباحث دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ ایک مدرس اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر قرآن مجید کا درس دے سکتا ہے، ایک طالب علم اس کے ذریعے استاد کے دیے ہوئے قرآنی سبق کو اچھی طرح یاد کر سکتا ہے، اور ایک عام آدمی اس کے مطالعے سے اپنی فہم کے مطابق قرآن مجید کو بخوبی سمجھ سکتا ہے (۱)۔

کتاب چھ جلدوں میں ہے، چار جلدیں مولانا عبدالرشید نعمانی نے لکھیں، چوتھی جلد باب العین پر ختم ہوتی ہے، اور پانچویں اور چھٹی جلد مولانا سید عبدالدائم جلالی کے قلم سے ہے جو باب الغین سے آخری حرف یاء تک ہے۔

۴- لغات القرآن، از مولانا عبدالکریم پاریکھ (متوفی ۲۰۰۷ء)۔

مولانا علی میاں صاحب نے مقدمے میں اس کا تعارف اس طرح کرایا ہے:

---

(۱) از مقدمہ، ص: ۴-۵ و ص: ۷

انھوں نے مستند اردو تراجم کو سامنے رکھ کر ہر پارے کے مشکل الفاظ کا ترجمہ موقع محل کے لحاظ سے کر دیا ہے، افعال کے سامنے ان کے حروف اصلی بھی لکھ دیے ہیں۔ انگریزی داں طبقے کی سہولت کے لیے کہیں کہیں الفاظ کے انگریزی معانی بھی دے دیے ہیں، اور کتاب کے شروع میں مختصر طور پر نحوی قواعد بقدر ضرورت آ گئے ہیں، اس طرح یہ کتاب قرآن مجید کی کلید اور ''گائیڈ بک'' ہو گئی ہے۔

پہلا ایڈیشن ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا اور دسواں ایڈیشن ۱۹۷۸ء میں، اس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گیارہواں ایڈیشن ۱۹۷۸ء، از ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، اور نام ''آسان لغات القرآن'' کر دیا گیا ہے۔ پھر پاریکھ آفسٹ پریس لکھنؤ اور فرید بک ڈپو دہلی سے بھی شائع ہوئی۔

۵- لغات القرآن، از مولانا خیر محمد ندوی (متوفی ۲۰۰۰ء) یہ کتاب اردو، بلوچی، سندھی زبان میں لکھی گئی ہے(۱)۔

(۱) یہ کتاب نظر سے نہیں گزری، بلوچی اور سندھی زبان بولنے والوں کے فائدے کی خاطر یہاں ہم نے تذکرہ کیا ہے۔

دوسری فصل

قرآن کے نحو واعراب پر مشتمل کتابیں

جس طرح فہم قرآن کے لیے مفردات کے معنی کا جاننا ضروری ہے، اسی طرح جملوں کی ترکیب اوران کی حیثیت کا جاننا بھی ضروری ہے، اسی سے مراد کی تعیین ہوتی ہے اور آدمی بھٹکنے سے محفوظ رہتا ہے، ابتداءً فراء اور اخفش جیسے علمائے نحو نے معانی القرآن اور اس جیسے ناموں سے جو کتابیں لکھیں، ان میں بھی مختصراً کہیں کہیں قرآن کریم کے نحو و اعراب پر روشنی ڈالی گئی ہے، لیکن متعدد اہل تفسیر نے اس کو مستقلاً موضوع بنایا، اور بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس پر خاص توجہ دی ہے، اس طرح کی چند اہم کتابوں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ہم نے اس عنوان کے تحت عصر حاضر میں ہوئے کاموں کو زیادہ ترجیح دی ہے؛ اس لیے کہ قدیم کتابوں کے مقابلے میں ان میں تنقیح وتوضیح اور تسہیل ہے، طلبہ اس سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں:

۱-البحر المحیط: ابوحیان اندلسی (محمد بن یوسف المتوفی ۷۴۵ھ) کی مشہور تفسیر ہے، اس تفسیر کا امتیاز یہ ہے کہ نحوی اور اعرابی لحاظ سے مفصل بحث کی ہے، تاہم تفسیر سے متعلق دوسرے مباحث سے بھی یہ تفسیر خالی نہیں، مثلاً مفردات کی تشریح، اسباب نزول کی وضاحت، قرأتوں کی توجیہ اور بلاغت کے پہلوؤں کا بیان، بلکہ فقہی احکام کو بھی بیان کرتے ہیں(۱)۔

یہ تفسیر باریک خط کے ساتھ آٹھ جلدوں میں دار الفکر سے شائع ہوئی ہے۔

۲-الإعراب المفصل لکتاب اللّٰہ المرتل، تالیف: بہجت عبدالواحد صالح، اعرابِ قرآن پر عصر حاضر میں جو کام ہوئے ہیں ان میں یہ ایک اچھا کام ہے، موضوع نام ہی سے واضح ہے، اس میں مصنف نے تمام آیات کی اعرابی حالت اور متعلقہ نحوی مباحث کو

(۱) التفسیر والمفسرون ۱/۲۰۹

بہت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اور دوسرے کسی پہلو سے تعرض نہیں کیا۔ یہ کتاب بارہ جلدوں میں دار الفکر عمان -الاردن سے چھپی ہے۔

۳-إعراب القرآن الكريم و بيانه، تالیف: محی الدین الدرویش، اس کتاب کا اصل موضوع تو قرآن کریم کی اعرابی حالت کی توضیح ہے، مصنف نے اس کا پورا خیال رکھنے کے ساتھ لغت وصرف اور معانی و بیان کو بھی وضاحت سے بیان کیا ہے، اس طرح یہ کتاب قرآن کریم کی لغوی و اعرابی اور بلاغی پہلوؤں کی جامع ہوگئی ہے، اور قرآن کریم کے طالب علموں کے لیے اس حیثیت سے بہت مفید ہے۔

نو ضخیم جلدوں میں دار الیمامہ دمشق و بیروت اور دار ابن کثیر دمشق بیروت کے اشتراک کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔(۱)

۴-الجامع لإعراب جمل القرآن: تالیف الدکتور أیمن الشوا، یہ ایک ہی جلد میں اپنے موضوع پر ایک مفید اور جامع کتاب، شام کے بڑے بڑے علماء نے اس کو سراہا ہے(۲)۔

۵-إعراب القرآن الكريم الميسر: شیخ عبد الغفور خلیل نے اس کو تیار کیا ہے، یہ ایک بہت مختصر اور بہت مفید کتاب ہے، متن قرآن کے ساتھ حاشیے میں چھپی ہے، ایک ہی جلد میں ہے، مصنف کے پیش نظر چوں کہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا سمجھتے ہوئے آگے بڑھے، اگر کوئی دشواری پیش آتی ہے تو حاشیے سے حل ہو جائے، اس لیے ان مفردات کی تشریح بھی کی ہے جو کم استعمال ہوتے ہیں اور عام آدمی کو اس کے معنی کی توضیح کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح بعض ترکیبوں میں بلاغی پہلوؤں کی وضاحت سے بھی بات واضح ہو جاتی ہے، اس لیے جہاں اس کی ضرورت محسوس ہوئی اس کو بیان کیا ہے(۱)۔

---

(۱) الطبعۃ التاسعہ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء (۲) مکتبۃ الغزالی، دمشق - دار الفیحاء دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

(۳) دار الصحابہ للتراث، طنطا مصر

تیسری فصل

بلاغت قرآنی پر مشتمل تفسیریں

قرآن بلاغت کے لحاظ سے آخری چوٹی پر ہے، عربی زبان کا ستھرا ذوق رکھنے والا ہر کوئی اس کو محسوس کر سکتا ہے، اگر ذوق بڑھا ہوا ہو تو آدمی پڑھتا جائے اور سر دھنتا جائے، اسی لیے کتنے لوگ صرف قرآن سن کر مسلمان ہوئے!

عربی زبان وادب کا اعلیٰ ذوق رکھنے والے بعض مفسرین نے قرآن کریم کے اس پہلو پر خصوصی توجہ دی ہے، ان میں دو تفسیروں کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں جو اس حیثیت سے سب سے ممتاز ہیں۔

۱- تفسیر الکشاف، تفسیر کی ایک نہایت اہم اور بہت مشہور کتاب ہے، اگرچہ اس کے مصنف زمخشری (جار اللہ محمود بن عمر بن محمد الزمخشری (التوفی ۵۳۸ھ) معتزلی ہیں، وہ کلامی آیات کے ضمن میں اپنے مذہب کو ثابت کرنے پر پورا زور لگاتے ہیں، اور اپنے مخالفین کی پوری قوت کے ساتھ تردید کرتے ہیں؛ تاہم وہ جو بلاغت قرآنی کے در وا کرتے ہیں، اس کا کوئی جواب نہیں، اور علمائے اہل سنت لاکھ اختلاف کے باوجود آج تک اس سے خوشہ چینی کرتے ہیں، اور اس حیثیت سے فی الحقیقت وہ ایک بے نظیر تفسیر ہے، چوں کہ وہ بڑے نحوی بھی ہیں، اس لیے نحوی مسائل بھی اس میں آگئے ہیں۔ یہ وہ پہلی تفسیر ہے جس نے فن معانی وبیان کے اصولوں کا انطباق قرآن کی آیات کی تفسیر پر کیا، قرآن کی زبان وبیان کی لطافتوں اور نزاکتوں سے دنیا کو روشناس کرایا اور عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ قرآن اپنے نظم واسلوب اور معانی ومفاہیم کے اعتبار سے ایک عظیم معجزہ ہے اور اس کی نظیر ومثیل ممکن نہیں، قرآن کا وہ مسحور کن نفسیاتی اور معنوی حسن وجمال جس کا نظارہ بلاغت قرآنی کے دقائق ورموز کی پردہ کشائی پر منحصر تھا، اسے کشاف ہی نے عام کیا۔ اسالیب قرآنی کے بحر عمیق میں معانی کے

جو آب دار موتی پنہاں ہیں، ان کی غواصی لوگوں نے اسی تفسیر کے ذریعے سیکھی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف موافق ومخالف ہر ایک کو کرنا پڑا۔ تفسیر کا بلاغی رجحان اگرچہ کلامی رجحان کے مقابلے میں کشاف میں ثانوی حیثیت سے ابھرا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ کشاف میں پائے جانے والے رجحانات میں سب سے طاقت ور رجحان یہی ہے اور اسی نے آج تک کشاف کو زندہ رکھا ہے، اگر اس کی یہ بے مثال خصوصیت نہ ہوتی تو اس کا حشر بھی دوسری معتزلی تفاسیر سے کچھ مختلف نہ ہوتا، جو ہمیشہ کے لیے پردۂ خفا میں مستور ہوگئیں، اور آج جن کے نام کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے۔

کشاف کا کارنامہ صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اس نے بلاغی رجحان کو ایک نہایت موثر عنصر کی حیثیت سے فن تفسیر میں داخل کردیا، بلکہ اس کے ذریعے سے فن بلاغت کے دونوں شعبوں -معانی و بیان- کے ایسے بے مثل اور بیش بہا نئے اضافے ہوئے، جنھوں نے اس فن کو نئی وسعتیں بخشیں، جن پر یہ فن بجاطور پر ناز کرسکتا ہے۔

علاوہ بریں کشاف میں عقلی طرز تفسیر کے بھی نہایت پاکیزہ نمونے ملتے ہیں، عقلی تفسیر کے حدود، قرآن اور عقل کے باہمی ربط وتعلق پر کلام کے سلسلے میں کشاف کا رویہ نہایت معتدل ہے۔ آیات سے مختلف امور کا استنباط بھی ایسا امر ہے، جس کے بارے میں ایک منصف مزاج کشاف کو سراہنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

ان ساری خوبیوں کے باوجود کشاف کا رخ روشن کئی بدنما داغوں سے داغ دار ہے۔ تفسیر کشاف کی تالیف کا اصل مقصد اعتزال کی خدمت ہے۔ قرآن کے اعجاز بلاغی کا اثبات ان کے نزدیک ثانوی حیثیت کا حامل ہے۔ کلامی تفسیر کے خمیر میں جو خامیاں پائی جاسکتی ہیں یہ سارے نقائص پوری شدت اور ناہمواریوں کے ساتھ کشاف میں موجود ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ کشاف اصولی طور پر اسی رجحان کی پیداوار ہے۔ زمخشری کا مطمح نظر یہ ہے کہ قرآن کی زبان سے معتزلی اصول وعقائد کا اثبات وتائید کرائی جائے، اور اس کا یہی پہلو زیادہ تر ہدفِ اعتراضات بنا ہے۔

کشاف کے کلامی رجحان کا تحقیقی جائزہ اس بات کو واضح کردیتا ہے کہ کشاف میں کتنے متنوع

طریقوں سے آیات کے مفہوم کو اصولِ اعتزال سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فنونِ بلاغت، لغت، نحو، اختلاف قراءات اور عقلی توجیہات، غرض کہ سارے ہی ممکن حربے اس مقصد کے حصول کے لیے استعمال کیے گئے ہیں، جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں ضعیف روایات سے احتجاج کیا گیا ہے، جانبِ مخالف کی صحیح اور قوی روایات کی تضعیف یا کم از کم ان کی صحت اور قوت کو مشکوک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ الفاظ کے ایسے مفاہیم کو ترک کیا گیا ہے جن پر نقل صحیح سے حجت قائم کی جاسکتی ہے، الفاظ کے معانی میں کبھی کبھی توسیع کا عمل بھی کیا گیا ہے، مجاز اور تمثیل و تخییل کے اسالیب سے بھی مدد لی گئی ہے، یہ وہ ہتھیار ہیں جن میں بیشتر کو زمخشری کے پیش رو معتزلی مفسرین اور علمائے کلام استعمال کر چکے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ زمخشری کو فنون لغت و بلاغت میں چوں کہ امامت اور اجتہادی درجہ حاصل ہے، اس لیے انھوں نے اس اسلحہ خانے میں بعض نئے اور موثر ہتھیاروں کا اضافہ کر دیا۔

زمخشری نے اپنی تفسیر کو اہل سنت پر سب وشتم کے تیر چلانے کے لیے ایک کمین گاہ کے طور پر استعمال کیا ہے، وہ اپنے دل کا بخار نکالنے کے لیے اس طرح کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، اور طنز و استہزا کے بغیر ان کا ذکر نہیں کرتے، اہل سنت کو زمخشری عموماً "المجبرة" "الحشوية" "المشبهة" سے یاد کرتے ہیں، کبھی "المبطلة"، اور کبھی "أهل البدع والأهواء" کے لقب سے نوازتے ہیں، بلکہ کبھی صاف "أعداء الله" کہہ دیتے ہیں۔

تفسیر ماثور کی اہمیت اور ضرورت کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، لیکن اگر اس میں فن کے اصولوں کی رعایت اور احتیاط ملحوظ نہ رکھی جائے تو یہ چیز خامیوں کا ذریعہ ہو جاتی ہے، اس قبیل کی ساری خامیاں کشاف میں موجود ہیں۔ تفسیری روایات کے ذخیرے میں کھرے کھوٹے کی پرکھ کے لیے وہ اپنی تنقیدی صلاحیت کا استعمال بالکل نہیں کرتے، وہ متضاد روایات بھی بغیر تطبیق کے پیش کر دیتے ہیں اور قصوں کے سلسلے میں ان روایات کو جن کی لغویت اظہر من الشمس ہے بغیر کسی نقد و جرح کے شامل کر لیتے ہیں، سورتوں کے فضائل کے

متعلق موضوع روایات کو پیش کرنے میں انھیں کوئی تردد نہیں ہوتا۔ اختلاف قراءات کے بارے میں بھی ان کا مسلک جمہور علماء سے بالکل الگ ہے، از روے روایت اس کی قوت وضعف یا تواتر سے زیادہ اس کے مفہوم کی قوت وضعف ان کے نزدیک قابل ترجیح ہے(۱)۔

غرض ان قابل اعتراض نقائص کے باوجود یہ کتاب بلاغت قرآنی کے محاسن کے لحاظ سے نہایت قابل قدر ہے۔

غالبًا اس کا سب سے اچھا ایڈیشن وہ ہے جو دار الکتب العلمیۃ سے چار جلدوں میں شائع ہوا ہے، اس کے ساتھ اس کے حاشیے پر اس کی عقائدی تاویلات اور کلامی مباحث کی تردید، احادیث کی تخریج اور شواہد کی توضیح پر لکھی ہوئی چار کتابیں بھی شامل ہیں۔

وہ چار کتابیں حسب ذیل ہیں:

☆ الانتصاف من الکشاف ۔ یہ ابن المنیّر :احمد بن محمد بن منصور الاسکندری المالکی (ت:۶۸۳ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کشاف پر مفصل ترین تنقید ہے، ابن المنیر اعتزال کے بڑے ماہر ناقد ہیں، ایسے مقامات جہاں سے قاری اعتزال کی بو سونگھے بغیر گزرتا چلا جاتا ہے وہ ان کی تہہ میں اعتزال کے مخفی جرثومے کی بھی نشان دہی کر دیتے ہیں، عقائد کے علاوہ وہ زمخشری کی اعراب کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہیں، لغت ونحو کے بارے میں ان کی گرفت کرتے ہیں اور قراءات کے بارے میں ان کے مسلک کی تردید کر دیتے ہیں۔

☆ الکافی الشاف فی تخریج أحادیث الکشاف ۔ یہ حافظ ابن حجر عسقلانی (ت:۸۵۲ھ) کی کتاب ہے۔

☆ حاشیۃ علی تفسیر الکشاف ۔ یہ شیخ محمد علیان المرزوقی الشافعی (ت:

(۱) دیکھیے زمخشری کی تفسیر الکشاف ایک تحلیلی جائزہ، ص:۴۸۱-۴۸۹ باختصار۔ پروفیسر فضل الرحمن سابق ڈین دینیات فیکلٹی وصدر شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی یہ کتاب نہایت عالمانہ ہے، کاش یہ کتاب عربی میں ہوتی۔ انھوں نے اپنی اس ضخیم تجزیاتی کتاب میں کشاف کے تمام اچھے برے پہلوؤں کا بھرپور جائزہ لیا ہے، کشاف کے سلسلے میں پچیس سے زیادہ علماے کبار کی آرا نقل کی ہیں، اور مختلف حیثیتوں سے کشاف پر جو کام کیا گیا ہے ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے

۱۳۵۵ھ) کی کتاب ہے۔اس میں انھوں نے کشاف کے مشکل الفاظ کی تشریح کے ساتھ ان آیات کی صحیح توجیہ کی ہے جنھیں زمخشری نے معتزلی عقائد کی تائید کے لیے استعمال کیا ہے۔

☆مشاهد الإنصاف على شواهد الكشاف، انھی شیخ محمد علیان ہی کی تصنیف ہے۔اس میں انھوں نے کشاف کے شواہد کی شرح کی ہے۔

۲- تفسير أبي السعود (إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم)

تالیف: ابوالسعود: محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی الحنفی (المتوفی ۹۸۲ھ) اس میں ربط، وجوہِ اعراب، نظمِ قرآن، تناسبِ آیات اور بلاغتِ قرآنی کے بڑے نفیس نکات ملتے ہیں، جس سے قرآن کے معجزانہ انداز بیان کی عظمت سامنے آتی ہے۔مولانا یوسف بنوری کے بقول: یہ تفسیر بہت سی خصوصیات میں زمخشری کی کشاف سے بے نیاز کردیتی ہے(۱)۔

اردن کے مشہور عالم اور تفسیر وعلوم قرآن کے ماہر ڈاکٹر فضل حسن عباس نے بھی اس تفسیر کو بہت سراہا ہے، لکھتے ہیں: قرآن کے نظم وبیان یعنی بلاغتِ قرآنی پر اس سے پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا، شیخ ابوالسعود نے ان سب کو ہضم کرکے اپنے اعلیٰ ذوق کا ثبوت دیتے ہوئے نہایت عمدہ اسلوب میں پیش کیا ہے، اگر کوئی اس تفسیر کو سمجھ کر پڑھے تو اعلیٰ درجے کا قرآنی ذوق اس کو حاصل ہوسکتا ہے(۲)۔

اس کا سب سے اچھا ایڈیشن دار الکتب العلمیہ بیروت سے خالد عبدالغنی محفوظ کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں شائع ہوا ہے(۳)۔

---

(۱) دیکھیے یتیمۃ البیان، ص۴۴ (۲) اتقان البرھان فی علوم القرآن ۲/ ۲۱۵

(۳) الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۱۰ء، دار الکتب العلمیۃ ہی نے اس کا ایک صاف ایڈیشن ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں چھ جلدوں میں شائع کیا تھا۔یہ ایڈیشن غیر محقق ہے اور دونوں ایڈیشنوں پر الطبعۃ الاولیٰ لکھا ہوا ہے!!

چوتھی فصل

فقہی احکام سے متعلق تفسیریں

قرآن کتاب شریعت اور دستور ہدایت ہے، اس کے نزول کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگ اللہ کے قانون کو سمجھیں اور اس کے احکام پر عمل کریں، اس لیے جو بھی قرآن کی تفسیر کرے گا، اس کی اولین ذمے داری ہے کہ قرآن میں بیان کردہ احکام کی توضیح کرے، چناں چہ سب نے اس پر توجہ کی، لیکن چوں کہ قرآن کے اور بھی متعدد پہلو ہیں، اس لیے متعدد مفسرین نے مختلف پہلوؤں پر خصوصی توجہ مبذول کی، تاہم بعض مفسرین نے احکام کی توضیح، اس سلسلے میں پائے جانے والے اختلافات اور ان کے دلائل اور جملہ متعلقات پر پوری توجہ صرف کی، اور یہ پہلو ان کی تفسیروں کا امتیاز قرار پایا۔ اب اس میں دو طرح کی تفسیریں ہیں: ایک وہ جو کسی خاص نقطۂ نظر تحت لکھی گئی ہیں، یعنی مثلاً حنفی، مالکی یا شافعی مسلک کی تائید کے خیال سے، اور ایک وہ جو عمومی نقطۂ نظر کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔

اس پہلو کی اہمیت کے پیش نظر شروع ہی سے علمائے تفسیر کی اس پر توجہ رہی، غالباً کلبی (محمد بن السائب بن بشر أبو النضر الکلبی الکوفی (متوفی: ۱۴۶ھ) پہلے شخص ہیں، جنھوں نے احکام القرآن کے نام سے کتاب لکھی۔ مقاتل بن سلیمان (متوفی ۱۵۰ھ) کی ایک کتاب ”تفسیر الخمسمأة آیة فی الأمر والنهی والحلال والحرام“ کا ذکر ملتا ہے۔ احکام القرآن کے نام سے اولین لکھنے والوں میں یحییٰ بن آدم بن سلیمان القرشی المخزومی الکوفی (ف: ۲۰۳ھ) اور امام محمد بن ادریس الشافعی (ت: ۲۰۴ھ) کا ذکر ملتا ہے(۱)۔ کلبی اور مقاتل چوں کہ ناقابل اعتبار تھے، اس لیے داودی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ احکام القرآن میں سب سے پہلے لکھنے والے امام شافعی ہیں۔

---

(۱) دیکھیے الفہرست لابن الندیم، ص: ۸۱

مگر یہ کتابیں محفوظ نہیں رہ سکیں، البتہ امام بیہقی نے آیات احکام سے متعلق امام شافعی کی تفسیر کو اسی نام سے جمع کیا، جو شیخ عبدالغنی عبدالخالق کے حواشی کے ساتھ شائع ہو چکی ہے(۱)۔

احکام قرآن کے موضوع پر سو سے زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہم یہاں احکام قرآن سے متعلق دونوں طرح کی اہم تفسیروں کا ذکر کرتے ہیں:

۱- أحکام القرآن، للجصاص (احمد بن علی ابوبکر الرازی المتوفی: ۳۷۰ھ)

یہ اپنے وقت کے ائمہ حنفیہ میں تھے، انھوں نے اس میں پوری قوت کے ساتھ حنفی مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ شیخ محمد حسین ذھبی کے بقول: وہ متعلقہ آیات سے مستنبط احکام کے ذکر پر اکتفا کرنے کے بجائے ائمہ کے درمیان مختلف فیہ فقہی مسائل کو مع الدلائل اس کثرت اور تفصیل سے بیان کرتے ہیں جس سے یہ کتاب احکام قرآن کی کتاب سے زیادہ فقہ مقارن کی کتاب معلوم ہوتی ہے، ساتھ ساتھ وہ دوسرے ائمہ کا تذکرہ کرنے میں محتاط زبان استعمال نہیں کرتے (۲)۔

یہ کتاب سب سے پہلے ترکی میں تین جلدوں میں شائع ہوئی تھی (۱۳۳۵ھ-۱۳۳۸ھ) اسی کا عکسی ایڈیشن دار الکتاب العربی بیروت، لبنان سے شائع ہوا۔ پھر دار الکتب العلمیۃ بیروت اور دار الفکر بیروت نے بھی اس کے ایڈیشن شائع کیے۔ ایک ایڈیشن ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں دار إحیاء التراث العربی نے بھی شائع کیا ہے جس پر لکھا ہے تحقیق محمد الصادق قمحاوی، مگر تحقیق کے نام پر کچھ بھی نہیں ہے، صرف متن ہے۔ شاید متن کی تصحیح کی ہو۔

۲- أحکام القرآن، لابن العربی (محمد بن عبداللہ، ابوبکر المالکی الاندلسی المتوفی: ۵۴۳ھ)

---

(۱) مکتبۃ الخانجی القاہرہ (۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء-۱۹۵۲ء)، نیز دار الکتب العلمیۃ بیروت-لبنان (۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) اور (۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء)، اور اس کا ایک ایڈیشن قاسم الشماعی الرفاعی کی تعلیق کے ساتھ دار القلم بیروت سے شائع ہوا ہے، نیز دار الفکر بیروت-لبنان نے اس کا ایک محقق ایڈیشن شائع کیا ہے (الطبعۃ الاولی ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء) اس میں بحیثیت محقق کسی کا نام نہیں لکھا ہے، لیکن مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ساری تعلیقات اور تحقیقات شیخ عبدالغنی عبدالخالق ہی کی ہیں، البتہ کہیں کہیں کچھ اضافہ ہے۔ نیز دکتور محب الدین عبدالسبحان نے بھی جامعۃ ام القریٰ میں اس پر تحقیقی کام کیا ہے۔

(۲) التفسیر والمفسر ون ۲/ ۳۰۸-۳۰۹

یہ مالکی نقطۂ نظر سے آیات احکام کی مشہور تفسیر ہے۔ وہ متعلقہ آیات سے اخذ کردہ احکام ائمہ کے اختلاف کے ساتھ تفصیل سے بیان کرکے مالکی مسلک کو سب سے قوی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی دوسرے ائمہ اور دیگر مسالک کے سلسلے میں ان کی زبان تیز ہو جاتی ہے(۱)۔

اس کتاب کا ایک اچھا ایڈیشن محمد عبدالقادر عطا کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیہ بیروت-لبنان نے چار جلدوں میں شائع کیا ہے (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء)۔ اور اس سے بہتر اور مفید ایڈیشن رضیٰ فرج اُ مامی کی تحقیق وتخریج کے ساتھ المکتبۃ العصریۃ، صیدا-بیروت نے چار جلدوں میں شائع کیا ہے۔ (۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء)

۳-أحكام القرآن لإلكيا الهراسي (عماد الدین ابوالحسن علی بن محمد الطبری الشافعی المتوفی: ۵۰۴ھ)

یہ شافعی نقطۂ نظر سے آیاتِ احکام کی تفسیر میں اہم ترین کتاب ہے۔ اگرچہ اپنا مذہب طاقت ور دلائل کے ساتھ انھوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؛ تاہم دوسرے ائمہ کا ادب سے تذکرہ کرتے ہیں، البتہ جصاص کی خوب خبر لی ہے اور ان کے ہر اعتراض کا جواب ایسے مضبوط دلائل کے ساتھ دیا ہے کہ ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے(۲)۔

جصاص کی کتاب کا مطالعہ کرنے والے کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے؛ تاکہ سب کے دلائل سامنے رہیں۔

یہ کتاب چار حصّوں (دو جلدوں) میں دار الکتب العلمیہ بیروت-لبنان سے شائع ہوئی ہے (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

یہ تینوں تفسیریں وہ ہیں جو خاص نقطۂ نظر کے تحت لکھی گئی ہیں۔

عمومی لحاظ سے آیاتِ احکام کی تفسیر میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سب سے جامع اور مفصل

(۱) تفصیل کے لیے پوری کتاب کا مطالعہ کرنا پڑے گا یا کم سے کم دیکھیے التفسیر والمفسرون ۲/۳۱۶-۳۱۹

(۲) التفسیر والمفسرون: ۲/۳۱۲-۳۱۴

۱۔تفسیر القرطبی ہے، جس کا مکمل نام ”الجامع لأحکام القرآن والمبین لما تضمّن من السنة وآي الفرقان“ ہے۔اس کے مصنف ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی الأندلسی القرطبی (المتوفی: ۶۷۱ھ) ہیں، اگر چہ اس کے مصنف مالکی ہیں؛ مگر اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے یہ تفسیر نہیں لکھی، بلکہ ہر طرح کے تعصب سے ہٹ کر آیات احکام کی توضیح کے لیے انھوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔

چناں چہ پہلے وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ زیرِ تفسیر آیت میں اتنے مسئلے ہیں پھر الأولیٰ، الثانیہ، الثالثہ کہہ کر تفصیل سے ہر مسئلے کو ائمہ کے اختلافات اور ہر ایک کے دلائل کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اور جو دلیل مضبوط نظر آتی ہے اس کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ ان کے مذہب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

مگر یہ تفسیر صرف احکام کی توضیح کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اگر چہ اس کا بنیادی موضوع یہی ہے؛ تاہم الفاظ کی تحقیق، اعراب وبلاغت اور قرأتوں کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اور روزمرّہ کی زندگی میں اس سے جو ہدایات ملتی ہیں ان کو بھی عموماً واضح کیا ہے۔

مصنف کو حدیث میں بڑا درک تھا، اس لیے تمام مباحث سے متعلق روایات کو کثرت سے بیان کیا ہے، جن کی تعداد ساڑھے چھ ہزار سے متجاوز ہے، آثارِ صحابہ وتابعین اس کے علاوہ ہیں۔

اس لحاظ سے یہ تفسیر جہاں آیاتِ احکام کی توضیح کے سلسلے میں سب سے جامع ہے، وہیں مختلف حیثیتوں سے سب سے مفید تفسیروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

اس تفسیر کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ایک اچھا ایڈیشن عبدالرزاق المہدی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتاب العربی بیروت۔ لبنان سے (۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء میں) دس جلدوں میں شائع ہوا ہے، ہر جلد میں دو حصے ہیں، اس میں خاص طور پر تخریجِ حدیث کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور اس سے بہت بہتر بلکہ سب سے اچھا ایڈیشن چوبیس جلدوں میں موسسۃ الرسالۃ بیروت سے شائع ہوا ہے (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کی

نگرانی میں متعدد محققین نے اس کی تحقیق میں حصہ لیا ہےاور تخریجِ حدیث کے ساتھ ساتھ ہر چیز کی تحقیق کر کے بڑا اہم کام انجام دیا ہے،۲۲/جلدوں میں تفسیر اور دو جلدوں میں فہارس ہیں۔

۲-الإکلیل فی استنباط التنزیل للسیوطی (جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ)

استنباط احکام اور استخراج مسائل میں یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے، کتاب گو بہت مختصر ہے، لیکن گوناگوں فوائد کی حامل ہے، فقہی احکام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ قرآن کریم سے جو بھی استنباط کیا گیا ہو خواہ فقہی احکام ہوں، یا عقائدی مسائل یا اصولی مباحث، یا کسی طرح کا استنباط کیا گیا ہو، حشو وزوائد سے بچتے ہوئے سب کو نہایت اختصار وایجاز کے ساتھ بیان کیا ہے، اس سے پہلے علماء نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اس کا جامع اور منقح خلاصہ اس میں آ گیا ہے، مصنف نے خود مقدمۂ کتاب کے آخر میں لکھا ہے:
اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہیے اور مختصر ہونے کی وجہ سے حقیر مت سمجھیے، جو بنظر انصاف اس کو دیکھے گا تو اس میں موجود بے پایاں علم اس پر عیاں ہو جائے گا(۱)۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب کے پھوپھا، عربیت کے ماہر اور وسیع النظر عالم مولانا سید طلحہ حسنی (متوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) نے اس کو اپنی پسندیدہ کتابوں میں شمار کیا ہے(۲)۔

۳- تفسیر آیات الأحکام، للسایس (محمد علی السایس المتوفی:۱۳۹۶ھ)

یہ آیات احکام پر مشتمل ایک متوسط اور منقح تفسیر ہے۔اس میں انھوں نے عموماً دوسرے مباحث کو نہیں چھیڑا، بلکہ احکام تک اپنی بحث محدود رکھنے کی کوشش کی ہے، البتہ مفردات کی بڑی وضاحت سے تشریح کی ہے،اور ضرورتاً بلاغت کے بھی بعض گوشوں کو بیان کرتے ہیں۔

دو جلدوں میں (کل چار حصے) دمشق سے شائع ہو چکی ہے، اور متعدد جگہوں پر نصابِ درس میں بھی شامل ہے۔اس کا اضافہ شدہ ایڈیشن دار ابن کثیر دمشق وبیروت اور دار القادری دمشق وبیروت سے مشترکہ طور پر شائع ہوا ہے (الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء)

(۱) الإکلیل، ص:۲۰ (۲) دیکھیے مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، ص:۸۹ (جدید ایڈیشن)

جس کے ٹائٹل پر بحیثیت مرتب (أشرف علی تنقیحه و تصحیح أصوله) تین حضرات کا نام لکھا ہے: محمد علی السایس، عبداللطیف السبکی اور محمد ابراہیم محمد کرسون۔ صححه وعلّق علیه حسن السماجی سویدان، راجعه محی الدین دیب مستو۔ ایک اچھا ایڈیشن ایک جلد میں المکتبة العصریة صیدا بیروت نے شائع کیا ہے (۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء)

۴- روائع البیان فی تفسیر آیات الأحکام من القرآن، للصابونی (الشیخ محمد علی الصابونی، جو ابھی حیات ہیں، پیدائش: ۱۹۳۰ء) شیخ محمد علی صابونی مشہور عالم ہیں، تفسیر میں ان کے متعدد کام ہیں اور دوسرے موضوعات پر بھی ان کی کتابیں ہیں۔ ان کی یہ کتاب آیاتِ احکام کی تفسیر کے سلسلے میں بہت ممتاز ہے، جس میں وہ احکام کو دلائل کے ساتھ مرتّب طور پر بیان کرتے ہیں، اور ہر ایک کے دلائل الگ الگ ذکر کرتے ہیں اور کبھی ترجیح بھی دیتے ہیں۔ اگرچہ آیات احکام ہی کی تفسیر پر یہ کتاب مشتمل ہے، مگر وہ صرف احکام بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ آٹھ دس اعتبارات سے ان متعلقہ آیات کے بارے میں مستقل عنوانوں کے تحت کلام کرتے ہیں، جو اس طرح ہیں: التحلیل اللفظي، المعنی الإجمالي، وجه الارتباط بالآیات السابقة، سبب النزول، وجوه الإعراب، لطائف التفسیر، الأحکام الشرعیة وغیرہ۔

تحلیل لفظی کے تحت علمائے لغت اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ المعنی الاجمالی کے تحت آسان عبارت میں آیات کا اجمالی مفہوم بیان کرتے ہیں۔ لطائف التفسیر کے تحت کوئی علمی نکتہ، یا بلاغت کے تعلق سے کوئی اہم بات، کوئی خاص فائدہ یا فوائد، الاولی، الثانیہ، الثالثہ لکھ کر وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔ اور سببِ نزول اور وجوہِ الاعراب ظاہر ہے کہ ہر جگہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی، جہاں ضرورت ہے یہ عنوان قائم کر کے وضاحت کرتے ہیں۔

اخیر میں الأحکام الشرعیہ کے عنوان کے تحت بالترتیب نمبروار سارے احکام مع اختلاف بیان کرتے ہیں اور ہر ایک کے دلائل انصاف کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

اخیر میں اس حکم کی مصلحت اور آیت سے ہماری زندگی میں جو رہنمائی ملتی ہے اس کو ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب گوناگوں خصوصیات کی حامل ہوگئی ہے، اور قرآن کے طالبِ علموں کے لیے نہایت مفید ہے۔

یہ کتاب دراصل ان کے محاضرات کا مجموعہ ہے، یہ محاضرات انھوں نے بڑی تنقیح کے ساتھ لکھے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں دار احیاء التراث العربی بیروت سے شائع ہوئی (۱۹۹۷ء) اور اس کا ایک خوبصورت ایڈیشن المکتبۃ العصریۃ، صیدا- بیروت سے ایک جلد میں شائع ہوا ہے (۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء)

۵-المدخل العام إلى تفسير آيات الأحكام للخالدی (الدکتور صلاح عبدالفتاح الخالدی)

آیات احکام کی تفسیر کے سلسلے میں جو کام عصر حاضر میں سامنے آئے ہیں ان میں یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے سب سے ممتاز قرار دی جاسکتی ہے، اس لیے کہ انھوں نے نہایت آسان اور واضح عبارت میں دوسری بحثوں کو چھیڑے بغیر صرف احکام سے متعلق بحث کی ہے، البتہ احکام کی وضاحت سے پہلے جن امور کی ضرورت ہوتی ہے، ان کو بیان کیا ہے، مصنف نے شیخ محمد علی سائس اور شیخ محمد علی صابونی کی کتابوں کے ہوتے ہوئے اس کتاب کی تالیف کی ضرورت کو مقدمے میں واضح کیا ہے۔ اس کا منہج حسب ذیل ہے:

اولاً: معانی الکلمات کے تحت مفردات کی تشریح کرتے ہیں۔

ثانیاً: التفسیر کے تحت ان آیات کی وضاحت سے تفسیر بیان کرتے ہیں۔

ثالثاً: الأحکام والدلالات کا عنوان لگا کر نمبر وار مختصراً مندرجۂ بالا آیات کے احکام بیان کرتے ہیں۔

اگر ان احکام کا کوئی پس منظر ہے تو سببِ نزول بھی بیان کرتے ہیں، اس طرح یہ کتاب احکام کے دائرے سے باہر نہیں نکلتی، اور بہت آسانی سے احکام قرآنی سے واقف کراتی ہے۔

دارالنفائس، اردن نے دو جلدوں میں اس کو شائع کیا ہے۔(الطبعۃ الأولی ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء)

آیات احکام سے متعلق دیگر اہم تفسیریں

آیات احکام کی تفسیر کے سلسلے میں ملا جیون (احمد بن أبی سعید امیٹھوی، المتوفی: ۱۱۳۰) کی التفسیرات الأحمدیة (تفسیر احمدی) حنفی نقطۂ نظر سے قابلِ قدر کتابوں میں ہے، کتاب مختصر اور ایک ہی جلد میں ہے۔ اس کا جدید ایڈیشن مکتبہ تھانوی دیوبند نے شائع کیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی (متوفی: ۱۲۲۵ھ) کی التفسیر المظهری بھی اہمیت کی حامل ہے، جس میں فقہ حنفی کے لحاظ سے بہت تفصیل کے ساتھ احکام کی مدلل توضیح کی گئی ہے۔

اس تفسیر کا ایک اچھا ایڈیشن بیروت سے احمد عزو عنایۃ کی تحقیق کے ساتھ دس جلدوں میں شائع ہوا ہے، جس کا عکسی ایڈیشن زکریا بک ڈپو دیوبند نے شائع کیا ہے اور بیروت سے اس کا ایک ایڈیشن سات جلدوں میں بھی آیا ہے۔ نیز اس کا اُردو ترجمہ بھی دس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

اردو میں آیات احکام کی تفسیر سے متعلق بعض کتابیں

اردو میں بھی آیات احکام کی توضیح سے متعلق بعض اہم کتابیں شائع ہو چکی ہیں:

☆ تفسیر آیات الاحکام از مولانا عبدالعلی نگرامی (متوفی ۱۲۹۶ھ) یہ حنفی نقطۂ نظر سے ایک مختصر اور جامع کتاب ہے(۱)۔

☆ احکام القرآن از مولوی محمد نثار اللہ بی اے، مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ (۱۹۵۰ء) اس میں مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی کا پیش لفظ ہے، جس میں انھوں نے کتاب کو سراہا ہے۔ یہ کتاب اسلامی زندگی کے پانچ بنیادی اجزاء عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت اور معاملات جیسے ابواب پر مشتمل ہے، پھر ذیلی عناوین کے تحت اہم آیتیں مع ترجمہ نقل کی گئی ہیں، اور عام

---

(۱) طبع اول مطبع علوی لکھنؤ ۱۲۶۲ھ، وطبع دوم مطبع محمدی بمبئی ۱۲۶۶ھ۔ ان کے پڑپوتے مولانا فیضان نگرامی ندوی اس کی جدید اشاعت کی فکر میں ہیں، نیز مولانا بلال حسنی ندوی کے زیرنگرانی اس کی تعریب کا کام جاری ہے۔

فہم انداز میں اختلاف سے قطع نظر اصلاحی نقطۂ نظر سے اکٹھی تشریح کی گئی ہے۔ عملی لحاظ سے مفید کتاب ہے۔

☆ احکام قرآنی از منشی عبدالرحمٰن خاں (۱) مختلف عنوانات کے تحت احکام کی آیات کی مختصر اور عام فہم تشریح کی گئی ہے، اس پر علامہ سید سلیمان ندوی کی مختصر تقریظ بھی ہے۔

☆ اس سلسلے میں ایک مفصل کتاب چھ جلدوں میں ''فقہ القرآن'' کے نام سے ادارۂ فکر اسلامی کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے مصنف مولانا عمر احمد عثمانی ہیں، جو مشہور عالم و محدث مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی کے فرزند ہیں۔ ان کے فرزند کا نقطۂ نظر عام علمائے حدیث کی طرح نہیں رہا، بلکہ بہت سی احادیث کے وہ منکر تھے، اس لیے علماء کا انھیں اعتبار حاصل نہیں تھا، بلکہ علماء نے ان سے دوری اختیار کی تھی۔ اس لیے طلبہ کو اس کتاب سے احتیاط کرنی چاہیے، تاکہ جمہور امت کے نقطۂ نظر سے ہٹنے نہ پائیں۔

(۱) اشاعت اول اکتوبر ۱۹۴۶ء، ایم ثناء اللہ خاں پبلشرز و بک سیلرز، ریلوے روڈ، لاہور، دسواں ایڈیشن صدیقی ٹرسٹ کراچی سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا

پانچویں فصل

اہلِ دِرایت کی چند اہم تفسیریں

جب سے عقائدی اختلافات اور کلامی مباحث کا آغاز ہوا تو تفسیر میں بھی یہ رنگ نظر آنے لگا، اور لوگ اپنے اپنے ذوق اور رجحان کے مطابق آیتوں کی تفسیر کرنے لگے، اور اپنے عقیدے کے مطابق ان کی تاویل کرنے لگے۔ بالخصوص شیعیوں اور معتزلیوں نے آیتوں کی بے سروپا تاویل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا؛ اس لیے اہلِ سنت بالخصوص گہرا مطالعہ نہ رکھنے والے طلبہ اور مدرسین کو ان تفسیروں سے کلّی اجتناب کرنا چاہیے، اور حقیقت میں ہمیں ان کتابوں کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ ہمارے علمائے اہل سنت کی تفسیروں میں وہ سب کچھ ہے جن کی قرآن کریم کے ایک طالب علم کو اور اس میں مہارت پیدا کرنے والے کو ضرورت ہے؛ البتہ کشاف میں چوں کہ بلاغت قرآنی کے لحاظ سے نادر فوائد تھے، اس لیے علمائے اہل سنت نے اس سے فائدہ اٹھایا؛ لیکن اس کے انحراف اور ضلالت کے پہلوؤں سے متنبہ بھی کرتے رہے، اس لیے ان کتابوں کو سامنے رکھ کر اس کا مطالعہ کرنا چاہیے، تاکہ آدمی ضلالت سے محفوظ رہے۔ کشاف کے ذکر کے موقع پر ہم ان کتابوں کا تذکرہ کر چکے ہیں۔

ان کے مقابلے میں علمائے اہل سنت نے بھی تفسیریں لکھیں اور حدیث نبوی اور سلف صالحین کے عقائد و افکار کی روشنی میں آیتوں کی جو اقرب ترین تاویل ہو سکتی تھی، اس کو واضح کرنے کی کوشش کی، اسی طرح ہمارے مفسرین نے احادیث و آثار کا تذکرہ کیے بغیر آزادانہ اپنے عقل و فہم کی بنیاد پر-مگر اہل سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے-قرآن کریم کی تفسیر کی۔ اس لحاظ سے ہم انھیں اہل درایت کی تفسیر کہہ سکتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اہل روایت ہیں، جن کی تفسیروں کا تفاسیر ماثورہ کے تحت ہم خاصی وضاحت سے ذکر کر چکے ہیں۔

ان میں کچھ تفسیریں مختصر ہیں، کچھ متوسط اور کچھ نہایت مفصل ہیں، ہم اس سے

قطع نظر مجموعی لحاظ سے ایسی چند اہم تفسیروں کا یہاں ذکر کرتے ہیں:

۱-التفسیر الکبیر للرازی ،جس کا اصل نام مفاتیح الغیب ہے،مگر تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے، یہ منطق وفلسفہ اور اصول کے مشہور امام، متکلم اسلام امام رازی (فخر الدین محمد بن عمر البکری الرازی الشافعی المتوفی ۶۰۶ھ) کی عظیم تفسیر ہے۔

اس تفسیر کا اصل مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرقِ باطلہ کے مقابلے میں اہل سنت کا موقف واضح کیا جائے ،اس لیے وہ کلامی مباحث میں بہت طول بیانی سے کام لیتے ہیں،کبھی اس حد تک کہ راست تفسیر سے اس کا تعلق معلوم نہیں ہوتا۔اس سے قطعِ نظر یہ ایک۔ بہت عظیم،نہایت جامع بلکہ بے نظیر تفسیر ہے،اور امام رازی کا عظیم کارنامہ ہے۔وہ آیت سے متعلق جملہ مسائل ومباحث اوراس سے مستنبط فوائد کو اس حسن وترتیب اور خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے اور کبھی تو قاری پھڑک اٹھتا ہے۔یہ تفسیر گونا گوں خوبیوں کی حامل ہے:

(۱)لغوی لحاظ سے کسی لفظ کی تحلیل کی ضرورت ہوتو اس پر پوری توجہ صرف کرتے ہیں۔

(۲)وجوہِ اعراب اور نحوی ترکیب کو بھی اہتمام سے بیان کرتے ہیں۔

(۳)بلاغت کے پہلوؤں کو بھی ایک حد تک اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۴)اگر آیت، احکام سے متعلق ہے تو فقہی مسالک کا تذکرہ کرتے ہوئے دلائل کے ساتھ مذہب شافعی کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۵) آیتوں اور سورتوں کے درمیان ربط کو بالالتزام بیان کرتے ہیں۔یہ تفسیر کبیر کی امتیازی خصوصیت اور امام رازی کا ایک مستحسن اقدام ہے۔امام رازی سے پہلے غالباً کسی نے اس پر توجہ نہیں کی،یا کم سے کم اس اہتمام سے اس کو بیان نہیں کیا،وہ اس کو قرآن کا بہت بڑا اعجاز سمجھتے تھے۔خود اپنی تفسیر میں ایک جگہ فرماتے ہیں:أکثر لطائف القرآن مودعة في الترتیبات والروابط(۱)یعنی قرآن کے حکیمانہ نکتوں کا بڑا حصہ اس کے ربط وترتیب میں پوشیدہ ہے۔

(۶)مولانا محمد تقی عثمانی کے بقول:قرآنی آیات اور اسلامی احکام کے اسرار وحکم پر بھی ان کا کلام خوب ہوتا ہے(۱)۔

(۱) التفسیر الکبیر ۱۰/۱۱۳ (سورۂ نساء آیت نمبر ۵۸ کی تفسیر کے ضمن میں)

(۷) آیت سے متعلق سائنسی وفلکیاتی حقائق کو بھی بیان کرتے ہیں۔

(۸) عقائدی معاملات میں اہلِ سنت کے موقف کی توضیح اور باطل فرقوں کی تردید اور اسلام اور تعلیماتِ اسلام پر کیے جانے والے عقلی اور فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی لکھتے ہیں: جب علوم عقلیہ اور فلسفہ یونان کے سحر وافسوں سے سارا عالمِ اسلام مسموم ومسحور نظر آنے لگا تو خدا نے امام فخر الدین رازی جیسا مفسر پیدا کیا، جس نے ان عقلی اور فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دیا، جو ان علوم کے سطحی النظر مقلّد، قرآن مجید کے غیبی حقائق اور ماورائے عقل علوم ومضامین پر وارد کرتے تھے، ان کی تفسیر نے (جس کے ساتھ بہت سے ناقدین نے ناانصافی سے کام لیا ہے) اس مرعوبیت اور احساس کمتری کو دور کرنے میں، بڑی مفید خدمت انجام دی، جس کے بہت سے وہ لوگ شکار ہو گئے تھے، جن کی ایک عمر عقلی علوم کے مطالعے میں گزری تھی، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے ذریعے سے کتنے لوگوں کے ایمان بچ گئے اور کتنے لوگوں کے ایمان میں نئی طاقت وتوانائی پیدا ہو گئی (۲)۔

چوں کہ کلامی اور عقلی مباحث میں کبھی وہ اتنی دور نکل جاتے ہیں کہ دوسری بہت سی غیر ضروری باتیں زیرِ بحث آجاتی ہیں؛ اسی وجہ سے کچھ لوگوں کو یہ کہنے کا موقع ملا: "فيه كل شيء إلا التفسير" یعنی اس میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ موجود ہے، مگر جس نے بھی یہ کہا اس نے امام رازی اور ان کی تفسیر پر سخت ظلم کیا ہے۔ اس کا منشا یا حسد ہے، یا عدم واقفیت، یا روایت پرستی کا غلبہ، یا کسی غیر متعلق بحث کو دیکھ کر پوری تفسیر پر بے جا قیاس اور حکم لگانے میں جلد بازی، جو کسی طرح مناسب نہیں حقیقت یہ ہے کہ جو خالی الذہن ہو کر سنجیدگی سے اس تفسیر کا مطالعہ کرے گا وہ امام رازی کے وفورِ علم، حسنِ بیان، اہلِ سنت کے منہج پر اطمینانِ قلب، اسلام کی حقانیت پر شرحِ صدر اور عقلی طور پر اس کو سمجھانے کا کمال، ان کی فنی مہارت اور تفسیر میں امامت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی اس تفسیر کو بہت سراہا ہے، فرماتے ہیں: "مجھے قرآن کی مشکلات میں کوئی مشکل ایسی نہ ملی جس سے امام رازی نے تعرض نہ کیا ہو، یہ اور بات ہے کہ

---

(۱) علوم القرآن، ص: ۵۰۴ (۲) مقدمہ تفسیر ماجدی، جدید ایڈیشن، جلد اول، ص: ۹-۱۰

بسا اوقات مشکلات کا ایسا حل پیش نہیں کرسکے جس سے دل مطمئن ہو جائے، اور یہ جو اس کے بارے میں کہا گیا ہے "فیہ کل شيء إلا التفسیر" یہ خوامخواہ اس کی حیثیت کو کم کرنا اور اس کے مقام کو گھٹانا ہے، اور شاید یہ ایسے شخص کا قول ہو جس پر روایات کا غلبہ رہا ہو اور قرآن کریم کے نکتوں اور لطائف وعلوم کی طرف توجہ نہ ہو(۱)۔

اس تفسیر کو امام رازی یکمل نہیں کرسکے، بعض کے مطابق: سورہ انبیاء اور صحیح قول کے مطابق: سورہ فتح تک لکھی تھی کہ وفات ہوگئی۔اس کے بعد ان کے مشہور شاگرد قاضی شہاب الدین احمد بن خلیل الخُوَیِّي (متوفی ۶۳۷ھ) نے اس کی تکمیل کی، یا بعض کے مطابق: شیخ نجم الدین احمد بن محمد القرشي المخزومي القمولي (متوفی ۷۲۷ھ) نے اس کا تکملہ لکھا۔لیکن قلم سے قلم اس طرح ملایا ہے کہ امام رازی ہی کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔

یہ تفسیر مصر، ترکی اور بیروت وغیرہ سے بار بار شائع ہو چکی ہے۔

اس کا ایک صاف ایڈیشن دار الکتب العلمیہ بیروت-لبنان سے شائع ہوا ہے ۱۶/ جلدوں میں، اور ہر جلد میں دو اجزا ہیں اور جلد ۳۳ فہارس کی ہے۔اسی طرح ۳۳ جلدوں میں اس سے اچھا ایڈیشن عماد زکی بارودی کی تحقیق کے ساتھ المکتبۃ التوفیقیہ مصر نے شائع کیا ہے، جس میں تخریج حدیث کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

۲-**تفسیر البیضاوی**، اس تفسیر کا اصل نام "أنوار التنزیل وأسرار التأویل" ہے۔اس کے مصنف ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی الشافعی (المتوفی ۶۸۵ھ یا ۶۹۱ھ) ہیں۔یہ متوسط حجم کی ایک بہت مشہور تفسیر ہے۔دراصل کشاف اور تفسیر کبیر کا یہ منقح خلاصہ ہے۔اسی وجہ سے اس میں نحوی واعرابی باتوں اور کلامی مباحث پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔عموماً قراءتوں سے بھی تعرض کرتے ہیں، اور احکام کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ساتھ ساتھ اپنی طرف سے بہت سے لطیف نکتے بھی بیان کیے ہیں۔انھوں نے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ میں پورا زور صرف کیا ہے، چناں چہ یہاں زیادہ غور وفکر کی ضرورت پڑتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ حصہ

(۱) یتیمۃ البیان، ص:۴۳

مدارس اسلامیہ کے نصاب میں شامل کیا گیا کہ اس کے سمجھنے سے بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

یہ تفسیر پہلے پانچ حصوں میں چھپی تھی، اب دو جلدوں میں دارالکتب العلمیہ بیروت سے شائع ہوئی ہے، نیز دار صادر بیروت سے بھی دو جلدوں میں ایک صاف ایڈیشن شائع ہوا ہے، اور ایک اچھا ایڈیشن وائل احمد عبدالرحمٰن کی تحقیق کے ساتھ دار التوفیقیة للتراث، القاہرہ نے شائع کیا ہے، اس سے زیادہ مفید ایڈیشن عبدالرحمٰن الکورائی کی تعلیق کے ساتھ مکتبۃ البشری کراچی سے شائع ہوا ہے۔ کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں دارالمعرفہ بیروت لبنان سے شائع ہوا ہے (الطبعۃ الأولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)

۳-تفسیر النسفی، اس کا پورا نام "مدارك التنزيل و حقائق التاويل" ہے۔ اس کے مصنف ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی (المتوفی ۷۰۱ھ) ہیں۔ اللہ نے امام نسفی کے علوم میں برکت عطا فرمائی، ان کی متعدد تصانیف کی طرح ان کی یہ تفسیر بھی اہل علم میں متداول رہی اور اس کو ایک مقام حاصل رہا۔ متعدد مشائخ چشت کے یہاں اس کے درس کا اہتمام تھا۔ یہ دراصل کشاف اور بیضاوی کا خلاصہ ہے۔ اس میں وہ اعرابی حالتوں اور بلاغت کے نکتوں کے ساتھ قراُتوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ فقہی احکام کی بھی وضاحت کرتے ہیں اور ہر جگہ جامعیت اور اختصار کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اسرائیلیات سے حتی الامکان دامن بچایا ہے۔ نیز اس کا ایک امتیاز یہ ہے کہ مختلف اقوال سے تفسیر کو گراں بار کرنے کے بجائے عموماً ایک قول راجح کو بیان کرتے ہیں۔

یہ تفسیر متوسط حجم کی چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے، ایک ایڈیشن پانچ جلدوں میں بھی شائع ہوا ہے، نیز دارالکتب العلمیۃ بیروت نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ (۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء) اور اس کا ایک اچھا ایڈیشن عبدالمجید طعمہ حلبی ۲۰۰ء)۔

۴-تفسیر النیسابوری، اس کا اصل نام "غرائب القرآن و رغائب الفرقان" ہے۔ اس کے مصنف نظام الدین حسن بن محمد بن الحسین النیسا پوری المعروف

بالنظام الاعرج المتوفی بعد ۷۳۰ھ ہیں(۱)۔

ان کے پیش نظر جیسا کہ ان کی تفسیر کے مقدمے سے معلوم ہوتا ہے دراصل یہ تھا کہ تفسیر کبیر کا ماحصل اختصار کے ساتھ پیش کریں، مگر انھوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ تفسیر کشاف اور دوسری تفاسیر میں جو فوائد تھے ان کو بھی جمع کیا اور اپنی طرف سے بہت سے نکات کا اضافہ کیا اور تفسیر کو مفید سے مفید بنانے کی پوری کوشش کی۔ ان کا منہج یہ ہے کہ آیتیں ذکر کرنے کے بعد پہلے قرائتوں کا تذکرہ کرتے ہیں، پھر اوقاف کا بیان کرتے ہیں، پھر تفسیر شروع کرتے ہیں، اس میں پہلے وہ اہتمام کے ساتھ آیتوں کے مابین ربط کو بیان کرتے ہیں، پھر بہت خوبی کے ساتھ آیت کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ اور احکام سے متعلق آیت ہو تو سب مسالک کے دلائل بیان کرتے ہیں اور پوری طرح اس سے بحث کرتے ہیں۔ اور امام رازی کی طرح کلامی اور فلکیاتی بحث بھی متعلقہ آیات میں وضاحت سے کرتے ہیں۔ وہ چوں کہ تصوف اور روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے جگہ جگہ وعظ و نصیحت سے بھی کام لیتے ہیں۔ فی الجملہ یہ بہت مفید تفاسیر میں ہے۔

قابل ذکر ہے کہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کے مصنف شیعہ تھے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، بلکہ ان کی تفسیر سے ان کا سُنّی ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔ وہ کلامی مباحث میں ہر جگہ اہلِ سنت کی تائید کرتے ہیں اور بعض آیتوں کے ضمن میں شیعوں کی تردید بھی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین الذھبی نے اس کا جائزہ لیا ہے(۱)۔

اور ان کی تفسیر کے خاتمے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شافعی مسلک کے پیرو تھے،

---

(۱) سنۂ وفات میں شدید اختلاف ہے، صاحب کشف الظنون نے ۷۲۸ لکھا ہے، بروکلمان نے ۷۱۰ بتایا ہے (دیکھیے تذکرۂ مفسرین ہند جلد اول ص:۸) علامہ زرکلی نے ۸۵۰ھ کے بعد لکھا ہے۔ صاحب روضات الجنات نے بھی نویں صدی کے علماء میں ان کو شمار کیا ہے۔ (دیکھیے التفسیر والمفسرون ۱/۲۱۲) کحالہ نے دو جگہ تذکرہ کیا ہے: ایک جگہ حسن الاعرج کے نام سے، وہاں سنہ وفات کی جگہ پر لکھا ہے: کان حیاً ۸۲۸ھ۔ (معجم المولفین ۱/۵۸۵)، اور ایک جگہ حسن النیساپوری کے نام سے، وہاں لکھا ہے: کان حیاً ۸۱۱ (ایضاً، ۱/۵۹۱)، تفسیر نیساپوری کے بعض نسخوں کے اخیر میں خود مصنف کے قلم سے تاریخ تکمیل محرم ۷۲۸ لکھی ہوئی ہے، اور دولت آباد میں اس کا ایک نسخہ لکھنے کی تاریخ اوائل صفر ۷۳۰ لکھی ہوئی ہے۔ (دیکھیے نسخہ مطبوعہ ۱۲۸۰ھ) جس سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک زندہ تھے۔ اندازاً اسی کے آس پاس ان کا انتقال ہوا ہوگا! واللہ اعلم۔

اس لیے کہ انھوں نے احکام کے سلسلے میں خاص طور پر شرح الوجیز للرافعی سے استفادے کا تذکرہ کیا ہے، جو فقہ شافعی کی بہت مشہور اور معتبر کتاب ہے۔

۵۔ تفسیر الجلالین ، یہ تفسیر شیخ جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی (المتوفی ۸۶۴ھ) اور شیخ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) کی مشترک تصنیف ہے۔ شیخ جلال الدین محلی نے سورہ ''کہف'' سے ''الناس'' تک لکھی، پھر ''سورہ فاتحہ'' کی تفسیر لکھی، اس کے بعد ان کا انتقال ہوگیا، کچھ عرصے کے بعد ان کے شاگرد رشید علامہ جلال الدین سیوطی نے سورہ بقرہ سے سورہ اسراء تک تفسیر لکھ کر اس کو مکمل کیا۔ یہ تفسیر دونوں جلالوں کا ایک عظیم کارنامہ اور اختصار نویسی کی ایک مثال ہے۔ شیخ جلال الدین محلی کو اللہ تعالیٰ نے حلِ مطالب کے ساتھ اختصار وایجاز کے ساتھ لکھنے کی عجیب قدرت عطا کی تھی۔ ان کی فقہ واصول کی کتابیں بھی اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ سیوطی کو اللہ تعالیٰ نے متعدد کمالات اور ذہنِ رسا سے مالا مال کیا تھا، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے اپنے شیخ کے قدم بقدم چلنے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ دونوں حصوں میں کوئی خاص فرق نہیں محسوس ہوتا۔

اس تفسیر کا امتیاز یہ ہے کہ راجح ترین قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور ضروری حد تک نحوی واعرابی حالت کا بیان کیا گیا ہے۔ اور مشہور قراٗتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس خوبی کے ساتھ کہ پڑھنے والا لغت واعراب اور معنی کی توضیح کے سلسلے میں، پڑھتے ہوئے بغیر کسی خاص رکاوٹ کے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اطمینان کا سانس لیتا ہے اور اس کے مصنفین کے کمال کا اعتراف کرنے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے۔

یہ تفسیر پوری دنیا میں رائج ہے اور برصغیر کے بہت سے مدارس میں داخلِ نصاب بھی ہے۔ اس پر متعدد حواشی لکھے گئے ہیں، جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

---

(۱) دیکھیے التفسیر والمفسرون ۱/۲۱۵-۲۱۶

چھٹی فصل

روایت ودرایت کی جامع دو اہم تفسیریں

اب یہاں ہم دو اہم تفسیروں کا ذکر کرتے ہیں، جن کے مصنفین نے روایت ودرایت دونوں سے کام لیا ہے:

۱-تفسیر الشوکانی ،جس کا پورا نام "فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير" ہے۔اس کے مصنف مشہور عالم علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی الیمانی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) ہیں۔

کتاب کا نام خود بتاتا ہے کہ یہ تفسیر روایت ودرایت دونوں کی جامع ہے، شوکانی نے اپنی تفسیر میں ابن جریر، ابن عطیہ، قرطبی، ابن کثیر، زمخشری اور رازی کا حوالہ دیا ہے، اور نقلِ روایت میں کلی طور پر سیوطی کا سہارا لیا ہے۔

ان کا منہج یہ ہے:

۱- ہر سورت کے آغاز میں پہلے فضائل یا نزول کے سلسلے میں وارد احادیث وآثار نقل کرتے ہیں۔

۲-ائمہ لغت کے حوالے سے لفظ کے معنی بتاتے ہیں۔اس سلسلے میں اشعار عرب سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

۳-معنی کی توضیح میں راجح قول پہلے نقل کر کے صحابہ وتابعین اور دیگر ائمہ تفسیر کے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں۔

۴- اختصار کے ساتھ وجوہِ اعراب کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔ اور بلاغت کے پہلوؤں کو بھی واضح کرتے ہیں۔

۵-قرأتوں پر بھی توجہ دی ہے۔

۶- عقائد کے سلسلے میں عموماً ائمہ سلف کی پیروی کرتے ہیں، مگر کبھی تاویل کا بھی سہارا لیا ہے۔ معتزلہ کی خوب خبر لی ہے، جہاں بھی زمخشری نے اپنے رجحان کے مطابق تاویل کی ہے تو اس کی سخت تردید کی ہے۔

۷- وہ اپنے تئیں مجتہد سمجھتے ہیں، اس لیے احکام و مسائل میں کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ ائمہ فقہ کے مختلف اقوال نقل کر کے کسی ایک کو ترجیح دیتے ہیں۔

۸- اخیر میں زیر بحث آیت سے متعلق روایات جمع کرتے ہیں۔ خواہ مرفوع ہوں یا موقوف۔

شوکانی کا اصل تعلق زیدیہ فرقے سے تھا، جو اہل سنت سے قریب تر شیعوں کا ایک فرقہ ہے؛ لیکن انھوں نے کلی طور پر اس سے براءت ظاہر کی تھی جیسا کہ ان کی تفسیر سے اندازہ ہوتا ہے۔ وہ حضراتِ شیخین کا اسی طرح ادب واحترام سے تذکرہ کرتے ہیں جس طرح اہل سنت کرتے ہیں اور متعہ وغیرہ مسائل میں شیعوں کی سخت تردید کی ہے۔ اور شیعہ جن آیتوں سے ولایت وغیرہ مسائل پر جو استدلال کرتے ہیں اس کو انھوں نے بالکل درخورِ اعتنا نہیں سمجھا۔ ان خصوصیات کے باوجود اس تفسیر کے بعض کمزور پہلو بھی ہیں:

ایک یہ کہ وہ اگر چہ حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں، مگر اس کے باوجود بعض شدید الضعف، باطل اور موضوع احادیث کو بھی بغیر کسی تنبیہ کے ذکر کیا ہے۔ عبدالرزاق المھدی نے اپنی تحقیق والے نسخے کے مقدمے میں ان احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ جن آیات میں قرآن کریم نے مشرکین کی اپنے آباء واجداد کی اندھی تقلید پر مذمت کی ہے، وہ ان تمام موقعوں کو فروعی مسائل میں ائمہ کی تقلید کرنے والوں پر منطبق کرتے ہیں، اور انھیں خوب آڑے ہاتھوں لیتے ہیں اور ان کی زبان تیز ہو جاتی ہے۔ یہ طرز شوکانی جیسے عالم جو قرآن وحدیث اور فقہ واصول کے مسلم امام ہیں اور جو تقلید ائمہ کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں، ان کے بالکل شایانِ شان معلوم نہیں ہوتا۔ اگر چہ یہاں بھی ان کا جذبۂ اخلاص اور داعیانہ مزاج ہی کارگر نظر آتا ہے، مگر ان آیتوں کے ضمن میں یہ بحثیں آیتوں کو اصلی مفہوم سے پھیر دینے کے مرادف ہیں۔ نیز بعض مسائل میں بھی انھوں نے جمہور سے ہٹ

کریا منفرد رائے اختیار کی ہے، جن کا شیخ محمد حسین الذہبی نے تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔(۱)

ان باتوں سے قطعِ نظر یہ ایک مفید تفسیر ہے جس سے بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔
اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ایک بہترین ایڈیشن عبدالرزاق المھدی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتاب العربی بیروت- لبنان نے چھ جلدوں میں شائع کیا ہے، چھٹی جلد فہارس پر مشتمل ہے۔ (الطبعۃ الأولیٰ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) انھوں نے احادیث پر حکم لگانے کے ساتھ مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے اور اچھی تخریج کی ہے۔

اس سے اچھا ایڈیشن دکتور عبدالرحمٰن عمیرہ کی تحقیق کے ساتھ دارالوفاء، المنصورہ- مصر سے شائع ہوا ہے، جس میں دوسری باتوں کی بھی تحقیق کی گئی ہے (دوسرا ایڈیشن ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء) یعنی اس کے کم سے کم دو ایڈیشن عبدالرزاق المہدی کی تحقیق سے پہلے شائع ہو چکے تھے۔ جس کا بظاہر ان کو علم نہ ہو سکا۔ واللہ اعلم.

۲- **روح المعانی، للآلوسی**، جس کا پورا نام "روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی" ہے۔ مصنف کا مکمل نام شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی الآلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) ہے۔

متاخرین کی تفسیروں میں یہ سب سے جامع تفسیر ہے۔ تفسیر سے متعلق کوئی چیز نہیں چھوڑی جو اس میں انھوں نے شامل نہ کی ہو، اسی وجہ سے بعضوں نے اس کو تفسیر کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے۔ اس کا منہج اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:

۱- اسباب نزول بیان کرتے ہیں۔

۲- قرآنی مفردات کی پوری تشریح کرتے ہیں اور اس کے لیے بکثرت اشعار سے استشہاد کرتے ہیں۔

۳- متواتر اور غیر متواتر اکثر قرائتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۴- سورتوں اور آیتوں کے درمیان باہمی ربط کی وضاحت کرتے ہیں۔

---

(۱) دیکھیے التفسیر والمفسرون ۲/ ۲۰۵-۲۱۰

۵-تفسیرِ آیات کے سلسلے میں وارد اکثر احادیث و آثار کا ذکر کرتے ہیں۔

۶- عقائد اور کلامی مباحث میں اہل سنت کا موقف واضح کرتے ہوئے شیعہ اور معتزلہ اور دوسرے مخالفین کی سخت تردید کرتے ہیں۔

۷-فقہی احکام کے سلسلے میں بغیر کسی تعصب کے تمام فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہیں اور کبھی دلائل کی روشنی میں کسی رائے کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ اپنے مذہب حنفی کے خلاف کیوں نہ ہو(۱)

۸-فلکیاتی مباحث بھی وسعت سے بیان کرتے ہیں۔

۹-نحوی مسائل میں استیعاب سے کام لیتے ہیں، اور ضروری حد سے آگے نکل جاتے ہیں، اس طرح کہ تفسیر میں اس کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی؛ بلکہ بعض نحوی مسائل یہاں اس تفصیل سے ملتے ہیں کہ عام نحو کی کتابوں میں بھی ان کا ذکر نہیں ملتا۔

۱۰- اسرائیلی روایتوں کی سخت تنقید کرتے ہیں، اور کبھی بیان بھی کرتے ہیں تو تردید کے لیے، اور ان مفسرین کی بھی خبر لیتے ہیں جنھوں نے بغیر جرح ونقد کے ان کو نقل کیا ہے۔

۱۱- سابقہ تفاسیر سے نقل سے بھی بہت کام لیا ہے مگر یہ نقلِ محض نہیں بلکہ اپنی پوری صلاحیت استعمال کر کے ان پر تحقیقی نظر ڈالتے ہیں اور تردید یا تائید کرتے ہیں۔

۱۲-اخیر میں تصوف وسلوک کا کوئی اشارہ کسی آیت سے ملتا ہو تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں۔

اس طرح کوئی اہم پہلو اس تفسیر میں نہیں چھوٹا۔

اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ دار الکتب العلمیہ بیروت اور دار الحدیث قاہرہ کی طباعتیں بھی اچھی ہیں، مگر سب سے اچھا تحقیقی ایڈیشن مؤسسۃ الرسالۃ العالمیۃ بیروت نے تیس جلدوں میں شائع کیا ہے۔(۲۰۱۰ء)

(۱) علامہ آلوسی حنفی تھے، ان کی تفسیر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے؛ جب کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے، لیکن بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔

ساتویں فصل

صوفیانہ تفسیر اشاری، اس کا حکم اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

قرآن کے سرسری معنی عربی زبان کی معرفت سے معلوم ہوتے ہیں، اس کو تفسیر باللفظ کہہ سکتے ہیں، پھر لفظ کی حقیقت پر غور کر کے اور اس کی تہ تک پہنچ کر مزید مفہوم کھل سکتا ہے، اور تفسیر کے لیے ضروری علوم سے واقفیت کے ساتھ تدبر سے کام لے تو حقیقی مفہوم تک رسائی ہوتی ہے اور یہی دراصل قرآن کی تفسیر ہے، یہی سلف کا طرز عمل تھا۔ اسی طرح کبھی الفاظ میں اور کبھی نظم قرآن پر غور ر نے سے کسی اچھی بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے اور ذہن وہاں منتقل ہوتا ہے، اس کو اصطلاح میں تفسیر اشاری کہتے ہیں، یہ جو حدیث میں آیا ہے: لکل آیة منها ظهر و بطن (۱) یعنی قرآن کی ہر آیت کا ایک ظاہری معنی ہوتا ہے اور ایک پوشیدہ، اکثر علماء کے نزدیک بطن کا مطلب حقیقی معنی تک رسائی ہے، جو صرف الفاظ کے معنی جاننے سے نہیں ہوتی، بلکہ علماء جن کی حقیقت جانتے ہیں؛ تاہم ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے اس سے مراد وہ پوشیدہ معانی ہیں جو اربابِ حقائق پر منکشف ہوتے ہیں۔ سیوطی نے اس سلسلے میں متعدد اقوال نقل کیے ہیں (۲)۔

بہر حال اہل تصوف اور ارباب سلوک و معرفت نے اپنے ذوق و وجدان سے قرآن کریم سے بہت سے لطیف اشارات اور دقیق نکتے نکالے ہیں جن کو مشروط طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ چار شرطوں کے ساتھ اس نکتہ آفرینی میں کوئی حرج نہیں:

۱- یہ مفہوم آیت کے اصل مفہوم کے خلاف اور برعکس نہ ہو۔

۲- اصل کے لحاظ سے بات بھی صحیح ہو۔

---

(۱) أخرجه ابوعبيد في فضائل القرآن، (ص: ۴۴) والطبراني في الكبير (۱۰/ ۱۰۶، رقم ۱۰۱۰۷) والبزار (۵/ ۴۴۲ رقم ۲۰۸۱) وابويعلى (۴/ ۳۹۵ و ۴۸۱ رقم ۵۱۲۷ ورقم ۵۳۸۱) وابن حبان (۱/ ۲۷۶ رقم ۷۵) والبغوي شرح السنة (۱/ ۲۱۴ رقم ۱۲۲ (۲) دیکھیے الاتقان، ص: ۸۷۳۔

۳- لفظ میں اس کا اشارہ ہو۔

۴- اس مفہوم اور آیت کے معنی میں جوڑ ہو۔

اگر یہ چاروں باتیں پائی جائیں تو یہ بہت اچھا استنباط ہے (۱)۔

اور دوسرے علماء نے اس کی شرطوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

۱- تفسیر اشاری، ظاہری معنی کے منافی نہ ہو۔

۲- اس کی تائید میں کوئی شرعی دلیل ہو۔

۳- اس کے مقابلے میں کوئی شرعی یا عقلی دلیل نہ ہو۔

۴- یہ خیال نہ ہو کہ تفسیر اشاری ہی مراد ہے، ظاہری معنی مراد نہیں ہیں (۲)۔

معلوم ہونا چاہیے کہ باطنیہ اور ملاحدہ نے اپنے رجحان کے مطابق قرآن کریم کو اسرار و اشارات کی حامل کتاب قرار دے کر بے سروپا باتیں بیان کی ہیں، اس سے بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہوئے اور اہل تصوف کے مستنبط کردہ ان قابل قبول اشاروں کو بھی باطل قرار دینے لگے، جب کہ اہل حق اصحاب معرفت اور اہل باطل باطنیہ اور ملاحدہ کے درمیان بنیادی فرق ہے، باطنیہ ان اشارات کو اصل مراد الٰہی قرار دیتے ہیں اور اصل معنی سے انکار کرتے ہیں، جب کہ اربابِ تصوف و معرفت ظاہری معنی ہی کو اصل قرار دیتے ہیں، اور ان نکتوں کو ضروری امور پر تنبیہ کے لیے صرف اشارے سمجھتے ہیں، علامہ آلوسی ان دونوں نقطہائے نظر کے درمیان فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأما كلام السادة الصوفية في القرآن فهو من باب الإشارات إلى دقائق، تنكشف على أرباب السلوك، ويمكن التطبيق بينها وبين الظواهر المرادة، وذلك من كمال الإيمان ومحض العرفان، لا أنهم اعتقدوا أن الظاهر غير مراد أصلاً وأنما المراد الباطن فقط، إذ ذاك اعتقاد الباطنية الملاحدة، توصلوا به إلى نفي الشريعة بالكلية، وحاشا ساداتنا من ذلك؛ كيف وقد حضوا على حفظ التفسير الظاهر، وقالوا لا بد منه أولاً، إذ لا يُطمع

(۱) دیکھیے التبیان فی أقسام القرآن، ص: ۷۹ (۲) دیکھیے التفسیر والمفسرون ۲/۲۶۳

فی الوصول إلی الباطن قبل إحکام الظاهر، ومن ادعی فهم أسرار القرآن قبل إحکام الظاهر فھو کمن ادعی البلوغ إلی صدر البیت قبل أن یجاوز الباب (۱)۔

یعنی قرآن کے سلسلے میں صوفیہ کا کلام لطیف اشارات کی قبیل سے ہے، جو ارباب سلوک پر منکشف ہوتے ہیں، اور وہ اشارات قرآن کے ظاہری معانی پر منطبق کیے جاسکتے ہیں۔ یہ کمالِ ایمان اور حقیقی معرفت کے آثار ہیں۔ ان حضرات کا یہ خیال نہیں کہ ظاہری معانی مراد نہیں اور صرف باطنی معانی مراد ہیں، ایسا عقیدہ تو ملحدینِ باطنیہ کا ہے، جس سے وہ کلی طور پر شریعت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اور ہمارے یہ بزرگ ان سے بالکل بری ہیں، انھوں نے خود ظاہری تفسیر کو جاننے اور اس کو محفوظ کرنے پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ سب سے پہلے یہ ضروری ہے، اس لیے کہ ظاہری تفسیر جس کو اچھی طرح معلوم نہ ہو وہ باطنی معنی کی طرف رسائی نہیں حاصل کرسکتا، اور جو ظاہری تفسیر میں پختگی سے پہلے قرآن کے اسرار کو سمجھنے کا دعویٰ کرے تو وہ ایسا ہی ہے جو دروازے سے گزرے بغیر گھر میں داخل ہونے کا دعویٰ کرے (۲)۔

تفسیر اشاری کی اہم سب سے قدیم کتابوں میں سہل بن عبداللہ التُستری (المتوفی ۲۸۳ھ) کی "تفسیر القرآن العظیم" ہے۔ اس کے مصنف کبارِ عارفین میں اور مشہور اور صاحب کرامات بزرگوں میں تھے۔ یہ کتاب ایک جلد میں چھپی ہے۔

دوسری مشہور کتاب ابوعبدالرحمٰن السلمی (محمد بن الحسین المتوفی ۴۱۲ھ) کی "حقائق التفسیر" ہے۔ اس کے مصنف سلوک ومعرفت کی چوٹی پر فائز ہونے کے ساتھ اپنے زمانے میں حدیث کے بھی بڑے مشہور علماء میں تھے، اسی طرح ان کا شمار کبار مصنفین میں ہوتا ہے۔ ان کی یہ کتاب ایک جلد میں چھپی ہوئی ہے۔

تیسری کتاب شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (محمد بن علی الحاتمی المتوفی ۶۳۸ھ) کی ہے، جو تفسیر ابن عربی کے نام سے دو جلدوں میں چھپی ہے، ابن عربی نہایت مشہور علماء وصوفیہ میں تھے، مگر منحرف نظریہ وحدۃ الوجود کے حامل اور داعی ہونے کی وجہ سے ان کی شخصیت ہمیشہ متنازع فیہ رہی۔

---

(۱) روح المعانی ۱/۷ (۲) سیوطی نے بھی متعدد علماء سے اس فرق کو نقل کیا ہے۔ دیکھیے الاتقان، ص: ۸۷۱-۸۷۴

شیخ محمد حسین ذہبی کی تحقیق کے مطابق: یہ تفسیر ان کی نہیں، بلکہ عبدالرزاق القاشانی (المتوفی ۷۳۰ھ) کی ہے(۱)۔

ان میں تستری کی تفسیر تو کچھ غنیمت ہے، اس لیے کہ وہ کبھی آیت کے ظاہری معنی بھی بیان کرتے ہیں۔ سلمی نے ساری توجہ تفسیر اشاری پر مبذول کی ہے اور تفسیر ظاہری کو نہیں چھیڑا۔ تفسیر ابن عربی سب سے خطرناک ہے، انھوں نے ظاہری معنی سے بالکلیہ اعراض کیا ہے، اور اپنے خیال کے مطابق ایسی ایسی باتیں بیان کی ہیں جن کی توجیہ وتاویل مشکل ہے، بہر حال اس طرح کی تمام تفاسیر سے احتیاط کرنی چاہیے؛ تاکہ ہم جادۂ شریعت اور منہج سلف سے دور نہ ہوں۔

امام ابن الصلاح سے قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلے میں صوفیہ کے کلام سے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے جواب دیا: امام ابوالحسن واحدی نے فرمایا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن السلمی نے حقائق التفسیر لکھی ہے اگر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہوں، کہ یہ تفسیر ہے تو انھوں نے کفر کیا، اس کو نقل کرکے ابن الصلاح لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ان میں جو قابل اعتماد حضرات ہیں، ان کے بارے میں یہی گمان ہے کہ انھوں نے اس طرح کی باتیں جو ذکر کی ہیں، وہ بطور تفسیر بیان نہیں کیں، اگر ایسا ہے تو وہ باطنیہ کے راستے پر ہیں؛ لیکن ایسا نہیں ہے، بلکہ ایک نظیر سے دوسری نظیر جو سمجھ میں آتی ہے اس انداز سے انھوں نے ذکر کیا ہے، مثلاً يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَـٰتِلُوا۟ ٱلَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ ٱلْكُفَّارِ (۲) میں آس پاس کے کفار سے قتال کا ذکر ہے، اس نظیر سے انھوں نے کہا: اسی طرح ہمیں نفس سے جو ہمارا دشمن ہے اور قریب ہے، لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود کاش وہ اس طرح کا تساہل اختیار نہ کرتے، اس لیے کہ اس سے تشویش پیدا ہوتی ہے اور بات کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے!!(۳)۔

مولانا محمد حنیف ندوی صوفیہ کی تفسیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک صوفیہ کا وہ گروہ بہر حال قابل قدر ہے جس نے اس روح اور باطن تک رسائی حاصل کرکے ان معارف کی نشان دہی کی، جن پر ایک عام عالم کی نظریں نہیں پڑتیں، اور ان معارف کو اپنے عمل وکردار میں سموکر مکارمِ اخلاق کی بلند تر چوٹیوں کو سر کیا؛ لیکن یہ اسی

(۱) دیکھیے التفسیر والمفسرون ۲/۲۸۰-۲۸۱ (۲) التوبہ: ۱۲۳ (۳) دیکھیے فتاوی ابن الصلاح، ص: ۱۹۶-۱۹۷

وقت ہوسکا جب ان کو معارفِ کتاب وسنت کی کسوٹی پر جانچا گیا اور دیکھا گیا کہ ظاہر و باطن میں فرق صرف اصطلاح کا ہے، ورنہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے سے وابستہ اور ایک دوسرے کے مؤید اور شارح ہیں، یا ایک ہی سوتے کے دو دھارے ہیں، جو الگ الگ بہنے کے باوجود ایک ہی سمت اور منزل کی جانب رواں دواں ہیں؛ لیکن جب ان معارفِ باطنہ کو کتاب اللہ اور سنت کی شاہ راہ سے ہٹ کر پیش کیا گیا، تو وہ نہ صرف معارف نہ رہے، بلکہ کھلا ہوا الحاد قرار پائے، یہی وجہ ہے امام واحدی نے جب سُلمی کی ''حقائق التفسیر'' دیکھی تو پکار اٹھے: جو شخص اس کو تفسیر سمجھتا ہے وہ کفر کا مرتکب ہوا(۱)۔

بہر حال نیسا پوری نے اپنی تفسیر غرائب القرآن میں اور آلوسی نے روح المعانی میں اس طرح کے جو نکتے بیان کیے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

حضرت تھانوی نے اس سلسلے میں مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''مسائل السلوك من كلام ملك الملوك'' ہے۔ یہ کتاب عربی میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ''رفع الشکوک'' کے نام سے ہے۔ یہ دونوں کتابیں تفسیر بیان القرآن کے حاشیے پر چھپی ہیں۔ حضرت تھانوی نے بڑی احتیاط سے کام لیتے ہوئے تفسیر میں اس طرح کے نکتوں اور اشاروں کو چھیڑا ہی نہیں، تاکہ عوام اس کو کہیں تفسیر نہ سمجھ لیں، بلکہ الگ سے کتاب لکھی، تاکہ فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھائیں۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے انھی میں سے کچھ لطیف نکتے مرشد تھانوی کے نام سے اپنی تفسیر میں بیان کیے ہیں (۲)۔

---

(۱) ترجمان القرآن، جلد سوم، مرتبہ مولانا محمد عبدہ، از مقدمہ مولانا محمد حنیف ندوی، ص: ۱۰-۱۱

(۲) محمد حسین ذہبی نے تفسیر اشاری کی اقسام، اس کی بنیاد، حقیقت اور حکم کے بارے میں بہت تفصیل اور وضاحت سے لکھا ہے، تفسیر تستری اور حقائق التفسیر سے مثالیں بھی دی ہیں، اور ابن عربی کی تفسیر کے بارے میں بہت مفصل لکھا ہے، اور اس سلسلے میں مزید دو کتابیں: ''غرائس البیان فی حقائق القرآن'' لابی محمد روزبهان بن أبی النصر البقلی الشیرازی الصوفی (المتوفی ۶۶۶ھ) اور ''التاویلات النجمیه'' نجم الدین دایہ (المتوفی ۶۵۴) وعلاء الدولہ السمنانی (المتوفی ۷۳۶ھ) کا تعارف کرایا ہے، اس پوری بحث کے لیے دیکھیے ان کی کتاب التفسیر والمفسرون ۲/ ۲۳۶-۲۹۱

آٹھویں فصل

عصر حاضر کی چند اہم تفسیریں

اس عنوان کے تحت ہم نے ان چند اہم تفسیروں کا ذکر کیا ہے جو ادھر پچاس ساٹھ سال کے عرصے میں لکھی گئیں۔ چوں کہ ہمارا یہ زمانہ تغیرات اور تجددات کا ہے۔ مغربی تہذیب کے اثر سے یا آزادی فکر کے نتیجے میں نت نئے خیالات اور طرح طرح کے افکار معاشرے میں چھائے ہوئے ہیں۔ متعدد تفسیریں بھی ان کے زیر اثر لکھی گئیں، یا بالفاظ دیگر بعض تفسیروں میں ان کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ ایسی تفسیریں بھی فوائد سے خالی نہیں ہوتیں۔ مگر ہم نے ایسی تفسیروں کے ذکر سے گریز کیا ہے اور ان چند اہم تفسیروں کا ذکر کیا ہے جو عموماً مسلک جمہور کی تابع ہیں۔ ویسے ہر شخص کی ہر رائے کا موافقِ حق وصواب ہونا، یا ہمارا اس کو ماننا ضروری نہیں ہے، لیکن عمومی فوائد کے پیش نظر ان کا ذکر یہاں بہت مناسب معلوم ہوا:

۱-تفسیر السعدی: اس کا پورا نام تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر الکلام المنان ہے۔ اس کے مصنف شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی التمیمی (المتوفی:۱۳۷۶ھ) ہیں جو ماضی قریب میں سعودی عرب کے بہت ممتاز علماء میں تھے۔ تفسیر سے متعلق کسی بھی علمی بحث میں الجھے بغیر متوسط حجم کی ممتاز تفسیروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

(۱) انھوں نے آسان زبان میں قرآن کریم کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور بہت خوب کوشش کی ہے۔

(۲) عقائد کے معاملے میں متاخرین کے انداز سے قطع نظر منہج سلف کی پیروی کی ہے۔

(۳) اعرابی، کلامی اور فقہی تمام مباحث میں حتی الامکان اختلافات سے گریز کیا ہے۔

(۴) جگہ جگہ قرآن کریم میں اپنے گہرے غور وفکر کا ثبوت دیتے ہوئے قیمتی فوائد کا استنباط کیا ہے۔

(۵) تربیتی پہلو پر خصوصی طور پر زور دیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ انھوں نے طوالت سے بچتے ہوئے قرآن کریم کو کتاب ہدایت اور دستور حیات کے طور پر پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

یہ تفسیر پہلے المکتبہ السّلفیہ مصر سے آٹھ جلدوں میں چھپی تھی، پھر شیخ محمد زہری نجار کی تصحیح کے ساتھ شائع ہوئی، ان کی تصحیح والا نسخہ حکومت سعودیہ (الرئاسة العامة للإفتاء والدعوة والإرشاد) نے اور پھر وزاة الاوقاف قطر نے بھی دو جلدوں میں شائع کیا۔ مگر ان سب طباعتوں میں فاش غلطیاں اور تحریفات تک ہوئی ہیں۔ اس کا سب سے صحیح اور تحقیقی ایڈیشن جو مصنف کے نسخے کے مطابق ہے، وہ ہے جو عبدالرحمٰن بن معلا اللویحق المطیری کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ بیت السلام، الریاض نے ایک جلد میں شائع کیا ہے (الطبعۃ الأولی: ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۱۰)۔

محقق نے اپنے مقدمے میں سابقہ ایڈیشنوں کی غلطیوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔

۲- فی ظلال القرآن، اس کے مصنف مشہور اخوانی عالم و رہنما، اسلامی ادیب و مفکر سید قطب الشہید ہیں۔ ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں مصر کی ظالم و جابر اور بددین بلکہ مخالفِ دین حکومت کے ہاتھوں انہوں نے شہادت پائی۔

اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے نہایت اعلیٰ ادبی پیرایے میں پورے قرآن مجید کی ترجمانی کی ہے۔

ان کا طریقہ یہ ہے کہ سورت کے شروع میں اس کے اصل موضوع اور بنیادی مضامین اور اس کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہیں، پھر ہر مضمون پر مشتمل ٹکڑے کی توضیح کرتے ہیں، اور ہر اگلے ٹکڑے کو پچھلے ٹکڑے کے ساتھ جوڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں اپنے خاص نہایت موثر ادبی اسلوب اور طاقت ور زبان میں کرتے ہیں۔ پھر آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ اس دوران قرآنی قصص و امثال، مشرکین کے احوال، انسان کی نفسیاتی کیفیات، جنت جہنم کے مناظر، سب کی ایسی تصویر کشی کی ہے کہ

قاری پڑھ کر جھوم جائے اور قرآنی زبان کی طاقت اور اس کے اسلوب بیان کی عظمت اس کے دل میں سما جائے۔ اور قرآن کے کتاب ہدایت اور اسلام کے ہر جگہ اور ہر زمانے میں قابلِ عمل اور باعثِ نجات ہونے پر اس کے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ بقول مولانا سید سلمان حسینی ندوی: کہنا چاہیے کہ اس تفسیر میں سید قطب کے جگر کا خون اس طرح شامل ہے اور زبان و بیان کے ساحرانہ ملکہ کی ایسی بلا کی تاثیر اس میں پیدا ہو گئی ہے کہ اس کا قاری صرف علمی اور تحقیقی ٹھنڈی تفسیر نہیں پڑھتا، بلکہ مضامینِ قرآن کے ساتھ، پہاڑوں پر چڑھتا، وادیوں میں اترتا، گھاٹیوں کو عبور کرتا، فتوحاتِ قرآن سے سرشار ہوتا جاتا ہے، یہ حق ہے کہ اس دور میں اتنی طاقت ور تفسیر نہیں لکھی گئی۔

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر(۱)

اگر اس کا کچھ حصہ مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل کیا جائے تو قرآن میں غور وتدبر کی راہ ہموار ہونے اور ایمانی کیفیات میں اضافہ ہونے کے ساتھ عربی زبان وادب میں بھی پختگی اور کمال پیدا ہو جائے!

یاد رہے کہ سید قطب کے بعض افکار سے بہت سے علماء کو اختلاف ہے۔

یہ تفسیر باریک خط کی چھ ضخیم جلدوں میں دار الشروق قاہرہ و بیروت سے شائع ہوئی ہے، اور اس کے تقریباً چالیس ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

۳-تفسیر ابن عاشور، تفسیر کا پورا نام التحریر و التنویر من التفسیر ہے، اور مصنف مشہور مالکی عالم تونس کے صدر مفتی اور شیخ الاسلام علامہ محمد الطاہر بن عاشور (المتوفی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) ہیں۔

جدید تفاسیر میں عالم عربی میں سب سے زیادہ چلن غالباً اسی تفسیر کا ہے۔

(۱) اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کے اسلوبِ

---

(۱) آخری وحی، جلد اول ص: ۴۰

بیان اور طریقۂ استعمال کی عظمت ہر جگہ اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلاغت کے پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے اور بقول خود ان کے: تفاسیر میں بلاغتِ قرآنی کے تعلق سے جو چیزیں بھی پائی جاتی ہیں وہ سب سے بہتر طریقے پر اس تفسیر میں جمع ہوگئی ہیں۔

(۲) آیتوں کے درمیان ربط کو بیان کرتے ہیں۔

(۳) لفظ کی فصاحت اور جزالت سے بھی انھوں نے بحث کی ہے اور الفاظ کی لغوی تحقیق کے سلسلے میں بہت مفصل کلام کیا ہے۔

(۴) قرأتوں کو بیان کرنے کے سلسلے میں ان کا رجحان یہ ہے کہ جہاں دوسری قرأت سے تفسیر میں فرق پڑتا ہو، وہیں اس کو بیان کیا جائے، ورنہ ان کے نزدیک تفسیر میں قرأتوں کا اختلاف بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) مقاصدِ شریعت اور احکام کے اسرار و حکم کو جگہ جگہ اجاگر کیا ہے۔

(۶) بحیثیتِ فقیہ فقہی احکام کی بھی تفصیل سے وضاحت کرتے ہیں۔

(۷) آیت سے متعلق جدید علمی رجحانات کو بھی بیان کرتے ہیں۔

(۸) آیت کی توضیح کے سلسلے میں جو بھی باتیں، یا جو بھی نکتے ان پر منکشف ہوتے ہیں ان کو ذکر کرتے ہیں، مگر ساری باتیں تواضع کے ساتھ اور سابق مفسرین کے احترام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اس طرح اس تفسیر میں بہت فوائد جمع ہوگئے ہیں (۱)۔

یہ تفسیر الدار التونسیة سے تیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۴- **تفسیر الشعراوی**، شیخ محمد متولی شعراوی (ت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) مصر کے بہت مشہور اور عظیم علماء میں تھے، جن کو تفسیر قرآن کا خاص ذوق عطا ہوا تھا۔

ان کی تفسیر کی خصوصیت کو مختصر لفظوں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کو ہر لحاظ سے معجزہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے:

---

(۱) عبدالقادر محمد صالح نے اپنی کتاب التفسیر والمفسرون فی العصر الحدیث میں بہت تفصیل سے اس تفسیر کے مندرجات اور خصائص کا جائزہ لیا ہے دیکھیے ص: ۱۰۹-۱۵۲

☆ طرز ادا، اسلوب بیان اور بلاغت کلام کے لحاظ سے بھی ہے۔

☆ پیشین گوئیوں کے لحاظ سے بھی۔

☆ علمی تحقیقات کے لحاظ سے بھی۔

انھوں نے ان تمام باتوں کی پوری قوت اور اعتماد کے ساتھ وضاحت کی ہے۔ اس طرح کہ ان کی تفسیر پڑھنے والے کے سامنے کلام الٰہی کی عظمت ہر طرح نمایاں ہوتی ہے۔

خود ان کا خیال یہ ہے کہ یہ عام مفہوم کے لحاظ سے قرآن کی تفسیر نہیں ہے، بلکہ قرآن کریم میں ان کے غور وفکر کے نتائج ہیں (۱)۔

۵- صفوة التفاسیر، اس کے مصنف شیخ محمد علی الصابونی ہیں، جن کا ذکر روائع البیان کے سلسلے میں گزر چکا ہے۔ یہ ایک بہت مشہور اور مفید ترین تفسیر ہے۔ یہ تفسیر تمام اہم سابقہ تفاسیر کا لُبِّ لُباب ہے، جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، روایت ودرایت کی جامع ہے۔ مختلف اقوال میں انھوں نے راجح قول کو اختیار کیا ہے۔

ان کی تفسیر کا منہج یہ ہے:

(۱) بین یدی السورة کے عنوان سے اولاً سورہ کے مضامین پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور اس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

(۲) المناسبة عنوان لگا کر ربطِ آیات کو ذکر کرتے ہیں۔

(۳) اللغة کے تحت مفردات کے معانی اور لفظ کی حقیقت سے بحث کرتے ہیں۔

(۴) پھر سببِ نزول کو بیان کرتے ہیں۔

(۵) التفسیر کا عنوان لکھ کر آیتوں کے پورے معانی کی وضاحت کرتے ہیں۔ اگر احکام سے متعلق آیت ہے تو اس کی بھی توضیح کرتے ہیں۔

(۶) البلاغة کے تحت بلاغت کے لطیف نکتے بیان کرتے ہیں۔

(۷) اخیر میں الفوائد کا عنوان قائم کرکے آیت سے مستنبط علمی فوائد اور نکتوں کو

---

(۱) دیکھیے کتاب مذکور ص: ۲۱۹-۲۴۰

بہت خوبی سے واضح کرتے ہیں۔

اس طرح یہ تفسیر بہت تنقیح کے ساتھ، آیت سے متعلق ہر چیز کو بہت آسان زبان اور عمدہ پیرایۂ بیان میں پیش کرتی ہے۔ کم وقت میں اس سے بہت فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

اس تفسیر کو حسنِ ترتیب اور سلاستِ بیان کی وجہ سے قبول عام حاصل ہوا، اور بڑے بڑے علماء نے اس کو سراہا، اس کے دسیوں ایڈیشن نکلے اور لاکھوں کی تعداد میں عالم اسلام میں اس کی اشاعت کی گئی۔ اب مصنف کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن تین جلدوں میں المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت سے رنگین خوبصورت شائع ہوا ہے۔ (۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵)

۶- **التفسیر المنیر**، جس کا پورا نام ”التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنھج“ ہے۔ اس کے مصنف عالم اسلام کے مشہور عالم وفقیہ شیخ دکتور وھبہ الزحیلی ہیں جن کا ابھی چند دنوں قبل انتقال ہوا۔ (بتاریخ ۸/ ۸/ ۲۰۱۵)

تفسیر کا مقصد اس کے نام سے واضح ہے کہ قرآن کریم سے عقائد وافکار، عمل وکردار اور اخلاق واطوار ہر چیز میں واضح روشنی ملتی ہے۔ اسی بات کو سامنے رکھ کر انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔ اس کا منہج یہ ہے:

(۱) ہر سورت کے آغاز میں تفسیر شروع کرنے سے پہلے ماشتملت علیہ السورۃ کے عنوان سے سورت کے مضامین کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

(۲) سورت کی وجہ تسمیہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، اور اگر فضائل وارد ہوئے ہیں تو ان کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

(۳) پھر ایک موضوع سے متعلق چند آیات کے لیے عنوان قائم کر کے ان کی تفسیر کرتے ہیں۔

(۴) ان مذکورہ آیات میں قراءتوں کا اختلاف ہے تو اس کو بیان کرتے ہیں۔

(۵) نحوی اور اعرابی لحاظ سے آیت کی توضیح کرتے ہیں۔

(۶) پھر بلاغت کے پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔

(۷) مفردات کی تشریح کرتے ہیں۔ اکثر ایک مشکل لفظ کے معنی آسان لفظ میں لکھنے پر اکتفا کرنے کے بجائے وضاحت سے اس طرح لکھتے ہیں کہ آیت کا مفہوم ایک حد تک واضح ہو جاتا ہے۔

(۸) سابقہ آیات سے اس کا ربط بیان کرتے ہیں۔

(۹) پھر التفسیر والبیان کے تحت آسان عبارت میں آیات کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(۱۰) اخیر میں فقه الحیاة أو الأحکام کا عنوان قائم کر کے آیت سے جو تعلیمات اور ہدایات حاصل ہوتی ہیں اور زندگی میں جو سبق ملتا ہے، ان کی تفصیل سے وضاحت کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ اس تفسیر کا سب سے مفید پہلو ہے۔ اس سے ہر ایک یا دو چار آیتوں کے بعد قرآنی ہدایات صاف لفظوں میں قاری کے سامنے آجاتی ہیں، جن سے عملی زندگی میں وہ رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

نیز احکام کا تعلق اگر اختلافی مسائل سے ہے تو نہایت اعتدال کے ساتھ تمام ائمہ کا مسلک مع دلائل بیان کرتے ہیں۔

یہ تفسیر دار الفکر دمشق سے پندرہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، ہر جلد میں دو پارے ہیں۔ سولھویں اور سترھویں جلد مختلف انواع کی فہارس پر مشتمل ہے۔

۷- تفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن، اس کے مصنف شیخ محمد الامین بن عبد اللہ الأرمی العلَوی الھرری الشافعی ہیں، جو ابھی حیات ہیں اور مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں۔

یہ ایک بہت عظیم تفسیر ہے، جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اکثر تفاسیر سے بے نیاز کر سکتی ہے، اس لیے کہ اس میں انھوں نے تمام اہم کتب تفسیر کی ضروری باتوں کو جمع کر دیا ہے، اس کا منہج یہ ہے:

(۱) سب سے پہلے المناسبة کا عنوان قائم کر کے سابقہ آیات سے زیر تفسیر آیات کا

ربط بیان کرتے ہیں۔

(۲) أسباب النزول کے عنوان کے تحت سبب نزول سے بحث کرتے ہیں۔

(۳) التفسیر وأوجه القراءة کا عنوان قائم کر کے قرأتوں کی توجیہ کرتے ہیں اور آیات کی مفصل تفسیر بیان کرتے ہیں، تفسیر کے تحت الگ الگ قصے ہوں تو ان کے لیے الگ سے عنوان قائم کرتے ہیں، تفصیل سے مطلب واضح کرنے کے بعد حاصل المعنی لکھ کر ان آیات کے معنی کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ اس تفسیر کا سب سے اہم حصہ ہے۔

(۴) الإعراب کے تحت تفصیل سے اعراب بیان کرتے ہیں۔

(۵) التصریف ومفردات اللغة کا عنوان قائم کر کے مفردات کی تشریح اشتقاق کی وضاحت کے ساتھ کرتے ہیں۔

(۶) البلاغة کے تحت اِن زیرِ تفسیر آیات کے بلاغی پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔

اس تفسیر کو دار المنہاج جدہ اور دار طوق النجاۃ بیروت نے مشترکہ طور پر بتیس جلدوں میں شائع کیا ہے (الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء)۔

باب چہارم

قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر ہندوستان میں

پہلی فصل

ترجمہ وتفسیر سے متعلق عربی میں ہوئے کام پر ایک نظر

ہمارے ہندوستانی علماء نے جس طرح تمام علوم میں وقیع کتابیں لکھیں، اسی طرح فن تفسیر کو بھی اپنے علوم سے مالا مال کیا۔ ابتداءً اس کی زبان عربی رہی۔ اس لیے کہ یہی یہاں کی علمی زبان تھی۔ چناں چہ تفسیر سے متعلق متعدد اہم ترین کام سامنے آئے۔ ان میں پورے قرآن مجید کی تفسیریں بھی ہیں اور بعض اجزاے قرآن کی توضیح وتشریح بھی۔ اسی طرح علوم قرآن یا اس کی کسی نوع سے متعلق کتابیں بھی لکھی گئیں۔

چند قدیم عربی تفسیریں

جو تفسیریں مکمل لکھی گئیں، ان میں سب سے اہم شیخ مخدوم فقیہ علی مہائمی (متوفی ۸۳۵ھ) کی تبصیر الرحمن وتیسیر المنان ہے، جس کو "تفسیر رحمانی" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جو ہندوستان، مصر اور بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بڑی بے تکلفی اور بہت خوبی کے ساتھ آیات کے مابین ربط کو بیان کیا ہے۔

---

(۱) (ڈاکٹر محمد سالم قدوائی نے اپنی کتاب "ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں" میں ان تمام کاموں کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ ان کے مطابق مکمل تفسیریں ۱۶، جزئی تفسیریں ۱۹، سابقہ عربی تفسیروں پر حواشی وتعلیقات ۱۲، متعلقاتِ قرآن کریم پر لکھی ہوئی کتابیں ۳۲، یہ کل ۸۳ کتابیں ہوئیں، پھر ایک باب میں ان علماء کے حالات لکھے ہیں، جن کی تفسیریں ان کو نہیں ملیں، ان کی تعداد ۵۳ ہے، یہ کل ۱۳۶ رکتابیں ہوئیں۔ اور اپنی دوسری کتاب "علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماء" میں لکھتے ہیں: ایسے لوگوں کی خاصی لمبی فہرست ہے جنھوں نے عربی زبان میں قرآن مجید سے متعلق کچھ نہ کچھ کام کیا ہے، ان میں ۱۵۶ رایسی کتابوں کے نام ملتے ہیں جو تفسیر یا علوم قرآن سے متعلق ہیں (کتاب مذکور، ص: ۲۸)

پہلی کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اشتراک کے ساتھ مکتبہ جامعہ نئی دہلی نے شائع کی ہے۔

اور دوسری کتاب ادارۂ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے (سنہ اشاعت ۱۹۹۱ء)

اور ایک نادر خوبی اس کی یہ ہے کہ ہر سورت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر مختلف طریقوں سے سورت کے مطابق کرتے ہیں۔ نیز ہر سورت سے پہلے اس کا تعارف اور اس کے نام کی توجیہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت سید محمد گیسو دراز حسینی (متوفی ۸۲۵ھ) کی تفسیر "الدر الملتقط" کے مخطوطے کا عکسی ایڈیشن ان کے خانوادے کے مشہور بزرگ حضرت شاہ سید نفیس الحسینیؒ (متوفی ۲۰۰۸ء) نے اپنے اہتمام میں مکتبہ نفائس القرآن، لاہور سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

فیضی (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے بے نقط تفسیر "سواطع الإلهام" لکھ کر ایک بے نظیر کارنامہ انجام دیا، یہ تفسیر بھی شائع ہو چکی ہے(۱)۔

احکام سے متعلق تفسیروں کے ضمن میں ہم ملا جیون (متوفی ۱۱۳۰ھ) کی "تفسیر احمدی" اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) کی "تفسیر مظہری" کا ذکر کر چکے ہیں۔

اسی طرح نواب صدیق حسن خاں (متوفی ۱۳۰۷ھ) کی کتاب "فتح البیان فی مقاصد القرآن" ہندوستان میں لکھی ہوئی عربی تفسیروں میں ایک جامع تفسیر ہے(۲)۔

(۱) مطبع نول کشور، لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

(۲) جدید ایڈیشن پندرہ جلدوں میں إدارة إحياء التراث الإسلامی، قطر نے شائع کیا ہے، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء

دوسری فصل

فارسی تراجم وتفاسیر پر ایک نظر

چوں کہ اُس زمانے میں عوام کی زبان فارسی تھی؛ اس وجہ سے ایک سے زیادہ فارسی ترجمے بھی وجود میں آئے۔ سب سے پہلے فارسی ترجمہ شیخ فتح اللہ کشمیری (متوفی تقریباً ۶۳۵ھ) نے کیا، جو سری نگر میں موجود ہے۔

پھر اخیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے مختصر حواشی کے ساتھ فتح الرحمٰن کے نام سے فارسی میں ترجمہ کیا، جو بہت مقبول ہوا۔ چند سال قبل حکومت سعودیہ نے بھی اس کو شائع کیا ہے۔

اسی طرح فارسی میں بعض تفسیریں بھی وجود میں آئیں مثلاً قاضی شہاب الدین دولت آبادی (متوفی ۸۴۹ھ) کی تفسیر بحر مواج (جو غالباً ہندوستان میں لکھی ہوئی فارسی تفسیروں میں سب سے پہلی تفسیر ہے) اور شیخ یعقوب صرفی کشمیری (متوفی ۱۰۰۳ھ) کی تفسیر۔

تیسری فصل

اردو تراجم وتفاسیر پر ایک نظر

شاہ ولی اللہ کا زمانہ ہندوستان میں فارسی کا آخری دور تھا۔ ان کے صاحبزادگان کے زمانے میں اردو کو رواج حاصل ہونے لگا تو شاہ صاحب کے جلیل القدر صاحبزادے شاہ عبدالقادر (متوفی ۱۲۳۰ھ) نے ۱۲۰۵ھ میں شستہ اور بامحاورہ اردو زبان میں پورے قرآن کریم کا پہلی دفعہ ترجمہ کیا، جس کو لفظی ومعنوی خوبیوں کے لحاظ سے امتیاز خاص حاصل ہے، اور قدیم ہونے کے باوجود اس کی یہ حیثیت برقرار ہے۔ حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ اس کی بعض تعبیرات کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ بالکل الہامی تعبیر ہے۔ شاہ صاحب سے پہلے قدیم اردو میں بعض اجزائے قرآنی کے ترجمے، بلکہ پورے قرآن مجید کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے، جن کی تحقیق وتفصیل کا یہ موقع نہیں، البتہ جب سے اُردو زبان کی بول چال یا تحریر میں نیا موڑ آیا اور اس نے موجودہ صورت اختیار کی، اس کے بعد شاہ صاحب کے ترجمے کو یقینی طور پر اولیت حاصل ہے۔ شاہ صاحب نے ترجمے کے ساتھ موضح قرآن کے نام سے مختصر حواشی بھی لکھے۔ اس طرح اردو کے تفسیری حواشی میں بھی اس کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔

پھر متعدد ترجمے ہوئے جن میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳) کے ترجمے کو بعض حیثیتوں سے بڑا امتیاز حاصل ہے، اور یہ ترجمہ بقول مولانا دریابادی: ''اپنی خصوصیات کے لحاظ سے بس اپنا نظیر آپ ہی ہے'' (۱)۔

یہ ترجمہ ان کی تفسیر بیان القرآن کے ساتھ پہلی دفعہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔

پھر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی (متوفی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) نے ترجمہ فرمایا، جو اگرچہ بقول خود ان کے: انھوں نے شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمے ہی کو مزید

(۱) تفسیر ماجدی، مقدمہ، جلد اول، ص: ۱۲

سلیس اور زمانۂ حال کے مناسب بنانے کے لیے اس میں کچھ ترمیم کر کے کیا ہے، لیکن یہ ترجمہ بہت معنیٰ خیز ہے۔ اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

مولانا فتح محمد جالندھری کا ترجمہ عوام ہی نہیں، اہل علم و دین میں بھی توجہ و اہتمام کا حامل رہا۔ زبان کی صحت و صفائی میں اس ترجمے کو بہت سے تراجم پر فوقیت حاصل ہے۔

اس دوران میں متعدد تفسیریں بھی لکھی گئیں، ہندوستانی علماء کی دینی علوم میں رسوخ و پختگی اور عوام کی دین سے وابستگی کی وجہ سے اس میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ اب تک تیس سے زیادہ مکمل تفسیریں اُردو میں شائع ہو چکی ہیں۔ ترجمہ و تفسیر اور متعلقاتِ قرآن پر اب تک اُردو میں جو کام ہوئے ہیں، ان کا صحیح اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ مشہور فاضل ڈاکٹر محمود احمد غازی نے تیرہ سال پہلے یہ اندازہ ظاہر کیا تھا کہ اردو میں قرآن مجید کے تقریباً ساڑھے تین سو تراجم ہو چکے ہیں (۱)۔

اور آج سے پچیس سال قبل ڈاکٹر محمد سالم قدوائی نے لکھا تھا: مختلف فہرستوں اور کتابوں کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب تک اُردو میں تقریباً ساڑھے چار سو کتابیں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر سے متعلق لکھی جا چکی ہیں۔ اس میں مختلف سورتوں اور آیات کی تفسیریں بھی شامل ہیں (۲)۔

غالبًا مولانا رؤف احمد مجددی نقشبندی رامپوری (متوفی ۱۲۴۹ھ) پہلے عالم ہیں جنھوں نے اردو میں مکمل تفسیر لکھی جو تفسیر رؤفی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی، (مطبع حیدری بمبئ ۱۲۹۴ھ)

متعدد کتب خانوں اور افراد کے پاس اس کے نسخے موجود ہیں۔

---

(۱) دیکھیے محاضرات قرآنی، ص: ۲۲۰

(۲) علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماء، ص ۳۵-۳۶

چوتھی فصل

چند اہم اردو تفسیریں

پھر مختلف عرصوں میں متعدد تفسیریں لکھی گئیں۔ سب کے تعارف کی ضرورت ہے، نہ یہاں ممکن، اس لیے چند اہم تفسیروں کا مختصر تعارف کراتے ہیں:

۱۔تفسیر حقانی، از مولانا عبدالحق حقانی دہلوی (متوفی ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء) مولانا حقانی اپنے عہد کے بہت ممتاز اور نہایت مشہور علماء میں تھے۔ تمام علوم میں مہارت کے ساتھ اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ ندوۃ العلماء کے تاسیسی ارکین میں تھے۔ عیسائیت اور ہندو مذہب کا بھی گہرا مطالعہ اوران سے مناظرے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنے عہد پر گہرے اثرات ڈالے۔

یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے۔ اپنی جامعیت اور متعدد خوبیوں کی وجہ سے اس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہوکر خاص وعام میں مقبول ہوئے۔ اس کی پہلی طباعت میں ابتدائی سات جلدیں ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء سے لے کر ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء تک شائع ہوئیں اور آٹھویں جلد ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء میں چھپی۔ پہلے خود مولانا اوران کے اخلاف دارالاشاعت بلی ماراں، دہلی سے شائع کرتے تھے۔ پھر دہلی اور دیوبند کے متعدد مکتبات نے اس کو شائع کیا، اس کا نیا ایڈیشن اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی نے شائع کیا ہے۔

یہ تفسیر (جس کا اصل نام فتح المنان ہے) اُردو کی سب سے پہلی جامع تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی خصوصیات کے بارے میں خود کچھ عرض کرنے کے مقابلے میں بہتر ہے کہ ہم مصنف ہی کی عبارت نقل کریں جس میں انھوں نے اس تفسیر کی جملہ خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اس کتاب میں روایت کو کتب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علمائے محققین

سے نہایت احتیاط کے طور پر لے کر جمع کیا ہے اور چوں کہ مقصود، کلام ربانی کا لوگوں کو سمجھانا تھا؛ اس لیے اس میں ان چند امور کی رعایت کی:

(۱) اُردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا۔

(۲) شانِ نزول بروایت صحیحہ لکھا۔

(۳) آیاتِ احکام میں اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا۔

(۴) غیر ضروری سمجھ کر فقط ایک ہی قرأت کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا۔

(۵) وجوہ مختلفہ میں سے ایک کو سب سے قوی سمجھ کر ذکر کیا۔

(۶) معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا۔

(۷) کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہا کے نہ لایا۔

(۸) قصص میں جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتُب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں کئی جگہ بیان وارد ہے وہاں سے ملخص کر کے بیان کر دیا۔

(۹) آیات میں ربط دیا۔

(۱۰) مخالفین کے شکوک وشبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبدأ ومعاد کے بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا، اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو دو قوسوں کے بیچ میں لایا اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور رطب ویابس قصے بھرنے اور کسی خاص مذہب کی تائید کرنے سے کہ حق وناحق اُس کی تائید کی جائے اجتناب کیا۔ یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کی متعلق باتوں کے سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عجیب وغریب کتاب ہے(۱)۔

تفسیر کا طرز اس طرح ہے کہ پہلے ہر سورت کے مضامین پر ایک نظر ڈالتے ہیں، پچھلی سورت سے اس کا ربط بتاتے ہیں، پھر شان نزول بیان کرنے کے بعد ایک ایک رکوع علاحدہ لے کر اس کا ماحصل بیان کرتے ہیں، پھر سورت کے خاص نکات اور فوائد لکھتے ہیں، پھر ایک آیت

(۱) تفسیر حقانی، مقدمہ جلد اول، ص:۱۵۲

یا چند آیتوں کا ترجمہ کر کے تفصیل سے نحوی، لسانی اور معنوی بحث کرتے ہوئے تفسیر کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم کے بقول: مولانا عبدالحق حقانی کا انیسویں صدی کا لکھا ہوا یہ ترجمہ اور تفسیر بعد کے مترجمین ومفسرین کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوا، مفصل وجامع تفسیروں میں اس کا اعلیٰ مقام ہے، اور بعد کے تقریباً تمام علماء نے اس سے اتفاق کیا ہے(۱)۔

مولانا دریابادی اس تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں: مذاہب غیر سے مناظرہ کرنے والوں کے لیے خاص طور پر مفید ہے(۲)۔

مولانا تھانوی نے بھی کتب سماویہ سابقہ کے مضامین کے سلسلے میں اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس تفسیر سے استفادے کا تذکرہ کیا ہے۔

جب تفسیر حقانی لکھی گئی، اس وقت دہریت کا زور اور عقلیت پسندی کا چرچا تھا۔ مسلمان اپنے بچوں کو علم کے حصول کے لیے ایسے اداروں میں بھیجتے تھے، جہاں ملحدانہ خیالات پیدا ہونے کے خدشات تھے۔ ان خدشات کی وجہ سے مولانا حقانی نے مقدمۂ تفسیر میں خصوصیت سے مذاہبِ باطلہ کے رد کی طرف توجہ کی، دیگر مذاہب کے اصولوں کے مقابلے میں دین اسلام کے اصولوں کی عظمت اور صداقت ثابت کی ہے۔ ان کی مکمل تفسیر خود اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے، جس کے مطالعے سے ان کی علمی تحقیق کی قدر و قیمت اور افادیت کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے(۳)۔

۲-مواہب الرحمٰن فی تفسیر القرآن، از مولانا سید امیر علی ملیح آبادی (متوفی: ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء)

مولانا اپنے زمانے کے بہت بڑے علماء میں سے تھے، حدیث وعلم رجال اور تفسیر میں کم لوگ ان کے پایے کے ہوں گے۔ عرصے تک منشی نول کشور کے مطبع لکھنؤ میں تصحیح کتب کا

---

(۱) قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص: ۲۲۲

(۲) تفسیر ماجدی، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، دیباچۂ تفسیر، جو تفسیر کے اخیر میں درج ہے

(۳) ڈاکٹر ریحانہ ضیاء صدیقی (علیگ)، مولانا تھانوی اور ان کی تفسیر بیان القرآن ایک تحقیقی مطالعہ، ص: ۱۳۱

کام کیا، پھر متعدد جگہوں پر تدریسی خدمات انجام دی، ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے اور وفات تک اس عہدے کو زینت بخشی۔

مولانا نہایت رواں قلم اور کثیر التصانیف عالم تھے، ہزارہا صفحات ترجمہ وتصنیف کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ یادگار چھوڑے، ان میں سے سب سے اہم اور سب سے بڑا کارنامہ ان کی عظیم تفسیر مواہب الرحمٰن ہے۔

یہ تفسیر پہلی بار تیس جلدوں میں ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء سے ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۲ء تک مطبع نول کشور لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ مطبع نول کشور ہی میں دوسرا ایڈیشن ۱۳۵۰/ ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔ پھر طویل عرصے کے بعد مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور نے اس کا عکسی ایڈیشن محرم ۱۳۹۷ھ/ جنوری ۱۹۷۷ء میں ضخیم دس جلدوں میں (ہر جلد میں دو دو تین تین جلدیں اکٹھی کر کے) شائع کیا۔ اس کے اگلے سال ذوقعدہ ۱۳۹۸ھ/ اکتوبر ۱۹۷۸ء میں اسلامک کارپوریشن راولپنڈی/ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے اس کا عکس شائع کیا۔

یہ عظیم اور تقریباً نو ہزار صفحات پر مشتمل اردو کی سب سے ضخیم تفسیر ہے، بقول ڈاکٹر محمود غازی: اس سے زیادہ جامع اور مفصل کوئی تفسیر اردو زبان میں موجود نہیں ہے(۱)۔

اس کے متعلق اس کے طابع وناشر اول مطبع نول کشور کے کارپردازان نے لکھا ہے:

تفسیر مواہب الرحمٰن جس کا مثل ونظیر نہ اب تک ہوا ہے اور نہ غالباً آئندہ ہوگا۔ فی الحقیقت اس جامعیت کے ساتھ کوئی تفسیرِ قرآن شریف جس میں کل اقوال مفسرین جمع ہوں، آج تک دیکھنے میں نہیں آئی (۲)۔

مکتبہ رشیدیہ لاہور کے ڈائرکٹر نے اپنی اشاعت کی پہلی جلد کے صفحہ اول پر اس تفسیر کا تعارف کراتے ہوئے جو عبارت لکھی ہے، اس سے اختصار کے ساتھ اس تفسیر کی ساری خصوصیات سامنے آجاتی ہیں، لکھتے ہیں: اس کی خصوصیات اور محاسن وکمالات بیان کرنے کے لیے بیسیوں صفحات بھی ناکافی ہیں، المختصر:

---

(۱) محاضرات قرآنی، ص ۲۲۰ (۲) مواہب الرحمٰن، خاتمۃ الطبع ص: ۸۵۴

☆ بیک وقت یہ ہزار ہا احادیث وآثار کا ترجمہ اور بہترین شرح حدیث۔

☆ ائمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط واستخراج اوران طریق استدلال کا انمول خزانہ۔

☆ گنجینۂ علم کلام۔

☆ معدن سلوک ومعرفت۔

☆ ہزاروں ہزار مواعظ کا مجموعہ۔

☆ نیچیریت، رفض، اعتزال اور خارجیت کا مکمل مدلل اوراحسن رد۔

☆ عقائد واعمال صیحہ کا پیانہ۔

☆ صحابۂ کرام، تابعین، ائمہ محدثین ومجتہدین کے مسلک ومشرب کا بطریق ترمذی شریف آئینہ۔

☆ اور تشنگانِ علم ومعرفت ومتلاشیانِ راہِ حق کے لیے فیض کا ایسا سرچشمہ ہے، جس سے ہر کوئی اپنے اپنے ذوق ونظر اور ظرف کے مطابق سیراب ہوسکتا ہے(۱)۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے صرف ایک سطر میں اس پر بہت جامع تبصرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: کہنا چاہیے کہ عربی کی ساری ہی متداول تفسیروں کا جوہر کھینچ کر اس کے اندر آگیا ہے(۲)۔

تفسیر کا طرز یہ ہے کہ ہر سورت کی ابتدا میں بالتفصیل سورت کے فضائل وخصائص حدیث اور اہل اللہ کے اقوال وتجربات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں، پھر چند آیات مع ترجمہ لکھ کر اوپر مذکور خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے مفصل تفسیر کرتے ہیں، دوران تفسیر تنبیہ، فائدہ، نکتہ اور مسئلہ کا عنوان لگا کر اچھی طرح وضاحت کرتے ہیں۔ آپ چوں کہ بڑے درجے کے محدث بھی تھے، اس لیے بعض جگہ موضوع حدیثوں کی نشان دہی بھی کی ہے۔ یہ تفسیر عقائد میں اہلِ سنت کی بھرپور نمایندگی کرتی ہے اور فقہی احکام ومسائل میں سبھی مسالک کا ایک حد تک احاطہ

(۱) بحوالہ صالحہ عبدالحکیم، قرآنِ حکیم کے اردو تراجم، ص: ۲۳۸، ہمارے سامنے مکتبہ رشیدیہ کا جو نسخہ ہے، اس میں یہ عبارت نظر نہیں آئی۔

(۲) تفسیر ماجدی، جلد اول، ص: ۳۶، جدید ایڈیشن

کرتی ہے۔ مولانا کہیں کہیں ائمہ اربعہ کے طریقۂ استنباط واستخراج کو بھی پیش کرتے ہیں، ائمہ مجتہدین کے اختلافات کو رحمت قرار دیتے ہیں، اور سب کو اپنی اپنی جگہ جائز مانتے ہیں، اور جو لوگ ان اختلافات کو وجہِ نزاع اور جھگڑے کی بنیاد بناتے ہیں، ان کی مذمت کرتے ہیں۔ تزکیۂ نفس اور معرفتِ الٰہی چوں کہ نزول قرآن کا اصل مقصود ہے، اس لیے آپ نے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے، سالکین صوفیہ کے حوالے بکثرت دیے ہیں، مگر احتیاطاً انھیں تفسیر سے علاحدہ کر کے اشارات کے عنوان سے لکھا ہے۔ اسی طرح آپ نے آیات کی تفسیر کے ضمن میں صحابہ وتابعین اور سلف صالحین کے واقعات بھی عبرت ونصیحت کے لیے کثرت سے لکھے ہیں۔

اس تفسیر میں موجود علوم ومعارف اور معلومات کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ مکتبۂ رشیدیہ نے تفسیر کے مضامین اور مسائل واحکام کی جامع فہرست تیار کی ہے، جو بارہ سو صفحات میں آئی ہے، ناشر کے بقول: اسے اس تفسیر کا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) کہنا چاہیے۔ یہ جناب محمد خواص خاں صاحب آف ہیٹراں ضلع مانسہرہ کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے، جنھوں نے تین دفعہ پوری تفسیر پڑھ کر یہ فہرست مرتب کی ہے۔

تفسیر کا جو مقام ومرتبہ ہے اپنی جگہ پر، اس کا مقدمہ بھی خاصے کی چیز ہے، جو ''مقدمۃ التفسیر'' کے نام سے ایک سو تین صفحات میں آیا ہے۔ اس میں انھوں نے قرآن کا مقام وعظمت، اس کی تعلیم وتعلم اور تلاوت کی فضیلت، مختلف سورتوں اور آیتوں کے فضائل، تفسیر کی اقسام، علم تفسیر کی مشکلات، کیفیتِ تفسیر وآدابِ مفسر، طبقاتِ مفسرین، تفسیر میں احادیث وآثار کی ضرورت، تفسیرِ صوفیہ کی حقیقت، نزولِ وحی کی کیفیات اور حضور اکرم ﷺ کی دعوتی سرگرمیوں کا کچھ ذکر نیز علوم القرآن کی مختلف اقسام کا تذکرہ کیا ہے۔

تاہم اس تفسیر کی زبان واسلوب قدیم ہے، ساری باتیں ایک ساتھ لکھی گئی ہیں، نہ کوئی پیراگراف ہے نہ مضامین کا کوئی عنوان، اس لیے اہل علم ہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اگر کوئی صاحب علم ہمت کر کے اس تفسیر کو از سر نو مرتب کر کے شائع کرے، تو علم ودین کی ایک بڑی خدمت ہوگی اور اس کی افادیت عام ہوگی۔

۳- بیان القرآن، از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (متوفی: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

حضرت تھانوی اپنے علمی و عملی کمالات، اصلاحی وتربیتی خدمات اور گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے برصغیر کے ان چند علماء میں سے ہیں جنھیں انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے۔

ان کے عظیم اور بے نظیر کارناموں میں سب سے اہم کارنامہ ان کی تفسیر بیان القرآن ہے۔

ہم پہلے حضرت تھانوی ہی کی زبانی اس تفسیر کی خصوصیات نقل کرتے ہیں، پھر اپنے اور دیگر علمائے کرام کے تاثرات پیش کرتے ہیں۔

مولانا نے جن خصوصیات کی رعایت ملحوظ رکھی ہے، ان میں سے چند اہم یہ ہیں:

(۱) قرآن مجید کے اول سے اخیر تک ہر سورت اور ہر آیت کا ربط ما قبل کے ساتھ نہایت آسان اور قریب تر انداز سے بیان کیا ہے، اس طرح کہ مضمون کا باہمی ارتباط خود معلوم ہو جائے۔

(۲) اکثر سورتوں کے شروع میں ان کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

(۳) شبہات کو نفس تفسیر سے، بغیر شبہ کو واضح کیے رد کر دیا ہے، صرف ان شبہات کو ذکر کر کے جواب دیا ہے جن کی بنیاد عقلی یا نقلی دلیل پر تھی۔

(۴) اگر کسی روایت کی بنیاد پر تفسیر کی ہے تو کوشش کی گئی ہے کہ روایت صحیح ہو، لیکن اگر کسی آیت کی تفسیر قرآن ہی سے واضح تھی تو اس کی تائید وتقویت میں پیش کی جانے والی روایتوں میں صحت کا زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا۔

(۵) جن آیات کی تفسیر میں حدیث مرفوع ہے، وہاں کسی کا قول ذکر نہیں کیا۔

(۶) جہاں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں، وہاں روایت اور ذوقِ عربیت کے جو زیادہ قریب نظر آیا اس کو اختیار کیا گیا ہے، اگر دونوں قول برابر برابر معلوم ہوئے تو دونوں کو نقل کر دیا ہے۔

(۷) جن آیات کی تفسیر اکٹھی لکھی گئی ہے، ان کے شروع میں ان مضامین کا ایک جامع عنوان لگایا گیا ہے، جس سے اجمالاً ان تمام آیاتِ کا خلاصہ ذہن میں آجاتا ہے۔ پھر

ان آیات کی تفسیر اس طور پر کی گئی ہے کہ سب مسلسل اور مربوط بات معلوم ہوتی ہے۔

(۸) فقہی اور کلامی مسائل میں زیادہ تفصیل میں جانے کے بجائے صرف اتنی ہی تحقیق کی ہے، جس پر کلام اللہ کا فہم موقوف ہے۔

(۹) اختلافی مسائل میں مذہب حنفی کے مطابق تفسیر کی گئی ہے اور ضرورتاً دوسرے مذاہب کا حاشیے میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۰) تفسیر میں منطقی نتائج کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے، جس سے اہل علم خصوصی طور پر لطف لے سکتے ہیں۔

(۱۱) ہر جگہ تفسیر میں سلف صالح کا اتباع ملحوظ رکھا گیا ہے۔ متاخرین کے اقوال جو سلف کے خلاف تھے، ان کو نہیں لیا گیا ہے۔

(۱۲) زیادہ تفصیل طلب اور تحقیق طلب مضامین جو کئی جگہ آئے ہیں ان کو ایک جگہ مفصل لکھ کر دوسری جگہ اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(۱۳) جن لطائف ونکات کا تعلق براہ راست تفسیر سے نہ تھا اور نہ وہ مقصود بالقرآن تھے، ان سے بالکلیہ گریز کیا گیا ہے۔ مقصود صرف حل قرآن رکھا گیا ہے۔

(۱۴) الفاظ ناپ تول کر استعمال کیے گئے ہیں، کوئی مضمون ضرورت سے زائد نہیں لکھا گیا، مگر شاذ ونادر کسی خاص فائدے کے لیے۔

(۱۵) ترجمے کے ساتھ توضیح کے علاوہ جس مضمون کو ضروری دیکھا کہ اس پر پوری وضاحت موقوف ہے یا کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے تو "ف" لکھ کر اس کے تحت واضح کر دیا ہے۔

(۱۶) خالص علمی مباحث کی زبان عربی رکھی گئی ہے، تاکہ عوام اس میں پڑ کر الجھن کا شکار نہ ہوں۔

(۱۷) خواص اور علماء کے فائدے کے پیش نظر سورتوں اور آیتوں کے مکی مدنی ہونے کی وضاحت، غیر مشہور لغات، ضروری وجوہ بلاغت، متعلقہ ترکیب، خفی الاستنباط فقہی وکلامی مسائل، اسباب نزول کی روایات، ان قراتوں کا ذکر جن سے ترکیب یا حکم میں فرق

ہوتا ہو، کوئی خاص ترجمہ یا تفسیر اختیار کرنے کی توجیہ، ان تمام باتوں کو اختصار کے ساتھ الگ الگ عنوانات کے تحت حاشیے میں وضاحت سے بیان کیا ہے، یہ حواشی درس وتدریس کے وقت بہت کام آسکتے ہیں۔

ان خصوصیات وامتیازات کو حضرت تھانوی نے خود مقدمے میں بیان کیا ہے۔

اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ تفسیر ان تمام خصوصیات کی حامل ہے۔ بلکہ ان کے علاوہ ترجمہ وتفسیر کے دوران میں بہت سے ایسے لطیف نکتے ملیں گے جن کا اندازہ مطالعے ہی سے ہوسکتا ہے۔ مشکلات قرآن کا حل چٹکیوں میں جیسے یہاں ملتا ہے، شاید کہیں نہ ملے۔

مولانا نے تفسیر لکھتے وقت اگر چہ تفسیر وغیرہ کی متعدد کتابیں اپنے سامنے رکھی تھیں، جن میں سے بعض کتابوں کا مقدمے میں ذکر بھی کیا ہے، اور جن کتابوں کے حوالے تفسیر میں متعدد جگہوں پر ہیں؛ تاہم اس تفسیر کے بہت سے مضامین الہامی معلوم ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی تفسیر کرنے کے بعد هذا من المواهب کہہ کر اشارہ بھی کرتے ہیں کہ یہ بات کہیں نہیں ملے گی۔ متعدد تفسیروں کا مطالعہ کرنے والا اس کی قدر جانے گا۔ اور ایک موقع پر خود فرمایا تھا کہ بیان القرآن کے سب مضامین الہامی ہیں۔ یہ تفسیر میں نے کامل شرح صدر کے ساتھ لکھی ہے، اس کی قدر تو ان لوگوں کو ہوگی، جنھوں نے کم از کم بیس معتبر تفاسیر کا مطالعہ کیا ہو(۱)۔

ایک دفعہ فرمایا: تفسیر کے بعض مقامات لکھنے سے قبل میں آدھ آدھ گھنٹہ ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا، تب کہیں جا کر شرحِ صدر ہوا، اور جن مقامات کے متعلق پھر بھی شرح صدر نہ ہوا، وہاں اس کا صاف اظہار کر دیا اور لکھ دیا کہ اگر اس سے بہتر تفسیر کہیں مل جائے تو اسی کو اختیار کیا جائے، چناں چہ دو مقامات ایسے ہی ہیں ایک سورہ برأت میں ایک سورہ حشر میں (۲)۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علمائے محققین نے اس کو سراہا، اور ہمیشہ اس سے استفادہ کرتے رہے۔

---

(۱) ماہ نامہ "الحسن" لاہور، حضرت تھانوی نمبر، ص:۱۴۱ (۲) ایضاً، ص:۱۴۱

علامہ انور شاہ کشمیری نے فرمایا: ''میں سمجھتا تھا کہ یہ تفسیر عوام الناس کے لیے لکھی گئی ہے، لیکن تفسیر دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ اس سے علماء بھی استفادہ کر سکتے ہیں'' (۱)۔

علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا نے اپنی تفسیر میں روایات صحیحہ اور اقوال سلف صالحین کا التزام کیا ہے، فقہی اور کلامی مسائل کی توضیح کی گئی ہے، شبہات اور شکوک کو حل کیا گیا ہے، صوفیانہ اور ذوقی معارف بھی درج کیے گئے ہیں، عام کتب تفاسیر کو سامنے رکھ کر ان میں سے کسی قول کو دلائل سے ترجیح دی گئی ہے۔ یہ تفسیر تیرہویں صدی کے وسط میں لکھی گئی ہے، اس لیے تمام قدماء کی تصانیف کا خلاصہ اور مختلف و منتشر تحقیقات اس میں یکجا مل جاتی ہیں (۲)۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے فرمایا: 'جو مضامین کئی صفحات کے مطالعے سے حاصل نہیں ہوتے' حضرت تھانوی انھیں چند سطروں میں حل کرتے ہیں (۳)۔

نیز اپنی تفسیر معارف القرآن کے مقدمے میں لکھتے ہیں: تفسیری حیثیت سے مطالب قرآنیہ کی بالاستیعاب توضیح اور مسلسل تشریح اور ربطِ آیات اور حلِ مشکلات اور بیانِ معانی میں جو نرالی شان بیان القرآن کو حاصل ہوئی وہ اردو میں کسی اور تفسیر کو حاصل نہیں ہوئی (۴)۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: اس تفسیر کی اصل قدر و قیمت تو صرف وہی علماء جان سکتے ہیں جنھوں نے تفسیر قرآن کے پورے ذخیرے کو چھانا ہو اور مشکل مقامات پر مختلف مفسرین کی تفسیریں پیش نظر ہوں، کیوں کہ اس وقت وہ دیکھیں گے کہ بڑے بڑے اشکالات کو دو چار لفظوں میں حل کر دیا گیا ہے (۵)۔

مولانا عبد الماجد دریابادی نے لکھا: اسے اگر اردو کی ساری تفسیروں کا سرتاج سمجھا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا (۱)۔

---

(۱) ماہ نامہ الرشید، دار العلوم دیوبند نمبر، ص: ۵۷۴

(۲) دیکھیے ماہ نامہ فکر و نظر، اسلام آباد، ج ۳۶ ش: ۳-۴، ص: ۱۹۳

(۳) ماہ نامہ الرشید، دار العلوم دیوبند نمبر، ص: ۵۷۴ (۴) معارف القرآن، ج ۱ ص: ۱۷، مقدمہ

(۵) قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص ۲۸۸

مولانا احتشام الحق تھانوی نے فرمایا:

تفسیر بیان القرآن نے اپنی بلند پایہ علمی تحقیق، ترجمہ کی سہولت، زبان کی روانی، حلِ مشکلات، ازالۂ شبہات، استنباطِ نکات وغیرہ خصوصیات اور جامعیت کی بنا پر متقدمین ومتاخرین کی جملہ تفاسیر سے بے نیاز بنادیا ہے (۲)۔

اور بھی بڑے بڑے علماء نے اس کی شان میں بلند کلمات ارشاد فرمائے ہیں (۳)۔

تفسیر سے قطعِ نظر ترجمہ بھی اس خوبی کا ہے کہ بقول علامہ سید سلیمان ندوی: ''اس ترجمہ میں زبان کی سلاست کے ساتھ بیان کی صحت کی احتیاط ایسی کی گئی ہے جس سے حقیر کی نظر میں بڑے بڑے ترجمے خالی ہیں، اس ترجمے میں ایک خاص بات یہ رکھی گئی ہے کہ کم علمی یا ترجموں کی عدم احتیاط کی وجہ سے جو شکوک قرآنی آیات میں عام پڑھنے والوں کو معلوم ہوتے ہیں، ان کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے کہ بغیر کسی تاویل کے وہ شک ہی پیش نہ آئے'' (۴)۔

غرض مولانا کا یہ ترجمہ وتفسیر ایک بے نظیر چیز ہے۔ ترجمہ مختصر حواشی کے ساتھ الگ بھی شائع ہوتا ہے، اور تفسیر کے ساتھ بھی۔ یہ تفسیر بارہ جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ (اشاعت اول: ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) حاشیے پر مولانا تھانوی ہی کی کتاب مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ہے، اس کتاب میں آیات قرآنیہ سے نصاً یا استنباطاً مسائل سلوک پر استدلال کیا گیا ہے، یہ کتاب عربی میں ہے۔ ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ رفع الشکوک بھی درج ہے۔ نیز ہر جلد کے اخیر میں مولانا کی کتاب ''وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی'' شامل ہے، اس رسالے میں قراءات سبعہ کو ضبط کیا گیا ہے۔ ہر جلد کے متعلق اس کا جس قدر مضمون تھا اس کو بطور ضمیمہ اُس جلد کے اخیر میں رکھا گیا ہے۔

اب یہ تفسیر چھ چھ جلدیں ایک جلد میں شامل کرکے ضخیم دو جلدوں میں چھپتی ہے۔ حال میں پاکستان سے نئی کمپوزنگ کے ساتھ تین جلدوں میں بھی آئی ہے، جس کا عکسی ایڈیشن دیوبند سے شائع ہوا ہے؛ مگر اس کمپوز شدہ ایڈیشن میں بہت اغلاط ہیں۔ کہیں کہیں

(۱) تفسیر ماجدی، ج:۱، ص:۱۸
(۲) قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص:۲۸۸
(۳) دیکھیے ایضاً، ص:۲۸۸-۲۹۰
(۴) ماہ نامہ الحسن حضرت تھانوی نمبر، ص:۱۱۹

پوری پوری سطریں غائب ہیں۔

۴۔تفسیر عثمانی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن عثمانی دیوبندیؒ (متوفی: ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) نے قرآن کریم کا ترجمہ فرمایا تھا، جو بقول ان کے شاہ عبدالقادر کے ترجمے میں بس تھوڑی سی ترمیم ہے، لیکن ترمیم اچھی خاصی ہوئی ہے۔ پھر اس پر مختصر حواشی تحریر کرنا شروع کیا تھا۔ سورہ نساء تک ہی حواشی لکھ پائے تھے کہ وصال ہو گیا۔ پھر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (متوفی ۱۹۴۹ھ) نے ان حواشی کو مکمل کر کے تفسیر پوری کر دی، جو بعد میں تفسیر عثمانی کے نام سے مشہور ہوئی۔

یہ حواشی درحقیقت ''بقامت کہتر اور بقیمت بہتر'' کے مصداق ہیں۔ بڑی بڑی تفاسیر کا خلاصہ اس میں آ گیا ہے۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ بہت سی نئی تحقیقات اور فوائد بھی اس میں ہیں۔ کم وقت میں پورے قرآن کریم کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے اس سے بہتر تفسیر کم سے کم اردو میں مشکل سے ملے گی۔

علامہ سید سلیمان ندوی (متوفی ۱۹۵۳ء) ان حواشی کے بڑے قدرداں تھے(۱)۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی (متوفی ۱۹۷۴ء) اس تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:
نہایت مختصر اور جامع تفسیر جو جدید شبہات کے قلع قمع کے لیے کافی اور شافی ہے.... اور فصاحت و بلاغت اور حسنِ تعبیر کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہے(۲)۔

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (متوفی ۱۹۹۱ء) کے بقول: حقیقت یہ ہے کہ علامہ مرحوم نے ضخیم مجلدات تفسیر یہ کو کوزہ ہی میں نہیں، بلکہ سلاستِ زبان و لطافتِ بیان کے ساغرِ بلوریں میں بھر دیا ہے(۳)۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (متوفی ۱۹۹۹ء) فرماتے تھے کہ اس تفسیر کی قدر وہ جانے گا، جس کی نظر کتبِ تفسیر پر ہو۔

---

(۱) دیکھیے نقوش زندگی۔ خود نوشت حضرت مولانا مجیب اللہ ندویؒ، ص: ۸۷

(۲) معارف القرآن، ج ۱، ص: ۱۷، مقدمہ

(۳) دیکھیے قاموس القرآن، از مولانا سجاد میرٹھی، دیباچہ مؤلف، ص: ۱۳

اس وجہ سے یہ تفسیر بہت مقبول ہوئی اور عوام کے ساتھ خواص نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا اور مسلسل فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہوئے۔ حکومت سعودیہ نے حضرت مولانا علی میاں صاحب کی تجویز پر اردو تراجم وتفاسیر میں اس کا انتخاب کیا اور بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت کی۔ پھر سورہ فاتحہ کے حواشی میں عقائد کے تعلق سے کسی بات کو نامناسب اور قابل اعتراض قرار دے کر کچھ لوگوں نے اس کے خلاف زبردست مہم چھیڑی، یہاں تک سعودی حکومت نے اس کی اشاعت رکوادی۔

عقل اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ اس نامناسب بات میں ترمیم یا اس کو حذف کر کے اس کی اشاعت جاری رکھی جاتی۔ اور خواص وعوام کو ان عظیم قرآنی معارف وفوائد سے محروم نہ کیا جاتا!

۵- معارف القرآن، از مولانا محمد ادریس کاندھلوی (متوفی ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

مولانا نے مقدمے میں جو باتیں لکھی ہیں، ان سے اس تفسیر کی حسب ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں:

(۱) ربط آیات کو اہتمام سے بیان کیا گیا ہے۔

(۲) مطالب قرآنیہ کی توضیح وتشریح میں احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ وتابعین پر اعتبار کیا گیا ہے۔

(۳) بقدر ضرورت لطائف ومعارف اور نکات بیان کیے گئے ہیں۔

(۴) مشکل مسائل کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔

(۵) ملاحدہ اور معترضین کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

ان خصوصیات کو بیان کرنے کے بعد مولانا اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عہد نبوت اور عہد صحابہ وتابعین سے لے کر اس وقت تک امت کے علمائے ربانیین اور راسخین فی العلم نے جس طرح قرآن کریم کا مطلب سمجھا ہے، اسی طرح اس امانت

کو بلا کسی خیانت کے مسلمانوں تک پہنچادیا جائے، اور کسی جگہ بھی اپنی رائے اور خیال اور نظریے کو قرآن کے بہانے سے پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا اور فریب نہ دیا جائے، جیسا کہ آج کل آزاد منشوں کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیریں لکھ کر اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ تاویل وتحریف کے ذریعے قرآنی تعلیمات کو مغربی تہذیب وتمدن کے مطابق کردیں..... ناچیز نے مسلمانوں کو اس فتنے سے بچانے کے لیے یہ تفسیر لکھنی شروع کی کہ جیسا مطلب قرآن کریم کا اللہ کے رسول ﷺ نے اور صحابہ وتابعین نے سمجھا ہے، وہی مسلمانوں کے سامنے پیش کردے، تاکہ لوگ صحیح طور پر قرآن کو سمجھ سکیں اور صحیح طور پر اس پر عمل کرسکیں، بغیر علم صحیح کے عمل صحیح ناممکن ہے۔(۱)

ہندوستان میں تو لوگ اس تفسیر سے زیادہ واقف نہیں ہیں، مگر واقف لوگ بڑے قدردان ہیں، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تفسیر کے بڑے استاد مولانا محمد عارف سنبھلی ندوی (متوفی:۲۰۰۶ء) اس کو بہت اہمیت دیتے تھے اور اس کی عظمت کے بڑے قائل تھے۔ اور لوگوں نے بتایا کہ پاکستان میں اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہے، اور اہل علم میں مفتی محمد شفیع صاحب کی معارف القرآن سے زیادہ رائج ہے۔

یہ تفسیر آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے، سورہ صافات تک مولانا نے لکھی تھی (جو چھٹی جلد پر ختم ہوتی ہے) پھر ان کا انتقال ہوا تو ان کے فاضل صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلوی (متوفی ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء) نے اسی طرز پر اس کا تکملہ لکھا، جو سورہ ص سے سورہ الناس تک دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

پاکستان کے مختلف شہروں سے شائع ہوتی ہے، ہمارے سامنے مکتبۃ المعارف دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور، ضلع سانگھڑ سندھ پاکستان کا نسخہ ہے۔ (طبع دوم ۱۴۲۲ھ)، اسی کا عکسی ایڈیشن فرید بک ڈپو دہلی نے شائع کیا ہے۔ (سنۂ طباعت ۲۰۰۱ء)

۶- معارف القرآن، از سابق مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ

---

(۱) معارف القرآن ۱/ ۱۷-۱۸

(متوفی ۱۹۷۶ء)۔

سلف صالحین کی تشریحات کی روشنی میں مفصل طور پر قرآن کریم کو سمجھنے اور آسانی کے ساتھ اس سے ہدایات حاصل کرنے کے لیے یہ ایک مفید ترین تفسیر ہے۔ دراصل عوام کو سامنے رکھ کر یہ تفسیر لکھی گئی ہے جیسا کہ مقدمے میں خود مفتی صاحب نے صراحت کی ہے، اور مقدمے میں تفسیر کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) پوری کتاب میں سلف صالحین کی تفسیروں پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(۲) لطائف ومعارف کے درجے میں متاخرین میں سے مستند اہل تفسیر کے مضامین بھی لیے گئے ہیں، بالخصوص ایسے مضامین جن سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین پر عمل کا جذبہ پیدا ہو۔

(۳) مکمل تفسیر شروع کرنے سے پہلے آیات کا خلاصہ لکھ دیا گیا ہے، اس طرح کہ فہم قرآن کے لیے ایک حد تک کافی ہو جائے۔

(۴) عوام کے خیال سے اختلافات قرأت، صرف ونحو اور لغت وبلاغت جیسے علمی مباحث سے گریز کیا گیا ہے۔

(۵) اخیر میں معارف ومسائل کے عنوان سے تفصیل ووضاحت کے ساتھ مندرجۂ بالا آیات سے متعلق احکام ومسائل اور فوائد لکھے گئے ہیں۔ اس ضمن میں عصر حاضر کے مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

ان خصوصیات کی وجہ سے اس تفسیر کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور ہند وپاک میں اس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہوئے اور مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے۔

۷۔ تفسیر ماجدی، از مولانا عبدالماجد دریابادیؒ (متوفی ۱۹۷۷ء)

مولانا دریابادی کی جوانی کا زمانہ بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ ہے، جب تجربی علوم اور سائنس کا دور دورہ تھا۔ ہر شعبے میں نئی نئی تحقیقات ہو رہی تھیں، تاریخ اور جغرافیہ کے علم نے وہ اہمیت اختیار کر لی تھی جو انھیں کبھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ تمدنی علوم اور اقتصادیات نے غیر

معمولی وسعت اور مقبولیت حاصل کر لی تھی، نئی کھدائیوں اور آثار قدیمہ کی دریافت سے بہت سے تاریخی مسلمات اور جغرافیائی روایات محلِ نظر بلکہ خلافِ واقعہ سمجھی جانے لگی تھیں، اس سے عالم اسلام کے علمی طبقے پر ایک نئی ذمہ داری عائد ہوتی تھی، اب ان جدید معلومات وتحقیقات کی روشنی میں اعجاز قرآن اور صداقت قرآنی کو اسی طرح عیاں اور عالم آشکارا کرنا تھا، جیسا کہ قدیم علماء و متکلمین اور مفسرین قرآن کو اپنے زمانے میں یونانی فلسفہ وحکمت، الحاد وباطنیت اور اپنے زمانے کے فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑا تھا اور انھوں نے علمی وعقلی دلائل سے اسلام کی صداقت، قرآن کریم کی حقانیت اور سنت کی عظمت وضرورت کو ثابت کیا تھا۔

یہ فرض کفایہ کے درجے کا ایک بہت ضروری کام اور ملی فریضہ تھا، مگر اس کو کون انجام دیتا؟ اس کے لیے قدیم وجدید علوم میں بصیرت، فلسفۂ جدید میں مہارت، نئے اکتشافات اور تحقیقات کا علم، بدلتے ہوئے حالات پر نظر، ادیان منحرفہ اور افکار باطلہ سے آگاہی اور جدید طبقے کی نفسیات اور ذہنی ساخت سے واقفیت کی ضرورت تھی۔ اور اس سب کے ساتھ اسے وحی کی صداقت، قرآن کی حقانیت، حدیث وسنت کی اہمیت وضرورت اور اسلام کی ابدیت اور اس میں تمام مسائل کے حل کی صلاحیت پر علم الیقین نہیں عین الیقین حاصل ہو، ان صفات کے جامع اور ان خصوصیات کے حامل افراد کی عالم اسلام میں بڑی کمی تھی، انھی معدودے چند افراد میں مولانا دریابادی کی ذات گرامی تھی اور ان کی شخصیت ان تمام خصوصیات میں بہت نمایاں تھی۔ یہ سعادت اللہ نے انھی کے لیے مقدر کی تھی اور اس کے لیے ان کا انتخاب عمل میں آیا تھا، چناں چہ اس کے لیے انھوں نے کمرِ ہمت باندھی اور ایسی تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا جس سے یہ فرض اور قرض ادا ہو۔ اور زمانے کی شہادت ہے کہ بکمالِ حسن وخوبی اور پوری قابلیت کے ساتھ وہ اس سے سبکدوش ہوئے۔ یہی اس تفسیر کا بنیادی وصف اور امتیازی خصوصیت ہے (۱)۔

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے تفسیر ماجدی جدید ایڈیشن کے مقدمے میں تفسیر

(۱) معلوم ہو کہ مولانا نے اس مقصد کے لیے انگریزی میں مفصل چار جلدوں میں تفسیر لکھی، پھر دوسری مزید خصوصیات کے ساتھ اردو میں اس کام کو انجام دیا۔ جابجا انھوں نے اردو تفسیر میں تفصیل کے لیے انگریزی تفسیر کا حوالہ دیا ہے۔

ماجدی کی اس خصوصیت وانفرادیت کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مولانا عبداللہ عباس ندویؒ نے تفسیر ماجدی کی خصوصیات اور اس کی انفرادیت کے عنوان سے مفصل مضمون لکھا ہے جو جدید ایڈیشن میں شامل ہے۔ ہم ان باتوں کو مختصراً بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس تفسیر کی سب سے اہم خصوصیت فلسفۂ جدیدہ کا مقابلہ اور مغربی تہذیب وثقافت اور جدید سائنس اور تحقیقات کی روشنی میں پیدا ہونے والے افکار وخیالات اور نظریات کا قرآنی حقائق کی روشنی میں محاسبہ؛ قرآن مجید، دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اٹھائے جانے والے اشکالات کا منطقی جواب اور دین فطرت کے خلاف پھیلائے جانے والے پروپیگنڈوں کی حقیقت کا بیان؛ فطری اور تاریخی بنیادوں پر تورات وانجیل کے بیانات کا تقابلی مطالعہ؛ انبیاء پر الزامات کی پردہ دری؛ انھی کے لٹریچر سے ان کی مقدس کتابوں کی تحریفات وتلبیسات کی نقاب کشائی اور ان کے فرسودہ خیالات اور مسلمہ عقائد کی تردید، اور انھی کی کتابوں سے قرآن کی حقانیت وصداقت اور اسلامی نظام کی برتری پر دلائل کی فراہمی۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب اپنے وسیع تفسیری مطالعے کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:........ "تفسیر ماجدی" اپنی بعض خصوصیات میں منفرد ہے اور عام تفسیری ذخیرے کی موجودگی میں اس کی بہرحال ضرورت تھی، قرآن مجید کے بیسیوں مقامات ایسے ہیں کہ ان میں قرآن کا اعجاز اور وحی محمدی کی صداقت پورے طور پر اس وقت تک عیاں نہیں ہوسکتی، جب تک کہ ان آیات کا تاریخی پس منظر سامنے نہ ہو، اور جن اقوال وعقائد کی تردید یا نفی کی گئی ہو، ان کی حقیقت واصلیت اور ان کی اس دور میں اہمیت ومقبولیت وعمومیت معلوم نہ ہو، اس سلسلے میں مولانا عبدالماجد صاحب نے ایک نہایت قابل قدر خدمت انجام دی ہے، جس کا شکریہ ان سب لوگوں پر واجب ہے جو مغربی زبانوں سے براہِ راست واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے ان ماخذوں سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے، یا ان کے پاس اتنا وقت اور ایسا وسیع کتب خانہ نہیں ہے۔ قرآنی واقعات وقصص اور مقامات وامکنہ، نیز اشخاص واقوام اور مذاہب وفرق سے متعلق

انھوں نے اتنا مواد جمع کر دیا ہے جو یکجا نہیں مل سکتا، پھر جہاں تک میری نظر پڑی ہے وہ مسلک سلف سے ہٹے نہیں ہیں (۱)۔

(۲) مولانا دریابادی سے پہلے بھی متعدد مفسرین نے تورات وانجیل کے بیانات سے قرآن کریم کی آیات کا تقابل کیا ہے، مگر ان تمام کاوشوں اور مولانا دریابادی کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان حضرات کا انداز مدافعانہ ہے اور صرف ان ہی مقامات پر گفتگو کی ہے، جن پر مستشرقین کی طرف سے حملے ہوئے ہیں، برخلاف مولانا دریابادی کے کہ انھوں نے اقدامی طریقہ اختیار کیا ہے اور خود بڑھ کر تحریف شدہ کتابوں کا کھوکھلا پن دکھا دیا ہے۔ اور واقعہ ہے کہ قصص کے علاوہ اور منازلِ وحی بھی ایسے ہیں، جہاں مولانا نے تقابل کر کے دکھایا ہے کہ اگر وحی کی روشنی کہیں ہے تو صرف قرآن میں ہے۔

(۳) اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مذاہب منحرفہ اور فرق باطلہ کا ابطال مناظرانہ انداز اور سلبی اسلوب میں نہیں ہے، بلکہ ایجابی انداز میں وہ سب کچھ کہہ دیا ہے جس سے کسی باطل پرست کو موشگافی کا موقع نہیں مل سکتا۔

(۴) مولانا نے اپنے ترجمہ وتفسیر میں عربیت کی باریکی کا بڑا خیال رکھا ہے اور بڑی احتیاط ملحوظ رکھی ہے، اگر عام مفسرین سے ہٹ کر کوئی رائے اختیار کرنی پڑی تو سابقہ اہل لغت واہل تفسیر کی تشریحات کی روشنی میں اور اپنے مرشد کامل حضرت تھانوی سے مشاورت کے بعد ہی کسی رائے کو ترجیح دی ہے، کبھی وہ تفسیر کے ضمن میں نحو وبلاغت کے دقیق مسائل اور باریک سے باریک فرق کو بھی واضح کرتے ہیں۔

(۵) معاشرتی آیات کے تحت مولانا مختلف قوموں کے رسم ورواج کو بیان کرتے ہوئے اسلام کے طرز حیات کی برتری دلوں پر نقش کرتے ہیں۔

(۶) جدید سائنسی انکشافات سے قرآنی حقائق کی جو تصدیق ہوئی ہے، ان کی نشان دہی اور تشریح کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

(۱) مقدمہ تفسیر ماجدی، جلد اول، ص ۱۰-۱۱

(۷) اس تفسیر کا ایک بڑا امتیاز یہ ہے کہ سابق مفسرین نے کن الفاظ میں اس بات کی تشریح کی ہے، اس کا جامع انتخاب یہاں اکٹھا مل جاتا ہے، اس سے بہت سی تفسیروں سے مراجعت کی قاری کو پھر ضرورت نہیں ہوتی اور اس کا وقت بچتا ہے۔

(۸) آیات قرآنیہ سے مستنبط ہونے والے اصلاح و تربیت اور سلوک و معرفت کے لطیف نکتے بھی جا بجا مرشد تھانوی کے حوالے سے نقل کیے ہیں، جس سے بہت سے تربیتی گر آدمی کے ہاتھ آتے ہیں۔

(۹) مولانا دریابادی منفرد طرز نگارش کے مالک ایک مسلم ادیب تھے؛ لیکن انھوں نے قرآن کی ترجمانی میں ادب کی بے باکی اور عبارت کی اثر انگیزی کو احتیاط کے حدود سے نکلنے نہیں دیا، اور سلف کے کھینچے ہوئے دائرے سے قدم باہر نہیں نکالا ہے۔

(۱۰) ایک آخری امتیاز اس تفسیر کا مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب کے الفاظ میں "یہ ہے کہ قرآن کی عظمت کا تصور شروع سے اخیر تک قائم رہتا ہے۔ کلام الٰہی کا جلال و کمال، اس کی معنویت، اثر انگیزی، آیات رحمت میں رحمت کا منظر، آیات غضب میں رونگٹے کھڑے کرنے والا جو انداز ہے اس کو دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہیں ہے، بشر پھر بھی بشر ہے، اس کے کلام میں وہ زور کہاں آسکتا ہے جو اصل میں ہے، مگر اس کا کوئی شمّہ، کوئی معمولی سے معمولی حصہ، اگر انسان اپنی زبان میں منتقل کر سکتا ہے تو اس کی نمایندگی تفسیر ماجدی کرتی ہے"۔

مولانا کی تفسیر کو پہلی دفعہ مکمل ۱۹۵۲ء میں تاج کمپنی کراچی نے شائع کیا، مولانا زندگی کے آخری ایام تک اپنی تفسیر میں جدید معلومات اور ضروری تنبیہات کا اضافہ کرتے رہے۔ مسودہ دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ مولانا نے تقریباً ایک تہائی مواد کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا کی خواہش تھی کہ قرآن کریم کی ہر منزل کی مستقل ایک جلد ہو۔ چناں چہ اب یہ اضافہ شدہ ایڈیشن مولانا کی خواہش کے مطابق سات جلدوں میں پہلی دفعہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء سے مکمل صورت میں شائع ہوا ہے۔

۸۔ تفہیم القرآن، از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (متوفی ۱۹۷۹ء)

مولانا مودودی، اسلامی موضوعات اور اسلام کے نظام حیات پر پوری خود اعتمادی کے ساتھ لکھنے والے، مغربی افکار ونظریات اور مغربی تہذیب اور اس کے فلسفۂ حیات پر جرأت کے ساتھ ہر طرح کی مرعوبیت سے بالاتر ہوکر تیشہ زنی کرنے والے، دین کی سربلندی اور اقامتِ دین کی خاطر، ہر قربانی کے لیے تیار رہنے والے، نہایت موثر طرز نگارش کے مالک، ''جماعت اسلامی'' کے بانی اور مشہور مفکر ہیں۔

مولانا نے مندرجۂ بالا مقاصد کی خاطر دسیوں کتابیں لکھیں اور سینکڑوں مضامین تحریر فرمائے، مگر ان کی سب سے عظیم تحریری کاوش ان کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' ہے۔ اس کے ساتھ انھوں نے ایسے موضوعات پر بھی اظہار خیال کیا جو ان کا میدان نہیں تھا، اور ایسی باتیں ان کے قلم سے نکلیں جو علماء کے نزدیک قابلِ اعتراض اور بجا طور پر قابل تنقید تھیں۔ اور ایسی بے احتیاطیاں عموماً ان لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں، جنھیں علماء کی طویل صحبت میسر نہیں آتی اور جن کا دینی تصور اور فہم زیادہ تر محض اپنی ذہانت اور کتابوں کے مطالعے کا نتیجہ ہوتا ہے(۱)۔

لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ یہ غیر محتاط، نامناسب اور اجماع کے خلاف باتیں بھی ہمیں ان سے کلیتاً کاٹ دیں، اور ہم ان سے پوری طرح بدگمان ہو جائیں۔ اور ان کی ہر چیز پر تنقید کرنے لگ جائیں (۲) بلکہ عقل، انصاف اور دین کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی تنقید کو محدود رکھیں اور ان کی تعمیری اور ایجابی باتوں سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اس پر آمادہ کریں؛ مگر انسان کی یہ عجیب کمزوری ہے کہ جب وہ کسی کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے تو اس کی ہر چیز اس کی زد میں آ جاتی ہے، اس کا خیر بھی اسے شر نظر آنے لگتا ہے، اس کے ایجابی عمل میں بھی سلبی پہلو دکھائی دیتا ہے اور اس کی تعمیر بھی تخریب کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

مولانا مودودی بھی اس طرز عمل کے شکار ہوئے، ہمارے ایک حلقے نے ان کی ہر

(۱) علامہ شاطبی نے بھی اس سے متنبہ کیا ہے، اس کی کچھ تفصیل ہمارے رسالے ''علم بلا استاد اور اس کے خطرات'' میں ملے گی۔

(۲) علامہ ابن قیم اور امام ذہبی جیسے غیور اور حق پرست ناقدین نے بھی اس سے خبردار کیا ہے، تفصیل کا یہ موقع نہیں

تحریر سے کلی احتیاط ضروری قرار دے کر ان کی قابل استفادہ چیزوں سے بھی لوگوں کو محروم کیا۔ ہم ان کی نیتوں پر شبہ نہیں کرتے، مگر ان کے طرز عمل سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، اور ہم دیانتاً اور حق سمجھ کر اس کا اظہار کر رہے ہیں۔

تفہیم القرآن کے تعارف اور اس کی خصوصیات بیان کرنے سے پہلے ہمیں یہ تمہید ضروری معلوم ہوئی۔

مولانا نے دیباچے میں تفہیم القرآن لکھنے کا مقصد اور اس کی خصوصیات کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

اس کام میں میرے پیشِ نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں، اور نہ اُن لوگوں کی ضروریات ہیں جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں، ایسے حضرات کی پیاس بُجھانے کے لیے بہت کچھ سامان پہلے سے موجود ہے۔ میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں، جو عربی سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اور علومِ قرآن کے وسیع ذخیرے سے استفادہ کرنا جن کے لیے ممکن نہیں ہے، اُنھی کی ضروریات کو میں نے پیش نظر رکھا ہے، اس وجہ سے بہت سے اُن تفسیری مباحث کو میں نے سرے سے ہاتھ ہی نہیں لگایا جو علمِ تفسیر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں، مگر اس طبقے کے لیے غیر ضروری ہیں۔ پھر جو مقصد میں نے اس کام میں اپنے سامنے رکھا ہے، وہ یہ ہے کہ ایک عام ناظر اس کتاب کو پڑھتے ہوئے قرآن کا مفہوم ومدّعا بالکل صاف صاف سمجھتا چلا جائے اور اس سے وہی اثر قبول کرے جو قرآن اُس پر ڈالنا چاہتا ہے۔ نیز دَورانِ مطالعہ میں جہاں جہاں اسے الجھنیں پیش آسکتی ہوں وہ صاف کر دی جائیں اور جہاں کچھ سوالات اس کے ذہن میں پیدا ہوں ان کا جواب اُسے بروقت مل جائے، یہ میری کوشش ہے۔ اب اس امر کا فیصلہ عام ناظرین ہی کر سکتے ہیں کہ میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں، بہر حال یہ حرفِ آخر نہیں ہے، ہر ناظر سے میری درخواست ہے کہ جہاں کوئی تشنگی محسوس ہو، یا کسی سوال کا جواب نہ ملے، یا مدّعا اچھی طرح واضح نہ ہو رہا ہو، اس سے

مجھے مطلع کیا جائے، تاکہ میں اس خدمت کو زیادہ سے زیادہ مفید بنا سکوں۔ علمائے کرام سے بھی میں گزارش کرتا ہوں کہ مجھے میری غلطیوں سے آگاہ فرمائیں (۱)۔

اب ہم مختصراً تفہیم القرآن کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) ہر سورت کی ابتدا میں ایک جامع مقدمہ تحریر فرماتے ہیں، جس میں سورت کے نام اور اجزائے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے شان نزول اور زمانۂ نزول سے بحث کرتے ہیں، اس ضمن میں روایات کا سہارا لینے کے ساتھ درایت سے بھی کام لیتے ہیں، اور سورت کے مضامین سے اس پر استدلال کی کوشش کرتے ہیں، اور اخیر میں سورت کے مباحث و مضامین کا تجزیہ کرتے ہوئے بڑی جامعیت کے ساتھ اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

(۲) آیات کی تفسیر کے ضمن میں روایات بھی بیان کرتے ہیں؛ مگر روایات جمع کرنا ان کے پیش نظر نہیں، اس لیے انھی روایتوں کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جن سے مفہوم کے سمجھنے میں مدد ملتی ہو اور وہ درایت کے معیار پر بھی پوری اترتی ہوں۔

(۳) چوں کہ مولانا کے پیشِ نظر عام انسانوں کے سامنے قرآن کریم کے پیغام اور اسلامی نظامِ حیات کو پیش کرنا ہے، اس لیے انھوں نے نحو و بلاغت وغیرہ ہر قسم کی دقیق علمی بحثوں سے گریز کیا ہے۔

(۴) آیاتِ احکام میں جہاں اختلاف واضح کے بغیر مطلب بیان کیا جا سکتا ہو تو وہاں اختلاف کا ذکر نہیں کیا اور جہاں اختلافات ذکر کیے ہیں وہاں مسلکی تعصب سے بھی کلی اجتناب کیا ہے۔ اکثر کسی موازنے کے بغیر سب کی آرا نقل کر دیتے ہیں اور کبھی دلائل کی قوت کی وجہ سے کسی رائے کو راجح بھی قرار دیتے ہیں۔

(۵) وہ قرآنی باتوں کو برحق اور تورات وانجیل کو محرّف ثابت کرنے کے لیے انھی کتابوں سے استدلال کرتے ہیں اور ان کتابوں کے خلاف واقعہ اور متضاد امور کی نشان دہی کے لیے اس کے حوالے دیتے ہیں۔

---

(۱) تفہیم القرآن، جلد اول، ص: ۵-۶

(۶) اس تفسیر کا ایک امتیاز یہ ہے کہ جدید علمی نظریات اور مادہ پرستانہ فلسفوں کا متعلقہ آیات کے ضمن میں بھر پور ابطال کیا ہے۔

(۷) اس تفسیر کا ایک خصوصی امتیاز یہ ہے کہ انبیاء کے واقعات کی تفسیر کرتے ہوئے متعلقہ مقامات کے نقشے اور تصویریں بھی دیتے ہیں، جن سے ان آیات کا مفہوم بآسانی سمجھ میں آتا ہے اور حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

(۸) توحید اور اللہ کی قدرت وعظمت والی آیتوں پر ایسا موثر اور بلیغ تشریحی نوٹ لکھتے ہیں کہ عظمت الٰہی دل پر چھا جائے اور ایمان کی افزونی کا احساس ہونے لگے۔

(۹) اس تفسیر سے موجودہ دور کے فتنوں اور جدید چیلنجوں کا جواب جگہ جگہ مل سکتا ہے اور مغربی تہذیب کی ملمع سازیوں کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔

(۱۰) معاشرتی احکام کے ضمن میں مسلم معاشرے کی خرابیوں پر تنبیہ کرکے اور مختلف موقعوں پر مسلمانوں کو ان کی کمزوریاں یاد دلا کر اسلامی نظام پر عمل کی ترغیب دیتے ہیں، اور اس کی معقولیت ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱۱) اس سب کے ساتھ بعض موقعوں پر مولانا کی اپنی تحقیقات اور ترجیحات بھی اہل علم کے لیے لائق توجہ، بلکہ باعثِ اطمینان ہوسکتی ہیں، مثلاً ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ﴾(۱) کی تفسیر دیکھیے۔(۲)

(۱۲) اس تفسیر کا اصل مقصد اور اس کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے عقلی دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ اسلام ہی دینِ فطرت ہے، جس میں تمام انسانوں کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اسلامی نظام زندگی، اس کے احکام وقوانین ہر دور کے لیے قابلِ عمل، لائقِ تنفیذ اور نجات کے ضامن ہیں۔

ان سب خصوصیات کے باوجود اس تفسیر کی بعض باتیں کھٹکتی ہیں:

ایک یہ کہ مولانا نے دیباچے میں اس کا اظہار کیا ہے کہ انھوں نے ترجمے کا طریقہ

---

(۱) الأنفال: ۶۷ (۲) تفہیم القرآن، جلد دوم، ص: ۱۵۹-۱۶۰

چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے، اور عربی مبین کی ترجمانی اردوے مبین سے کرنے کی کوشش کی ہے، کوئی شک نہیں کہ مولانا نے اکثر جگہوں پر بہترین ترجمانی کی ہے، مگر کہیں کہیں ان کا یہ دعویٰ کھٹکتا ہے، مثلاً انھوں نے سورۂ لقمان میں ﴿فمنهم مقتصد﴾ کا ترجمہ کیا ہے: کوئی اقتصاد برتتا ہے، اور سورۂ مومن میں ﴿سلطان مبين﴾ کا ترجمہ ''سندِ ماموریت'' سے کیا ہے (۱)۔ یہ دونوں تعبیریں عام فہم نہیں ہیں!

اسی طرح اس آزاد ترجمانی میں کہیں الفاظ سے تجاوز ہو گیا ہے، مثلاً سورۂ کہف کی آیت ﴿ما لهم من وليّ﴾ کا ترجمہ دیکھیے (۲) اور سورۂ کہف ہی میں ﴿تريد زينة الحيوة الدنيا﴾ میں حال کے بجاے استفہام سے ترجمہ کیا ہے اور ﴿طغياناً و كفراً﴾ میں مفعول بہ کے بجاے مفعول لہ کے طور پر ترجمہ کیا ہے، جو عام مفسرین کے اختیار کے خلاف ہے، نیز دیکھیے سورۂ فرقان میں ﴿كيف ضربوا لك الأمثال﴾، ﴿و رتّلناه ترتيلا﴾ اور ﴿و كان الكافر على ربه ظهيرا﴾ کے ترجمے (۳) اور سورۂ روم کی آیت ﴿يومئذ يصدعون﴾ کا ترجمہ (۴) اور دسیوں جگہوں پر عربیت کے لحاظ سے سقم معلوم ہوتا ہے مثلاً سورۂ صافات میں ﴿انتم داخرون﴾ کا ترجمہ بے بس ﴿في سواء الجحيم﴾ کا ترجمہ جہنم کی گہرائی میں اور ﴿شوباً من حميم﴾ کا ترجمہ کھولتا ہوا پانی (۵)۔ اور مثلاً سورۂ ص میں ﴿أحببت حب الخير عن ذكر ربّي﴾ کا ترجمہ اور سورۂ صافات میں ﴿و تله للجبين﴾ کا ترجمہ و تفسیر دیکھیے (۶) اور سورۂ حم السجدہ میں ﴿عذاب غليظ﴾ کا ترجمہ ''گندے عذاب'' سے کر کے کیسی فاش غلطی کی ہے (۷) عربی کا ذوق رکھنے والوں کے لیے یہ کس قدر بار ہے!

اسی طرح تشریح کے ضمن میں بھی کہیں کہیں صاف غلطیاں معلوم ہوتی ہیں، اس کی مثالیں طوالت چاہتی ہیں، اہل علم کے تنبہ کے لیے اس قدر اشارہ یہاں کافی ہے، مگر عموماً یہ

(۱) دیکھیے تفہیم القرآن ۴/۲۵ و ۴/۴۰۲ (۲) تفہیم القرآن ۳/۲۱

(۳) دیکھیے تفہیم القرآن ۳/۴۳۹ و ۳/۴۴۸ و ۳/۴۵۹ (۴) دیکھیے تفہیم القرآن ۳/۷۶۱

(۵) دیکھیے تفہیم القرآن ۴/۲۸۲ و ۴/۲۸۸ و ۴/۲۸۹ (۶) دیکھیے تفہیم القرآن ۴/۳۳۲ و ۴/۲۹۴

(۷) دیکھیے تفہیم القرآن ۴/۴۶۸

غلطیاں کوئی بہت زیادہ سنگین یا تشویش ناک نہیں ہیں، علمی اختلاف کے دائرے میں ان کو رکھتے ہوئے برداشت کی گنجائش معلوم ہوتی ہے؛ مگر ہاں اس سب سے بڑھ کر اس تفسیر کا ایک لائقِ تنقید بلکہ قابلِ اعتراض پہلو مولانا کے قلم کی بعض غیر محتاط عبارتیں ہیں، جو کہیں انبیاء (جن کے معصوم ہونے کا عقیدہ اہل سنت کے مسلمہ عقائد میں سے ہے) کی شانِ تقدس کو ملحوظ نہ رکھ سکیں، مولانا کی دوسری تحریریں اس وقت موضوع بحث نہیں، بہت سے علماء ان پر لکھ کر متنبہ کر چکے ہیں، یہاں ہمیں صرف تفہیم القرآن کی ایسی بعض عبارتوں سے بحث ہے جو انبیاء کی شان میں کسی طرح زیب نہیں دیتیں، مثلاً: سورۂ ص کی تفسیر میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں: جو فعل ان سے صادر ہوا تھا، اس کے اندر خواہش نفس کا کچھ دخل تھا، اُس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا، اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرماں روا کو زیب نہ دیتا تھا(۱)۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں:......بس ایک فوری جذبے نے جو شیطانی تحریص کے زیرِ اثر ابھر آیا تھا ان پر ذہول طاری کر دیا اور ضبطِ نفس کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے معصیت کی پستی میں جا گرے(۲)۔

اس عبارت کو نقل کر کے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے خوب لکھا ہے: اس عبارت سے سیدنا آدم علیہ السلام کا اسمِ گرامی حذف کر کے اس کی جگہ اگر مولانا مودودی کا نام لکھ دیا جائے تو میرا اندازہ ہے کہ ان کے حلقے میں کہرام مچ جائے گا اور پاکستان میں طوفان برپا ہو جائے گا، اس سے ثابت ہے کہ یہ فقرہ شائستہ نہیں، بلکہ گستاخی اور سوءِ ادب ہے(۳)۔

اس طرح کی اور عبارتیں بھی تفہیم القرآن میں ہیں، بلکہ اس سے سخت عبارتیں بھی سابقہ ایڈیشنوں میں تھیں، جن کو اچھا ہوا کہ بعد کے ایڈیشنوں سے حذف کر دیا گیا، مگر حیرت اور افسوس ہے کہ سابقہ غلطیوں کی وضاحت نہیں کی گئی اور نہ حذف و ترمیم کی کہیں

---

(۱) تفہیم القرآن، جلد چہارم، ص:۳۲۷ (۲) تفہیم القرآن، جلد سوم، ص:۱۳۳

(۳) اختلاف امت اور صراط مستقیم، حصہ اول، ص:۱۱۰

صراحت کی گئی۔ظاہر ہے کہ اس کو علمی دیانت کے خلاف ہی کہا جائے گا!

ان چند باتوں سے قطع نظر یہ تفسیر لائق قدر اور قابل استفادہ ہے؛ بلکہ ایمان کی پختگی اور اسلام پر اعتماد کی بحالی میں مفید ہوسکتی ہے۔ہمارے معتدل الفکر متعدد بڑے علماء نے بھی اس کو سراہا ہے۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے اس کے کچھ حصے کے مطالعے کے بعد اپنے تاثر کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ''اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کی یہ تفسیر مجموعی اعتبار سے لائق مطالعہ ہے اور قرآن کی دعوت و پیغام سمجھنے میں اس سے مدد ملنی چاہیے''۔

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحب فرماتے ہیں: ''تفہیم القرآن کو جب کسی ضرورت سے کسی مقام کو دیکھا تو اس میں کوئی بات نہیں کھٹکی اور کوئی گمراہی نظر نہ آئی، مجموعی طور پر تعلیم یافتہ طبقے کے لیے تفہیم القرآن کو مفید سمجھتا ہوں''(۱)۔

۹-تدبر قرآن، از مولانا امین احسن اصلاحیؒ (متوفی ۱۹۹۷ء)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ، مشہور ماہر قرآنیات مولانا حمید الدین فراہیؔ (وفات: ۱۹۳۰ء) کے مایۂ ناز شاگرد اور صحیح معنی میں ان کے جانشین تھے، اور مولانا فراہی کا زندگی بھر کا مشغلہ قرآن کریم پر غور وفکر تھا، تمام لوگوں نے ان کے اس امتیاز اور خصوصیت کا صاف اعتراف کیا ہے۔وہ اس سلسلے میں ایک مخصوص طرز فکر رکھتے تھے۔اسی نہج پر مولانا اصلاحی کی بھی ذہنی تربیت ہوئی۔

مولانا فراہی نے اپنے طریقۂ فکر کے مطابق چند متفرق سورتوں کی تفسیر بھی لکھی تھی، جو تقریباً سب عربی میں تھی۔مولانا اصلاحی نے ان کا ترجمہ کر کے مجموعۂ تفاسیر فراہی کے نام سے اس کو شائع کیا تھا(۲)۔

پھر مولانا اصلاحی نے انھی خطوط پر ''تدبر قرآن'' کے نام سے پورے قرآن کریم کی

(۱) یہ دونوں اقتباسات ''تفہیم القرآن علماء کی نظر میں'' نام والے رسالے سے ہیں۔ہم نے ان کو مولانا عبدالقدوس رومی کی کتاب تفہیم القرآن سمجھنے کی کوشش جلد دوم ص: ۲۳-۲۵ سے نقل کیا ہے۔رومی صاحب نے تردید کے لیے نقل کیے ہیں، مگر ہمارے لیے مفید مطلب ہیں۔

(۲) ہندوستان میں تفسیر نظام القرآن کے نام سے یہ مجموعہ شائع ہوا ہے، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ

مبسوط تفسیر لکھی، جو بقول ان کے: استاد مرحوم ہی کے فکر کی توضیح و تکمیل ہے(۱)۔

یہ تو ایک سعادت مند شاگرد کی طرف سے استاد کے حق کی ادائیگی کا ایک اسلوب ہے۔ اور یہ بات صحیح بھی ہے کہ اس میں مولانا فراہی کی فکر پوری طرح آ گئی ہے، مگر اس کا بڑا حصہ مولانا اصلاحی کے اپنے غور و تدبر کا نتیجہ اور اپنی تحقیقات ہیں۔ ہم ذیل میں اس کی مجموعی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱) تدبر قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا نے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول کو بنیادی طور پر پیش نظر رکھا ہے۔ یہ ایک مسلمہ تفسیر کا اصول ہے جس کا متعدد مفسرین نے خاص طور پر لحاظ رکھا ہے۔ عام طور پر مفسرین کسی آیت کے تحت اس مفہوم کی دوسری آیتیں تفصیل و توضیح کے لیے پیش کرتے ہیں، مگر مولانا کا امتیاز یہ ہے کہ ساتھ ساتھ انھوں نے لفظ کے معنی کی تعیین کے لیے قرآن کے نظائر و شواہد کو مرجع بنایا ہے، کسی لفظ کے تحت یہ لفظ قرآن کریم میں کن کن معانی میں استعمال ہوا ہے، اس کا ضرور تذکرہ کرتے ہیں۔

(۲) مولانا کی، عربی زبان اور اس کی قدیم شاعری پر گہری نظر ہے، اور قرآن فہمی کے لیے اس کی ضرورت ایک بدیہی امر ہے۔ مولانا نے اپنی اس واقفیت کا تفسیر میں بھرپور فائدہ اٹھایا ہے، اس طرح بعض الفاظ کی حقیقت سے بحث کرتے ہوئے انھوں نے ان کا مفہوم بہت اچھی طرح واضح کیا ہے جو عام طور پر دوسرے مفسرین کے یہاں نہیں ملتا۔ اور اس بنا پر دوسرے مفسرین سے بعض جگہوں پر انھوں نے اختلاف بھی کیا ہے۔

(۳) مولانا ہر سورت کی تفسیر شروع کرنے سے پہلے طویل تمہید لکھتے ہیں جس میں پہلے ''سورہ کا عمود اور سابقہ سورہ سے تعلق'' کے عنوان کے تحت اولاً اس کے مرکزی مضمون کا تذکرہ کرتے ہیں، پھر وضاحت کے ساتھ سابقہ سورت سے اس کا تعلق اور ربط بیان کرتے ہیں۔ پھر ''سورہ کے مطالب کا تجزیہ'' کا عنوان قائم کرکے ترتیب وار وضاحت سے پورے سورہ کے مطالب کا دل نشین تجزیہ کرتے ہیں، اس طرح کہ تفسیر شروع کرنے سے پہلے ہی

---

(۱) تدبر قرآن، دیباچہ جلد ۹، ص: ۷

کا اس کا پورا خلاصہ ذہن نشین ہو جاتا ہے اور آیات کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

(۴) اس تفسیر کا سب سے بڑھ کر امتیاز یہ قرار دیا گیا کہ مختلف سورتوں اور آیتوں کے درمیان ربط اور نظم وترتیب ثابت کرنے کی کوشش ہے۔ یہاں یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس تفسیر کی اس خصوصیت کا اتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ اکثر لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مولانا یا ان کے استاذ محترم مولانا فراہی پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اس کی طرف توجہ کی اور یہ فن ان کا اجتہاد اور ان کی ایجاد ہے، جب کہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا سے پہلے متعدد مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس کا پورا اہتمام کیا ہے اور بعض نے مستقلاً اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، جیسا کہ امام رازی کی تفسیر کبیر اور حضرت تھانوی کی بیان القرآن کے تعارف کے ضمن میں ہم یہ بات لکھ چکے ہیں۔ بلکہ بیان القرآن میں آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس کے اجزا کے درمیان جو ربط ونظم نظر آتا ہے، تدبر قرآن سے یہ بات نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ بعض جگہوں پر اس حیثیت سے تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ سورتوں اور آیتوں کے مابین ربط کے موضوع پر متعدد لوگوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن کا ہم نے آگے مستقل عنوان کے تحت تذکرہ کیا ہے،(۱) ہاں مولانا کا امتیاز اس سلسلے میں یہ ہے کہ انھوں نے اکثر اپنے اجتہاد سے کام لیا ہے، جس کی وجہ سے بہت سی جگہوں پر ان کی انفرادیت معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی حال اس سلسلے میں لکھنے والے مصنفین اور اس جانب توجہ کرنے والے مفسرین کا ہے کہ انھوں نے اپنی اپنی آرا کا اظہار کیا ہے۔

(۵) قرآن نے آفاق والنفس کی نشانیوں پر جہاں غور وفکر کی دعوت دی ہے، وہاں ان کے جن پہلوؤں کی مولانا نے نشان دہی بلکہ گرہ کشائی کی ہے وہ بس انھی کا حصہ ہے،

---

(۱) جن میں سب سے مفصل کتاب برھان الدین البقاعی (ابراہیم بن عمر البقاعی المتوفی ۸۸۵ھ) کی تصنیف "نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور" دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد سے ۲۲ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اور سیوطی (متوفی: ۹۱۱ھ) کی کتاب "تناسق الدرر فی تناسب السور" ہے، بلکہ خود حضرت تھانوی کی اس موضوع پر مبسوط کتاب ہے جس نام "سبق الغایات فی نسق الآیات" ہے، اور بھی اس موضوع پر کتابیں بلکہ پوری تفسیریں بھی ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

کسی دوسری تفسیر میں یہ بات اس طرح نظر نہیں آتی۔

(۶) مولانا بڑے وسیع النظر عالم تھے، ایسے شخص سے سابقہ خیالات وآرا کی تائید و پابندی اوران کی تمام تحقیقات سے اتفاق کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ولائل کی روشنی میں ایسے علماء کے لیے تفرد کا حق ہمیشہ محفوظ رہا ہے اور بڑے بڑے علماء اپنی تحقیق کے نتیجے کے طور پر اپنی منفرد آرا کا اظہار کرتے رہے ہیں۔

اسی طرح مولانا نے بھی بہت سی جگہوں پر منفرد رائیں اختیار کی ہیں۔ مولانا کے یہ بعض اجتہادات قابل غور اور قابل قدر ہیں، تو بعض دیگر خیالات محلِ نظر، باعثِ تشویش اور قابلِ تنقید بھی ہیں، اور کہیں صریح نصوص اور صحیح آثار وروایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کے ڈانڈے تحریف سے ملتے نظر آتے ہیں، اس لیے تفسیر مأثور پر جس کی پوری نظر نہ ہو، اس کے لیے یہ مقامات انحراف کا باعث ہو سکتے ہیں، اس لیے بہت احتیاط سے اس کے مطالعے کی ضرورت ہے۔

(۷) مولانا نے اس تفسیر میں قرآنی ہدایات کی حکمتوں اور احکام کی مصلحتوں کو بڑے بلیغ انداز سے اجاگر کیا ہے اور جدید ذہنوں میں ابھرنے والے شکوک وشبہات کو بڑے موثر انداز سے دور کرنے کی کوشش ہے۔

(۸) وہ متعلقہ آیات کے ضمن میں دشمنانِ دین کی خباثت اوران کی مجرمانہ ذہنیت کو بے نقاب کرنے اور تہذیب حاضر کے باطل افکار وخیالات اور اس کے ملحدانہ نظریات پر ضرب کاری لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

(۹) اس تفسیر کا ایک بہت بڑا امتیاز مولانا کی زبان اور اسلوب ہے۔ مولانا اُردو زبان پر بے پناہ قدرت رکھتے ہیں اور اپنی بات کو نہایت بلیغ اور موئثر انداز سے پیش کرنے کا سلیقہ انھیں خوب آتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا دریابادی اور مولانا مودودی سب نہایت مشہور اور صاحب طرز ادیب ہیں، لیکن ان سب حضرات کی تفسیروں کے مقابلے میں مولانا اصلاحی کی تفسیر میں یہ رنگ زیادہ ابھر کر سامنے آیا ہے۔ ادب عالی کے نمونے

جتنی کثرت سے یہاں ملتے ہیں، اُردو زبان کی دوسری کسی تفسیر میں ملنا مشکل ہے۔

اس سب کے باوجود اس تفسیر کا ایک بہت بڑا نقص، سب سے کمزور اور قابل تنقید پہلو حدیث نبوی اور آثار سلف کے بارے میں اس کا رویہ ہے۔ عجیب بات ہے کہ مولانا نے اپنے مقدمے میں حدیث سے استفادے کا جس زور سے تذکرہ کیا ہے، تفسیر کے مطالعے سے اس کا احساس نہیں ہوتا؛ بلکہ بار بار یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ آخر کیوں مولانا حدیث سے اعراض اور بے اعتنائی برت رہے ہیں۔ اگرچہ کہیں کہیں حدیث واثر کا حوالہ ہے، لیکن زیادہ تر ایسے موقعوں پر جہاں حدیث واثر اپنی رائے کے موافق اور اپنے موقف کی تائید میں نظر آتے ہیں۔ براہِ راست ابتداءً احدیث واثر کی بنیاد پر انھوں نے کوئی موقف اختیار کر کے اس کے مطابق تفسیر کی ہو، ایسا کوئی موقع اس وقت ہمیں یاد نہیں پڑتا، بلکہ الٹے کہیں صاف طور پر تہکم آمیز انداز سے حدیث کا تذکرہ کیا ہے(۱)۔

مولانا کو اگرچہ عربی زبان پر بڑا عبور ہے۔ تشریح کے دوران میں جس کا وہ بار بار اظہار بھی کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو مفسرین میں مولانا اصلاحی نے کلام عرب اور جاہلی ادب سے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے؛ تاہم ان کی بعض تاویلات عربیت کے لحاظ سے بھی کھٹکتی ہیں (۲)۔

اس لیے بے نظیر خوبیوں کے باوجود اس تفسیر کے مطالعے کا عمومی مشورہ نہیں دیا جاسکتا، بلکہ کچے ذہن کے طلبہ اور ناقص مطالعے والے عوام کو اس سے دور رکھنا چاہیے، وہی اہل علم اس سے صحیح فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جن کی تفسیر ماثور پر پوری نظر ہو۔ واللہ اعلم (۱)

(۱) مثلاً دیکھیے تدبر قرآن، جلد چہارم، ص:۶۰۰، جہاں انھوں نے اپنے طور پر موسیٰ علیہ السلام کے سفر کے مقصد کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے: ہمارے نزدیک حضرت موسیٰؑ کے اس سفر کا مقصد یہی تھا، لیکن بعض مفسرین نے معلوم نہیں کہاں سے یہ فضول سی بات لکھ دی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت موسیٰؑ ترنگ میں آکر کسی دن یہ کہہ بیٹھے تھے کہ اس وقت مجھ سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔ اللہ نے بطور تادیب وتنبیہ ان کو اپنے ایک بندے کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ لیں کہ ان سے بھی بڑا ایک عالم موجود ہے۔ حالاں کہ یہ صحیحین کی روایت ہے، جس کا انھوں نے فضول سی بات کہہ کر اس طرح مذاق اڑایا ہے!

(۲) مثلاً دیکھیے: وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ (الصافات:۱۰۳) اور سورہ فیل میں تَرْمِيهِم کی تفسیر، بروقت یہ مثالیں ذہن میں آرہی ہیں، ورنہ اس حیثیت سے بھی پوری تفسیر کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

یہ تفسیر نو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پاکستان میں فاران فاؤنڈیشن لاہور اور ہندوستان میں تاج کمپنی دہلی نے اس کو شائع کیا ہے۔

دیگر اردو تراجم وتفاسیر پر سرسری نظر

اُردو میں ترجمہ وتفسیر کے لحاظ سے اور بھی بہت قابل قدر کام ہوئے۔ جن کا تعارف اس مختصر کتاب میں ممکن نہیں۔

ڈاکٹر سید حمید شطاری نے ''قرآن مجید کے اردو تراجم وتفاسیر کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۱۴ء تک'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے (۲)۔

نیز ترجمے کی حد تک متعدد لوگوں نے اس کو اپنا موضوع بنایا:

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کے زیر نگرانی سید عبدالروف عالی نے ''جائزۂ تراجم قرآنی'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی تھی، جس کو مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا تھا۔

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین کی تحقیقی کتاب ہے: قرآن حکیم کے اُردو تراجم، (۳) اور اس سلسلے میں ایک معلومات افزا کتاب ڈاکٹر احمد خان کی ہے، اس کا نام ہے: قرآن کریم کے اُردو تراجم (کتابیات) (۴) نیز قرآن مجید کے آٹھ منتخب تراجم کا تقابلی جائزہ، از ڈاکٹر محمد شکیل اوج (کراچی) (۵) اور ہمارے برادر عزیز مولوی محمد سمعان خلیفہ ندوی نے بھی بارہ تراجم قرآنی کا تقابلی جائزہ لیا ہے، جو زیر طبع ہے۔

اور تفسیروں کے تعارف کے لحاظ سے ڈاکٹر سید شاہد علی کی کتاب ''اُردو تفاسیر بیسویں

---

(۱) بالتفصیل تنقید وتبصرے کا یہ موقع نہیں، کئی سال ہوئے اس پوری تفسیر کے (خوبیوں کے اعتراف کے ساتھ) مکمل ومفصل تنقیدی جائزے کا میں نے ارادہ کیا تھا اور کام شروع کیا تھا۔ بہت سی سورتوں پر کام ہو بھی چکا ہے۔ اسی میں سے رجم والا حصہ ''تدبر قرآن میں رجم: ایک مطالعہ'' کے نام سے الگ سے چھپا ہوا ہے، کام مکمل کرنے کا ارادہ ہے، اللہ آسان فرمائے۔ (۲) مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۸۲ء

(۳) شرف الدین الکتبی واولادہ، بمبئی ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء اور پاکستان میں قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(۴) (مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء)

(۵) ہندوستان میں البلاغ پبلی کیشنز جامعہ نگر نئی دہلی نے اس کو شائع کیا ہے۔ (۲۰۱۰ء

صدی میں" ایک اچھی کتاب ہے(۱) اس کتاب میں انھوں نے چھبیس مکمل تفسیروں اور سینتیس جزوی تفاسیر اور چار تفسیری حواشی کا جائزہ لیا ہے۔

ترجمان القرآن کا مختصر تعارف

ترجمان القرآن مولانا ابوالکلام آزاد (متوفی ۱۹۵۸ء) کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ہے، بڑے بڑے لوگوں نے اس کو سراہا ہے(۲) بلکہ خود مولانا آزاد بھی اپنے علمی کاموں میں ترجمان القرآن کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے، جیسا کہ مقدمے سے واضح ہے۔ اس میں ان کے پیش نظر تفسیری ترجمہ تھا؛ البتہ سورۂ فاتحہ کی انھوں نے شرح وبسط کے ساتھ تفسیر لکھی، جو نہایت معنی خیز اور بے نظیر چیز ہے، اور دوسری سورتوں میں ترجمے کے ساتھ جابجا حواشی کا اضافہ کیا ہے، ان کی بعض تحقیقات قابل قدر ہیں، اور غور وفکر کی دعوت دیتی ہیں۔

مولانا آزاد کی زندگی میں ترجمان القرآن دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی، پہلی جلد سورۂ فاتحہ تا سورۂ انعام پر مشتمل ۱۹۳۱ء میں، اور دوسری جلد سورۂ اعراف تا سورۂ مؤمنون پر مشتمل ۱۹۳۶ء میں، سابقہ اشاعتوں کی تفصیلات سے قطعِ نظر اس وقت ترجمان القرآن ساہتیہ اکادمی سے چار جلدوں میں شائع ہوتی ہے، اس میں سورۂ نور بھی شامل ہے، پہلی جلد صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ مولانا غلام رسول مہر نے بقیہ قرآن کا ترجمہ وتفسیر مولانا آزاد کی تحریروں سے جمع کر کے "باقیات ترجمان القرآن" کے نام سے ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا (ناشر: اشاعت الکتاب-دہلی)۔ اسی طرح مولانا مفتی محمد عبدہ نے ایک تکملہ لکھا، انھوں نے مولانا آزاد کی مختلف تحریروں سے بقیہ قرآن کے ترجمہ وتفسیر جمع کرنے کے ساتھ تفسیر میں تسلسل قائم رکھنے کی خاطر اپنی طرف سے توضیحی نوٹ کا اضافہ بھی کیا (ناشر: اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور ۱۹۸۲ء)۔

---

(۱) ناشر: کتابی دنیا، دہلی، اشاعت دوم ۲۰۰۹ء

(۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو متعلقات ترجمان القرآن، از پروفیسر وہاب قیصر (مولانا آزاد میموریل اکیڈمی، لکھنؤ ۲۰۱۵ء) اس میں انھوں نے ترجمان القرآن کی بعض اصطلاحات اور تشریحات کو بیان کرنے کے ساتھ اس کتاب کے بارے میں بہت سی معلومات جمع کی ہے۔

پانچویں فصل

عصر حاضر کے چند اہم ترجمے اور مختصر تفسیریں

ادھر پانچ چھ سال کے عرصے میں کچھ اچھی چیزیں ترجمہ وتفسیر کے تعلق سے سامنے آئیں:

☆ مشہور عالم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے توضیح القرآن (آسان ترجمۂ قرآن تشریحات کے ساتھ) کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس میں عام فہم ترجمے کے ساتھ حاشیے میں مختصر توضیح کی ہے، جس سے آیت کا پورا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں فرید بک ڈپوئی دہلی سے تین جلدوں میں بھی شائع ہوئی ہے اور ایک جلد میں بھی۔

☆ مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی نے آسان معانی قرآن (مختصر حواشی کے ساتھ) لکھی، اس ترجمے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور فائدہ محسوس کیا اور اس کو خاصی پذیرائی حاصل ہوئی (۱)۔

☆ مولانا حسان نعمانی ندوی نے توضیحی ترجمۂ قرآن مجید کے نام سے ایک نئے طرز کی قابل قدر کاوش کی، انھوں نے سوچا کہ پہلے ترجمہ پڑھ کر مزید توضیح کے لیے حاشیے میں بار بار نظر ڈالنے سے سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ بات وہیں واضح ہو جائے اور سلسلہ توڑ کر بار بار حاشیے میں جانا نہ پڑے، اس سے ایک تسلسل قائم ہوگا اور یہ قاری کے لیے بڑی تشفی اور اطمینان کا باعث ہوگا۔ اسی خیال سے انھوں نے یہ توضیحی ترجمہ تیار کیا۔ اس میں انھوں نے یہ التزام کیا ہے کہ مشہور اور معتبر مترجمین کے ترجموں اور تشریحات سے کام لیں اور اپنی طرف سے کوئی عبارت نہ لکھیں، نہ ترجمے کے طور پر نہ توضیح کے طور پر، اور اس میں بقول ان کے: اس کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ قرآنی آیات کے فقط ترجمے سے جو

(۱) شائع کردہ سید احمد شہید اکیڈمی، رائے بریلی اور جدید خوبصورت ایڈیشن از مکتبۃ الشباب العلمیہ، ندوہ روڈ لکھنؤ

معترضین غلط فائدے اٹھاتے ہیں، تفسیری عبارت سے ان کا وہ موقع ختم کر دیا جائے (۱)۔
یہ توضیحی ترجمۂ قرآن اُن کے اپنے مکتبے الفرقان بکڈ پو لکھنؤ سے شائع ہوا ہے۔

☆ مشہور عالم وخطیب اور داعی حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی نے ''آخری وحی اردو ترجمانی کے جدید قالب میں'' کے نام سے اپنا ترجمہ بلکہ قرآن کی ترجمانی پیش کی، جس میں مولانا نے بقول ان کے: ''ترجمہ میں ہی ضروری توضیحات مربوط طور پر کر دی ہیں کہ تسلسل کے ساتھ قاری پڑھتا چلا جائے، اور اسے بار بار نمبرات دیکھ دیکھ کر نیچے حاشیے نہ دیکھنے پڑیں۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ اس ترجمہ بلکہ ترجمانی سے مستفید ہونے والے قاری کو جس کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے، مزید تشریحات کے بغیر مطالب قرآنی سمجھ میں آتے چلے جائیں گے (۲)۔

اس ترجمے کا جو امتیاز ہے وہ پڑھنے ہی سے معلوم ہوگا۔ اس سے قطعِ نظر مولانا نے قرآن کریم پر غور وفکر کا اپنا نتیجہ پیش کیا ہے، اس طرح کہ انھوں نے پورے قرآن کریم کو بنیادی مضامین کے لحاظ پندرہ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر باب کا ایک عنوان قائم کیا ہے، پھر ہر باب میں مستقل عنوانات کے تحت کئی کئی فصلیں ہیں، شروع میں بطور فہرست سارے عنوانات ابواب وفصول کے تحت دے دیے گئے ہیں، جن کو پڑھ کر چند منٹوں میں آدمی پورے قرآن کریم کے مضامین اور موضوعات سمجھ کر ان سے محظوظ ہو سکتا ہے۔

ابواب اور فصول کی یہ ترتیب بقول مولانا: ان کے لیے سب سے بڑی دریافت اور سب سے بڑی معنوی فتح تھی (۳)۔

مولانا نے بطور مقدمہ ''کچھ مباحث قرآنی کے بارے میں'' کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھا ہے، اس میں مولانا نے ہر زبان میں ترجمۂ قرآن کی ضرورت، اس کی مشکلات اور طریقۂ کار کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم کے چند ایسے مقامات کی نشان دہی

---

(۱) توضیحی ترجمۂ قرآن مجید، ص ۴۴ ۷ (۲) آخری وحی جلد اول ص: ۵۰-۵۱
(۳) آخری وحی، جلد اول ص: ۵۰

کی ہے، جہاں مفسرین کی تشریحات کے باوجود خلش رہ جاتی ہے، مولانا نے کہیں اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے۔ مولانا کی رائے سے خواہ کسی کو اختلاف ہو؛ لیکن اس میں علماء اور ماہرینِ قرآن کے لیے غور وفکر کی دعوت ضرور ہے۔

اس لحاظ سے یہ ترجمہ ایک عام آدمی کے لیے قرآن فہمی میں مدد دینے کے ساتھ علماء کے لیے بھی قرآن کے متعدد مقامات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ پہلے یہ مکتبہ الشباب العلمیہ لکھنؤ سے دو جلدوں میں شائع ہوا، پھر مکتبۃ السنۃ لکھنؤ نے شائع کیا۔

مکتبۃ الشباب کی طرف سے نئی ترتیب اور مزید بہتر انداز سے ایک جلد میں زیرِ طبع ہے۔

☆مشہور فقیہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی بھی ''آسان تفسیر قرآن مجید'' کے نام سے مختصر تفسیر لکھ رہے ہیں، جس کی ایک جلد شائع ہو چکی ہے، جو شروع قرآن سے سورہ کہف تک مختصر تفسیر پر مشتمل ہے۔ سرِ ورق پر اس کا تعارف اس طرح کرایا گیا ہے:

''آسان و سلیس اُردو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تشریح، جس میں مستند احادیث کی روشنی میں قرآنی تعلیمات کو واضح کیا گیا ہے، انبیاء اور ان کی اقوام سے متعلق واقعات کے ذیل میں دعوتی نکات اور سبق آموز پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، قرآن مجید سے مستنبط ہونے والے شرعی احکام اور خاص کر جدید مسائل پر توجہ دی گئی ہے، اہل مغرب کی جانب سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے اور عصر حاضر کے غیر اسلامی اور نادرست افکار ونظریات کے بارے میں قرآن مجید کے موقف کی وضاحت کی گئی ہے''۔

یہ تفسیر المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد سے چھپی ہے۔

باب پنجم

علمائے کبار کے تفسیری افادات

علماے کبار کے تفسیری افادات کی اہمیت

تفسیر کے لطیف نکات، اہل دل کے ملفوظات اور علماے ربانیین کے اقوال وکلمات میں ملتے ہیں، تفسیر سے دلچسپی رکھنے والوں کو انھیں غنیمت سمجھنا چاہیے، مگر ان سے استفادہ آسان نہیں، جب تک کہ ان کی تمام کتابوں کا مطالعہ نہ کیا جائے۔ بسا غنیمت ہے کہ عصر حاضر میں متعدد اہل علم نے اس طرف توجہ کی اور ان علماے ربانیین کے اقوال جمع کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ اس طرح متعدد علماء کے تفسیری اقوال ونکات مجموعے کی شکل میں سامنے آئے، غالباً اس سلسلے میں سب سے پہلا کام حضرت مولانا محمد اویس نگرامی ندوی (متوفی ۱۹۷۶ء)(۱) نے کیا۔ انھوں نے علامہ ابن قیم کے تفسیری فوائد جمع کر کے اس کی طرح ڈالی۔ اب ہم چند کبار علماے اسلام کے تفسیری مجموعوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱) سابق شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

پہلی فصل

چند قدیم علمائے کبار کے تفسیری افادات کے مجموعے

۱- امام شافعی کے تفسیری افادات:

فقہ وحدیث میں امامت سے قطع نظر دوسرے بہت سے علوم میں مہارت تام کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن میں بھی امام شافعی بے نظیر تھے۔ یہاں تک کہ ان کے استاد سفیان بن عیینہ (جن کے تفسیر میں مقام کا ہم ذکر کر چکے ہیں) کے پاس جب تفسیر سے متعلق کوئی سوال آتا تو امام شافعی سے پوچھنے کے لیے کہتے، امام شافعی کے شاگرد یونس بن عبدالاعلیٰ کے بقول: امام شافعی جب تفسیر بیان کرتے تو ایسا لگتا کہ گویا قرآن آپ کے سامنے نازل ہوا ہے۔ ان کے معاصرین سمجھتے تھے کہ امام شافعی کے زمانے میں قرآن کے معانی ودقائق کو جاننے والا ان سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا(۱)۔

احکام قرآن کے سلسلے میں امام شافعی کی بحثوں کو سب سے پہلے امام بیہقی نے احکام القرآن کے نام سے جمع کیا تھا، جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، پھر منصور بن سید الشوری نے تفسیر الشافعی کے نام سے کتاب مرتب کی تھی جو ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء میں دار الکتب العلمیہ بیروت سے شائع ہوئی تھی۔ مگر امام شافعی کے تفسیری افادات کا سب سے جامع مجموعہ تفسیر الإمام الشافعی جمع وتحقیق الدکتور احمد بن مصطفیٰ الفرّان ہے(۲)۔ اس کتاب میں اس کے جامع ومحقق نے احکام کے علاوہ تفسیر کے سلسلے میں امام شافعی کے تمام موجود اقوال کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

---

(۱) تفسیر میں امام شافعی کے مقام اور اس سلسلے میں علماء کے اقوال کے لیے دیکھیے راقم کی کتاب امام شافعی کا علمی مقام، ص: ۹۳-۹۸ (۲) دار التدمریۃ، الریاض ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء

۲- امام ابن قتیبہ دینوری کے تفسیری افادات:

امام ابن قتیبہ (عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ المروزی الدینوري المتوفی: ۲۷۶ھ) کا شمار تاریخ اسلام کے نہایت متبحر، مختلف علوم وفنون کے ماہر علماء میں ہوتا ہے۔ قرآنیات میں غریب القرآن، مشکل القرآن، غریب القرآن وغیرہ ان کی کتابیں ہیں، ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر ان کی تصنیفات سینکڑوں سے متجاوز ہیں۔ ان کے تنوع اور کمال علمی کو دیکھتے ہوئے بعض لوگوں نے یہاں تک کہا ہے کہ وہ اہل سنت کے لیے ویسے ہی ہیں جیسے معتزلہ کے لیے جاحظ (۱) تو ان کے تفسیری اقوال کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے قسم الكتاب والسنة ، كلية الدعوة وأصول الدين جامعة أم القرى نے اپنے دو طالب علموں سے یہ کام کروایا، چناں چہ علی بن جرید بن ہلال الہزمی نے "أقوال الإمام ابن قتيبة في التفسير جمعاً ودراسة، من أول القرآن الكريم إلى نهاية سورة الأنبياء" کے عنوان سے ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا (۱۴۲۸ھ-۱۴۲۹ھ) اس کے اگلے سال (۱۴۲۹ھ-۱۴۳۰ھ) عبدالماجد بن محمد ولی بن محمد علی ابراہیم نے اسی عنوان سے سورہ حج سے سورہ ناس تک ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر یہ کام مکمل کیا۔

۳- امام ابن حزم ظاہری کے تفسیری افادات:

اسلام کی علمی تاریخ میں امام ابن حزم (ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی الظاہری المتوفی ۴۵۶ھ) کا مقام بہت اونچا ہے، قرآن وحدیث پر جو ان کی گہری نظر تھی، وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں، یہیں سے ان کے تفسیری اقوال وآرا کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، چناں چہ جامعہ ام القری میں کلیۃ الدعوۃ واصول الدین میں قسم الکتاب والسنۃ کے تحت متعدد اسکالروں نے قرآن کے مختلف اجزاء کو لے کر "آراء الإمام ابن حزم الظاهري في التفسير" عنوان کے تحت کام کیا ہے۔

۴- امام غزالی کے تفسیری افادات:

---

(۱) دیکھیے فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۳۹۲/۱۷

امام غزالی (محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ) کی عظمت ومقام اوران کی خدمات سے ہر شخص واقف ہے، فقہ وتصوف اور فلسفہ وکلام میں ان کی مہارت وکمال چہار دانگ عالم میں مسلّم ہے۔ یہاں تک کہ وہ حجۃ الاسلام کے لقب سے معروف ہیں، لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں بھی وہ نہایت بلند پایہ رکھتے تھے، انھوں نے "یاقوت التاویل فی تفسیر التنزیل" کے نام سے چالیس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی تھی (۱) علامہ مرتضی زبیدی نے "تفسیر القرآن العظیم" کے نام سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

اس تفسیر کا کچھ حصہ انڈیا آفس (لندن) کی لائبریری میں موجود ہے، نیز امام غزالی کی لکھی ہوئی تفسیر سورہ یوسف کا مخطوطہ (محررہ ۱۱۶۱ھ) پنجاب یونیورسٹی لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔ (۳) مگر اس وقت امام غزالی کی تمام کتابوں میں موجود کل تفسیری افادات کا مجموعہ "تفسیر الإمام الغزالی" جمع وتوثیق وتقدیم الدکتور محمد الرِّیحانی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ (دار السلام، القاهرة – مؤسسة البحوث والدراسات العلمية، فاس، المغرب، الطبعة الأولىٰ ۱٤۳۱ھ/ ۲۰۱۰م)

۵- شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے تفسیری افادات:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ (احمد بن عبدالحلیم المتوفی ۷۲۸ھ) کا شمار تاریخ اسلام کے چند ممتاز ترین علماء میں ہوتا ہے، تفسیر میں انھیں خصوصی درک حاصل تھا۔ ان کے تفسیری اقوال وافادات جمع کرنے کی طرف غالباً شیخ عبدالصمد شرف الدین (وفات: ۱۹۹۰ء) نے سب سے پہلے توجہ کی، پھر متعدد لوگوں نے اس میدان کو سر کرنے کی کوشش کی، اس طرح علامہ ابن تیمیہ کے تفسیری فوائد کے کم سے کم چھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں:

(الف) "مجموعة تفسير شيخ الإسلام ابن تيمية"

---

(۱) نفحات الانس، ص: ۳۲۳ (فارسی) یا ج ۲، ص: ۵۱۷ (عربی ایڈیشن) و تعریف الأحیاء بفضائل الإحیاء لعبد القادر العیدروس، ملحق بہ إحیاء العلوم (۵/ ۲۴۵) (۲) إتحاف السادة المتقین ۱/ ٤

(۳) دیکھیے تذکرۃ المفسرین، ص: ۱۵۲، از مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

(من ست سور: الأعلى، الشمس، الليل، العلق، البينة، الكافرون) صححه وعلق عليه: عبد الصمد شرف الدين، الدار القيمة، بهيمري (بھیونڈی) تھانہ، بمبائی (١٣٧٤هـ/١٩٥٤م)

علامہ ابن تیمیہ نے مکمل تفسیر تو نہیں لکھی تھی، البتہ متعدد سورتوں کی باقاعدہ تفسیر لکھنے کا ثبوت خود ان کی تحریروں سے ملتا ہے، انھی میں سے مذکورہ سورتیں بھی ہیں، محقق کے خیال کے مطابق: یہ ان سورتوں میں سے ہیں، جن کی تفسیر انھوں نے قید خانے سے لکھ کر اپنے شاگرد و کاتب ابن رشیق (عبداللہ بن رشیق الغزی المغربی المتوفی: ۷۴۹ھ) کے پاس بھیجی تھی، اس کا کچھ حصہ تو ضائع ہو گیا، بقیہ حصے کو شیخ علاء الدین ابو الحسن علی بن الحسین بن عروہ الدمشقی الحنبلی (المتوفی ۸۳۷ھ) نے اپنی کتاب الكواكب الدراري في ترتيب مسند الإمام أحمد على أبواب البخاري (کہتے ہیں کہ شیخ علاء الدین حنبلی نے مسند احمد کی ایک سو بیس جلدوں میں شرح بھی لکھی تھی) دار الكتب المصرية میں محفوظ اس کی کچھ جلدوں کے درمیان تفسیر کا یہ حصہ محفوظ تھا، جس کو شیخ عبدالصمد شرف الدین نے حاصل کر کے اپنی تصحیح و تعلیق کے ساتھ شائع کیا۔

(ب) **"تفسيرات شيخ الإسلام ابن تيمية"** جمع وترتيب: محمد إقبال الأعظمي (مطبوعہ علمی پریس، مالیگاؤں، ۱۹۷۱ء)۔

مولانا محمد اویس نگرامی ندوی نے جب علامہ ابن قیم کے تفسیری افادات کا مجموعہ التفسیر القیم کے نام سے شائع کیا (جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے) تو انھوں نے مولانا اقبال احمد اعظمی کے علامہ ابن تیمیہ کی کتابوں کے ساتھ شغف دیکھ کر یہ مشورہ دیا کہ وہ التفسیر القیم کے طرز پر علامہ ابن تیمیہ کے تفسیری افادات جمع کریں، چناں چہ انھوں نے یہ مجموعہ جمع کر کے ایک جلد میں شائع کیا، جو ۴۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

(ج) **"دقائق التفسير الجامع لتفسير لابن تيمية"** جمع وتحقيق وتقديم: د/الجليند (الطبعة الاولى ١٩٧٨ء، القاهرة، الطبعة الثانية: مؤسسة

علوم القرآن،دمشق و بیروت نے چھ جلدوں میں شائع کیا،۱۴۰۴ھ)

(و)''**التفسیر الکبیر لابن تیمیة**''جمع وتحقیق :د/عبدالرحمن عمیرة (دارالکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الاولیٰ ١٤٠٨ھ) یہ سات جلدوں میں ہے۔

(ہ) ''**التفسیر الکامل لابن تیمیة**'' جمع ودراسة وتحقیق وتخریج: أبی سعیدعمربن غرامة العمروی،(دارالفکر، بیروت،الطبعة الاولیٰ ١٤٢٣ھ/٢٠٠٢م) یہ نوجلدوں میں ہے۔

(و)''**تفسیر شیخ الإسلام ابن تیمیة**'' جمع: إیاد بن عبداللطیف القیسي(دارابن الجوزي، السعودیة، الطبعة الاولیٰ ١٤٣٢ھ)

٦-علامہ ابن قیم کے تفسیری افادات:

علامہ ابن قیم (محمد بن أبي بکر الزرعي الدمشقي المتوفی ۷۵۱ھ) نہایت مشہور اور کبار علمائے راسخین میں ہیں، اللہ نے انھیں بڑی دوررس نگاہ عطا کی تھی، تفسیر میں خاص طور پر انھیں دستگاہ حاصل تھی، ان کی تفسیر کے کم سے کم تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں:

(الف) پہلا مجموعہ'' **التفسیر القیم** ''ہے، جمع وترتیب مولانا محمد اویس نگرامی ندوی(متوفی:۱۹۷۶ء)، تحقیق وتعلیق محمدحامد الفقی(مطبعة السنة المحمدیة،القاهرة، الطبعة الاولیٰ ١٣٦٨ھ/١٩٤٩م)

(ب) علامہ ابن قیم کے تفسیری فوائد کا اس سے جامع ایک مجموعہ ''**بدائع التفسیر الجامع لمافسره الإمام ابن قیم الجوزیة**'' کے نام سے شائع ہوا ہے، جس کے جامع یسری السید محمد ہیں اور مرتب صالح الشامی ہیں، جمع وترتیب کے ساتھ تخریج حدیث کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، یہ مجموعہ تین جلدوں میں ہے۔(دارابن الجوزي، السعودیة،الطبعة الاولیٰ ١٤٢٧ھ)

(ج) ایک اور مجموعہ مؤسسة النور،عُنیزة(السعودیة) نے مکتبۃ دارالسلام،

ریاض کے اشتراک وتعاون کے ساتھ چھ جلدوں میں "الضوء المنير على التفسير" کے نام سے شائع کیا ہے،اس کے جامع ومرتب:علي الحمد المحمد الصالحي ہیں۔

اردو میں بھی امام ابن قیم کے تفسیری افادات پر مشتمل ایک کتاب ''تفسیری نکات وافادات'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔اس کے جامع ومرتب مولانا عبدالغفار حسن ہیں، ہندوستان میں البلاغ پبلی کیشنز نئی دہلی نے اس کو شائع کیا ہے(۲۰۱۲ء)۔

۷-امام ذہبی کے تفسیری افادات:

امام ذہبی (محمد بن احمد بن عثمان الدمشقی الذہبی التوفی ۷۴۸ھ) حدیث وتاریخ کے بہت ہی معتمد اور عظیم علماء میں سے ہیں، کثیر التصانیف ہیں، ان کے تفسیری فوائد کا مجموعہ "تفسير الإمام الذهبي "کے نام سے شائع ہوا ہے۔جمع وترتيب وتوثيق: الدكتور سعود بن عبدالله الفنيسان(مكتبة العبيكان، الطبعة الاولىٰ ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م)

۸-علامہ ابن رجب حنبلی کے تفسیری افادات:

علامہ ابن رجب حنبلی (عبدالرحمٰن بن شہاب الدین البغدادی ثم الدمشقی التوفی ۷۹۵ھ) نہایت ممتاز علمائے اسلام میں سے ہیں،وہ علامہ ابن قیم کے خاص شاگرد تھے، اللہ نے انھیں قرآن وحدیث سے معانی کے استخراج واستنباط کا عجب ملکہ عطا کیا تھا،ان کے تفسیری اقوال کا مجموعہ "تفسير ابن رجب الحنبلي "کے نام سے طارق بن عوض اللہ بن محمد نے ترتیب دے کر دارالعاصمۃ، الریاض سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے(الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء)۔

دوسری فصل

عصر حاضر کے بعض علمائے عرب کے تفسیری افادات کے مجموعے

عصر حاضر کے بعض عرب علماء کے تفسیری افادات کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں سے دو مجموعے ہمارے سامنے ہیں:

۱-**تفسير ابن باديس في مجالس التذكير من كلام الحكيم الخبير**، للإمام العلامة عبدالحميد بن محمد ابن باديس الصنهاجي (المتوفى:١٣٥٩هـ) جمع وترتيب: دكتور توفيق محمد شاهين (جامعة الأزهر) ومحمد الصالح رمضان (أستاذ بوزارة التربية الجزائرية) علق عليه وخرج آياته وأحاديثه: أحمد شمس الدين (دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان، الطبعة الأولى١٤١٦هـ/١٩٩٥م)

۲-**العذب المنير من مجالس الشنقيطي في التفسير**، للشيخ محمد الأمين الشنقيطي (المتوفى:١٣٩٣هـ) تحقيق: خالد بن عثمان السبت، إشراف: بكر بن عبدالله أبوزيد، دار عالم الفوائد، مكة المكرمة، الطبعة الثانية١٤٢٦هـ) یہ کتاب شیخ شنقیطی کے دروس پر مشتمل ہے، جن کو شیخ خالد بن عثمان السبت نے ٹیپ رکارڈر کی مدد سے لکھ کر پانچ ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے، آخری جلد سورہ توبہ کی آیت نمبر ۷۰ ﴿ **اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّثَمُوْدَ**......الآية﴾ کی تفسیر پر ختم ہوتی ہے۔

تیسری فصل

ہندوستانی علمائے کبار کے تفسیری افادات

ہمارے ہندوستانی علماء میں بھی ایسے متعدد حضرات گزر چکے ہیں، جن کو خاص قرآنی ذوق عطا ہوا تھا، ان کی کتابوں، ملفوظات، تقریروں، دروس اور متفرق تحریروں میں قرآنی آیات کے دقیق نکات اور لطیف اشارات ہاتھ آجاتے ہیں، جن سے کبھی مشکلاتِ قرآنی کا حل ملتا ہے تو کبھی زندگی کے مختلف مسائل و معاملات میں رہنما باتیں معلوم ہوتی ہیں، اس طرح کی کچھ چیزیں مرتب ہو کر سامنے آچکی ہیں، اور متعدد علماء کے تفسیری افادات مرتب ہو کر شائع ہونے کے لیے باہمت لوگوں کے منتظر ہیں۔

حضرت تھانوی کے دیگر تفسیری افادات:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (وفات: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کو اللہ نے بڑی خصوصیات اور کمالات سے نوازا تھا، تفسیر کا تو انھیں خصوصی ذوق عطا ہوا تھا، ان کی عظیم الشان تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کرنے والے جس کو محسوس کرتے ہیں، وہ سراپا علم اور سراپا دعوت و اصلاح تھے، ان کی مجلسوں میں موقع کی مناسبت سے تفسیری نکتے کثرت سے بیان ہوتے تھے، جو ان کے مواعظ و ملفوظات کی تیس چالیس ضخیم جلدوں کے ہزاروں صفحات میں بکھرے ہوئے تھے، اب حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا محمد اسحاق ناظم ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کی مشترکہ کاوش سے یہ منتشر تفسیری نکات اکٹھے ہوئے اور ''اشرف التفاسیر'' کے نام سے چار جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ادارہ فکر اسلامی دیوبند نے اس کو شائع کیا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی کے تفسیری افادات:

اسی طرح علامہ سید سلیمان ندوی (وفات: ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) جن کی شہرت تاریخ وادب میں ہوئی، لیکن حضرت مولانا علی میاں صاحب اپنے ذاتی تاثر اور تجربے کی بنیاد پر فرماتے تھے کہ سید صاحب کا اصل موضوع اور امتیازی مضمون قرآن مجید تھا، ان کی کتابوں میں تفسیری نکتے بکھرے ہوئے تھے، مولانا محمد فرمان ندوی (استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے ''علامہ سید سلیمان ندوی کے تفسیری نکات'' کے نام سے ان کو جمع کیا ہے، جس کی ایک جلد حال میں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری کے تفسیری افادات:

علامہ انور شاہ کشمیری (وفات: ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء) جن کے علم وفضل کا شہرہ چہار دانگِ عالم میں ہے، انھیں علم حدیث میں مہارت کے ساتھ قرآن کریم میں تدبر کا بھی خاص ذوق عطا ہوا تھا۔ مشکلات القرآن کے نام سے ان کی جو کتاب شائع ہوئی ہے (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) اس کے علاوہ ان کی دیگر تصنیفات میں قرآنی نکات اور تفسیری افادات بھرے ہوئے ہیں، (۱) ان کو اگر کوئی صاحب ہمت جمع کرلے تو اہل علم کے لیے استفادہ آسان ہوگا۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کے تفسیری افادات:

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی (وفات: ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) کو اللہ تعالیٰ نے خاص نکتہ آفریں دماغ عطا کیا تھا۔ ان کی نکتہ آفرینیاں قرآن کریم میں کچھ زیادہ ہی ہوتی تھیں، جو ان کی دسیوں تصانیف اور سینکڑوں مضامین ومقالات میں بکھری ہوئی ہیں، اگر کوئی انھیں جمع کردے تو دین کی بڑی خدمت ہوجائے اور ملت کو بڑا افائدہ پہنچے۔ (۱)

مولانا علی میاں کے تفسیری افادات:

(۱) ڈاکٹر سید محمد فاروق بخاری (شعبۂ عربی امر سنگھ کالج سری نگر) نے بہت پہلے معارف میں علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی قرآن فہمی کے عنوان سے دو قسطوں میں ایک وقیع مضمون لکھا تھا، جس سے علامہ کشمیری کی قرآن فہمی کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے (معارف، ج: ۱۳۱، شمارہ: ۴و۵، اپریل ومئی ۱۹۸۳ء

اسی طرح مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (وفات: ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) کی قرآن فہمی اور اس میں نکتہ آفرینی ان کی تحریروں اور تقریروں میں جا بجا نظر آتی ہے، مولانا کے تفسیری نکات ان کے دروس (جس کا خاصا حصہ محفوظ ہے)، تقریروں اور متفرق تحریروں سے جمع کر کے مرتب طور پر اگر شائع کیے جائیں تو بہت کام کی چیز ہاتھ آئے گی۔ اگرچہ متعدد موقعوں پر اور مختلف مناسبتوں سے خاص خاص آیات کو سامنے رکھ کر کی ہوئی تقریریں اور مختلف آیتوں کو موضوع بنا کر لکھے ہوئے مضامین، اسی طرح درسِ قرآن کے بعض افادات بھی مختلف عنوانات کے تحت جمع ہو کر ''قرآنی افادات'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، جس کی دو جلدیں سامنے آچکی ہیں۔ مرتب: رسال الدین احمد حقانی ندوی (ناشر: محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی)۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی کے دروس قرآن کا پورا ریکارڈ محفوظ ہے۔ اگر کوئی ان کو لکھ کر مرتب کر کے شائع کرے تو بہت قیمتی سوغات ملت کے ہاتھ آئے گی۔

اسی طرح متعدد ماہرین قرآن علماء کے قرآنی دروس محفوظ ہوں گے، ان کی اشاعت کا اہتمام ہونا چاہیے۔ نیز بعض علماء کے قرآنی مضامین اور قرآنی مقالات انھی ناموں سے شائع ہو چکے ہیں۔

اس طرح کی کتابوں سے قرآن فہمی میں بڑی مدد ملتی ہے اور قرآن کریم پر غور وفکر کے راستے کھلتے ہیں۔

---

(۱) راقم السطور عرصے سے اس کا ارادہ کیے ہوئے ہے، اس کے لیے اس نے مختلف رسالوں کی فائلوں سے مولانا کے مضامین بھی جمع کرنے شروع کیے تھے، مگر اب تک اس کے لیے فارغ نہ ہو سکا۔ اللہ آسان فرمائے۔

باب ششم

فہمِ قرآن کے لیے ضروری موضوعات

اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

فہم قرآن کے لیے ضروری موضوعات پر ایک نظر

قرآن کریم سے متعلق بعض موضوعات ایسے ہیں کہ قرآن مجید کے صحیح فہم کے لیے ان سے واقف ہونا ضروری ہے، ان موضوعات میں ناسخ و منسوخ، اسباب نزول، اقسام قرآن، امثال قرآن، قصص القرآن، اعجاز القرآن، تکرار قرآن، ربط و نظم قرآن، اسرائیلیات، اور مجموعی طور پر مشکلات القرآن ایسے موضوعات ہیں، جن سے ایک حد تک واقفیت ناگزیر ہے، اگرچہ مفسرین اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان میں سے متعدد باتوں کی کبھی مختصر اور کبھی مفصل اپنی تفسیروں میں وضاحت کرتے ہیں؛ تاہم ان تمام موضوعات پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، جن میں ان کے تمام متعلقات سے عموماً بحث کرتے ہیں۔ تو ان موضوعات پر مستقل لکھی جانے والی چند قدیم و جدید اہم کتابوں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

پہلی فصل

ناسخ ومنسوخ اور اس سے متعلق اہم کتابیں

یہ موضوع شروع سے بہت اہمیت کا حامل رہا ہے، متقدمین میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک واعظ اور قصہ گو سے پوچھا: أتعرف الناسخ والمنسوخ؟ تمھیں ناسخ ومنسوخ کا علم ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا: هلكت وأهلكت تم بھی تباہ ہوئے اور دوسروں کو بھی تباہ کیا۔ حضرت ابن عباس سے بھی اسی طرح کی بات مروی ہے(۱)۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے علماء نے فرمایا ہے: جو ناسخ ومنسوخ کا علم نہ رکھتا ہو، اس کے لیے قرآن کی تفسیر کرنا جائز نہیں (۲)۔

متقدمین اور متاخرین کے درمیان نسخ کے مفہوم میں فرق ہے، اس لیے متقدمین کثرت سے آیتوں کو منسوخ کہتے ہیں۔ متقدمین میں اس لفظ کے کثرت استعمال ہی کی وجہ سے اس کی اہمیت تفسیر کے سلسلے میں بہت بڑھ جاتی ہے؛ ورنہ متاخرین نے نسخ کی حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے چند ہی آیتوں میں نسخ تسلیم کیا ہے۔ ابن العربی (محمد بن عبداللہ المالکی المتوفی ۵۴۳ھ) نے بیس اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے صرف پانچ آیتوں کو منسوخ مانا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے الفوز الکبیر میں اس سلسلے میں ایک حد تک شافی وکافی بحث کی ہے(۳)۔

اس بات کو دیکھتے ہوئے اس سلسلے میں مزید کسی کتاب سے واقفیت یا اس کی مراجعت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، تاہم تفسیر میں دلچسپی اور اس میں اختصاص کی خواہش

(۱) دیکھیے الناسخ والمنسوخ لأبی عبید، ص:۴ (۲) البرہان ۲/ ۲۸

(۳) عام ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات منسوخ ہے تو اس کو قرآن میں کیوں باقی رکھا گیا ہے، اس اشکال سے بچنے کے لیے کچھ لوگ دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں، ''لا نسخ فی القرآن'' کے نام سے مصر کے مشہور فاضل احمد حجازی السقا کی مستقل کتاب ہے

رکھنے والوں کی خاطر ہم یہاں چند اہم مطبوعہ کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱-**الناسخ والمنسوخ**، قتادة بن دعامة السدوسی (المتوفی:۱۱۷ھ) تحقيق د/حاتم صالح الضامن، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الاولى ١٤٠٤ھ/١٩٨٥م۔

۲-**الناسخ والمنسوخ في القرآن العزيز**،أبوعبيد القاسم بن سلام (المتوفى:٢٢٤ھ) تحقيق محمد بن صالح المديفر، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨ھ/١٩٩٧م

۳-**الناسخ والمنسوخ**، أبوجعفرالنحاس(أحمد بن محمد بن إسماعيل المرادي المتوفى:٣٣٨ھ) تحقيق شعبان محمد إسماعيل، مكتبة عالم الفكر، القاهرة، الطبعة الاولى ١٤٠٧ھ، وتحقيق محمد عبد السلام محمد، مكتبة الفلاح، الكويت، الطبعة الاولى ١٤٠٨ھ، ومؤسسة الكتب الثقافية، بيروت، الطبعة الاولىٰ ١٤٠٩ھ

۴-**الناسخ والمنسوخ**، ابن العربی(أبوبكرمحمد بن عبدالله المعافري المتوفى: ٥٤٣ھ) تحقيق د/عبدالكبير العلوي المدعري،مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة.

۵-**نواسخ القرآن**، ابن الجوزی: أبوالفرج عبدالرحمن بن علي التيمي القرشي البغدادي (المتوفى: ٥٩٧ھ)، تحقيق محمد أشرف علي الملباري، الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة الاولىٰ ١٤٠٤ھ/١٩٨٤م

۶- **المصفى بأكف أهل الرسوخ من علم الناسخ والمنسوخ**، ابن الجوزی: أبوالفرج عبدالرحمن بن علي المتوفى ٥٩٧ھ، تحقيق د/حاتم صالح الضامن، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة ١٤١٥ھ (یہ کتاب ان کی پہلی کتاب کا اختصار ہے، اصل اور مختصر دونوں مختلف ناموں سے معروف ہیں، جن کا تذکرہ نواسخ القرآن کے محقق نے اپنے مقدمے میں کیا ہے)۔

۷- **النسخ في القرآن الكريم**،د/مصطفى زيد، دارالوفاء، المنصورة، مصر، الطبعة الثالثة ١٤٠٨ھ، نیز دارالفکر بيروت ۔

دوسری فصل

اسباب نزول اور اس سے متعلق اہم کتابیں

اسباب نزول کی روایتیں کثرت سے ہیں، اور مفسرین نے اس فراوانی سے ان کا ذکر کیا ہے جس کا فہم قرآن سے کوئی تعلق نہیں، نہ ان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؛ بلکہ خطرہ ہے کہ اسباب نزول کا کثرت سے تذکرہ کہیں قرآن کریم کی تعلیمات وہدایات کی محدودیت کا ذہن نہ بنادے! تاہم معدودے چند مقامات ایسے ہیں جہاں اسباب نزول سے واقفیت کے بغیر چارہ نہیں، اور ان موقعوں پر اسباب نزول کا علم نہ رکھنے سے قرآن کا مطلب غلط سمجھنے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے علماء نے اس موضوع پر بڑی توجہ دی، ہم چند اہم کتابوں کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

۱- **أسباب النزول**، للواحدی: أبی الحسن علی بن أحمدالواحدی النیسابوری (المتوفی: ٤٦٨ھ) یہ اس موضوع کی سب سے مشہور کتاب ہے، متعدد اہل علم کی تحقیق کے ساتھ، متعدد ناشرین نے اس کو شائع کیا ہے، ایک اچھا نسخہ ڈ/مصطفی دیب البغا کی تعلیق وتخریج کے ساتھ دارابن کثیر دمشق وبیروت نے شائع کیا ہے۔ نیز واحدی کے شاگرد بدرالدین ابونصر محمد بن عبداللہ الأرغیانی (المتوفی ۵۲۹ھ) کی روایت والا اس کا ایک معتبر ترین نسخہ کچھ عرصے قبل پہلی دفعہ ڈ/ ماہر یاسین الفحل کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ (دارالمیمان، الریاض، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء)

۲- **العجاب فی بیان الأسباب**، لابن حجر: أحمد بن علی العسقلانی (المتوفی: ۸۵۲ھ) تحقیق عبدالحکیم الأنیس، دار ابن الجوزی، الدمام والریاض، الطبعة الاولیٰ ١٤١٨ھ/١٩٩٧م، اور ایک ایڈیشن فواز احمد زمرلی کی تحقیق

کے ساتھ دارابن حزم بیروت نے شائع کیا ہے۔ (الطبعۃ الاولی ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)۔

یہ اسباب نزول کے سلسلے میں بہت جامع کتاب ہے، اس کے ساتھ حافظ ابن حجر نے اس کتاب کے شروع میں تفسیر سے متعلق اہم بحثیں کی ہیں۔

۳- **لباب النقول فی أسباب النزول**، للسيوطي: عبدالرحمن بن أبي بكر (م ۹۱۱ھ) اس کے متعدد ایڈیشن مختلف محققین کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔

۴- **المحرر في أسباب نزول القرآن** (من خلال الكتب التسعة دراسة الأسباب رواية ودراية، د/خالد بن سليمان المزيني، دارابن الجوزي، الدمام، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۷هـ

۵- **الاستيعاب في بيان الأسباب** (أول موسوعة علمية حديثية محققة في أسباب نزول أي القرآن)، سليم بن عيدالهلالي ومحمد بن موسى آل نصر، دارابن الجوزي، الطبعة الاولى ۱٤۱۵هـ

۶- **الجامع العام الصحيح لأسباب نزول آي القرآن**، طارق بن عاطف، مكتبة ابن عباس، المنصورة، مصر، ۲۰۱۱م

۷- **الصحيح المسند من أسباب النزول**، أبوعبدالرحمن مقبل بن هادي الوادعي، دارالآثار، صنعاء، الطبعة السابعة (مزيدة) ۱٤۳۰هـ/۲۰۰۹م

۸- **الصحيح من أسباب النزول**، عصام بن عبدالمحسن الحميدان، مكتبة المجتمع، الخبر، السعودية، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ/۱۹۹۹م

۹- **تسهيل الوصول إلى معرفة أسباب النزول**، خالد العك، دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ۲۰۰۰م

۱۰- **صحيح أسباب النزول**، إبراهيم محمد العلي، دارالقلم، دمشق، الطبعة الأولى ۲۰۰۳م

تیسری فصل

اقسام القرآن کی اہمیت اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن کریم میں بات کو مؤکد کرنے کے لیے مختلف چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے، ان قسموں کی حقیقت اور سیاق وسباق سے اس کی مناسبت جاننے سے صحیح فہم قرآن میں مدد ملتی ہے۔ عام طور پر یہ غلط فہمی ہے کہ قسم، مقسم بہ کی عظمت کی وجہ سے کھائی جاتی ہے، جب کہ اصل بات یہ ہے کہ مقسم بہ اور مقسم علیہ کے درمیان نہایت گہرا تعلق ہوتا ہے، اور اس تعلق کے پس منظر میں عجیب وغریب حقائق بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں پانچ کتابیں ہمارے علم میں ہیں:

۱- **التبيان في أقسام القرآن**، ابن القيم: محمد بن أبي بكر الزرعي الدمشقي (المتوفى: ۷۵۱هـ) مكتبة الرياض الحديثة، الرياض (۱۳۸۸هـ) وبتعليق محمد حامد الفقي، دارالمعرفة، بيروت، وبتعليق محمد زهري النجار، المؤسسة السعيدية بالرياض، وبتحقيق محمد شريف سكر، دار إحياء العلوم بيروت (الطبعة الاولىٰ ۱٤۰۹هـ) وبتحقيق فواز أحمد زمرلي، دارالكتاب العربي، بيروت (الطبعة الاولىٰ ۱٤۱٤هـ) وبتحقيق أبو صهيب الكرمي، بيت الأفكار الدولية (۲۰۰٤م)

علامہ ابن قیم نے اپنی اس کتاب میں اکثر موقعوں پر آیاتِ قسم کی تفسیر اسی طرح کرنے کی کوشش کی ہے جس سے مقسم بہ اور مقسم علیہ کے درمیان تعلق کی نوعیت واضح ہو، کہیں کہیں مقسم بہ کی عظمت کی بات بھی کہی ہے۔

۲- **الإمعان في أقسام القرآن**، حميد الدين (عبدالحميد) الفراهي

(المتوفی ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰م) دار القرآن الکریم، الکویت، ۱۴۰۰ھ نیز دار القلم، دمشق (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴م) اس سے پہلے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ سے شائع ہوئی تھی۔

یہ اپنے موضوع پر بے نظیر کتاب ہے، اس کا اردو ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی کے قلم سے اقسام القرآن کے نام سے شائع ہوا ہے۔ (دائرہ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ)

۳- آیات القسم فی القرآن الکریم، أحمد کمال محمد المهدي، انھوں نے اس عنوان پر ماجستیر (ایم-اے) کا مقالہ لکھ کر جامع ازہر کے کلیۃ أصول الدین میں پیش کیا، ۱۹۶۸ء۔(۱) یہ کتاب غالباً ابھی شائع نہیں۔

۴- القسم فی القرآن الکریم، آفتاب عالم منظور الندوی، انھوں نے لکھنؤ یونی ورسٹی سے ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء میں اس عنوان پر پی-ایچ-ڈی کا مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

انھوں نے اس میں قسم کے تمام متعلقات پر علمی انداز سے وقیع گفتگو کی ہے۔ خاص طور پر مقسم بہ اور مقسم علیہ میں جو تعلق ہوتا ہے، اس کی وضاحت کی کوشش کی ہے۔

غالباً یہ کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی، اصل مقالے کی ایک فوٹو کاپی علامہ شبلی لائبریری ندوۃ العلماء میں موجود ہے۔

۵- قرآن کی قسموں کا ادبی اور سائنٹفک جائزہ، از ڈاکٹر مرضیہ عارف، بھوپال، ۲۰۰۶ (ملنے کا پتا: 20, Ghati Bharbhoonja Road, TalayyaBhopal-46200)

مصنفہ ڈاکٹر مرضیہ عارف بھوپال کے معروف اسلامی صحافی جناب عارف عزیز صاحب کی صاحب زادی ہیں۔ یہ ان کا پی-ایچ-ڈی- کا مقالہ ہے، یہ ایک قابل قدر علمی و تحقیقی کاوش ہے، اس سے قرآن کریم کے طالب علموں کو ضرور مستفید ہونا چاہیے۔

---

(۱) دیکھیے دراسات فی علوم القرآن الکریم، ص: ۴۱۹

چوتھی فصل

امثال القرآن کی اہمیت اور اس سے متعلق اہم کتابیں

امثال قرآن کا علم رکھنا اور اس کی حقیقت جاننا فہم قرآن کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے، متعدد علمائے کبار نے اس کی اہمیت بیان کی ہے(۱)۔

امام شافعی تو مجتہد کے لیے امثال قرآن کا علم ضروری قرار دیتے تھے(۲)۔

امثال القرآن پر سب سے پہلی کتاب امثال القرآن کے نام سے جنید بن محمد القواریری (التوفی ۲۹۷یا۲۹۸ھ) نے لکھی، پھر متعدد لوگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھیں، ہم یہاں اس سلسلے کی چند اہم کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں، اکثر کتابیں جدید مصنفین کی ہیں:

۱- **أمثال القرآن**، لابن القيم(م ۷۵۱هـ) تحقيق ناصر بن سعدالرشيد، مطابع الصفا، مكة المكرمة، الطبعة الثانية ۱٤۰۲هـ/۱۹۸۲م ،ایک ایڈیشن الأمثال فی القرآن الكريم کے نام سے سعید محمد نمر الخطیب کی تحقیق کے ساتھ دارالمعرفہ بیروت نے شائع کیا ہے(۱۹۸۱ء)

یہ کتاب دراصل ان کی مشہور کتاب أعلام الموقعین کا ایک حصہ ہے۔

سید محمد غیاث الدین مظاہری الہ آبادی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے (دارالترجمۃ والتالیف، خیراباد، سلطان پور، ۱۴۰۶ھ)

۲- **الأمثال فی القرآن**، محمود بن الشريف، دارالمعارف، مصر، ۱۹٦٥م

۳- **الأمثال القرآنية** (دراسة وتحليل وتصنيف ورسم لأصولها

(۱) دیکھیے الاتقان، ص:۷۳۵ (۲) دیکھیے البرہان، ۶۸۰/۱

وقواعدها ومناهجها) عبدالرحمن حسن حبنكه الميدانی، دارالقلم، دمشق وبیروت، الطبعة الاولی ۱٤۰۰هـ/۱۹۸۰م

۴- **الأمثال فی القرآن الکریم**،سمیح عاطف الزین، دارالکتاب اللبنانی، بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱٤۰۷هـ

۵- **ضرب الأمثال فی القرآن: أهدافه التربویه وآثاره**، عبدالمجید البیانوی، دارالقلم، دمشق، والدارالشامیه، بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱٤۱۱هـ

۶-**موسوعة الأمثال القرآنیة**،د/محمد عبدالوهاب عبداللطیف،یہ کتاب دوحصوں میں ہے۔

۷- **أمثال القرآن**، للشریف منصوربن عون العبدلی ،یہ ان کے ماجستیر (ایم-اے) کا مقالہ ہے، جوانھوں نے کلیۃ الشریعۃ مکۃ المکرمہ میں پیش کیا تھا، (۱۳۹۴ھ)معلوم نہیں شائع ہوا ہے یا نہیں۔

۸-**المدلولات التربویة للأمثال القرآنیة**، دراسة تحلیلیة لنصوص القرآن، إعداد: یزید حمزاوي، یہ ان کے ماجستیر کا مقالہ ہے جوانھوں نے قسم علم النفس وعلوم التربیة والأرطوفونیا، کلیة العلوم الإنسانیة والاجتماعیة، جامعة الجزائر میں لکھا تھا(۲۰۰۵ء-۲۰۰۶ء)

۹- **الأمثال القرآنیة(القیاسیة المضروبة للإیمان بالله)** د/عبدالله بن عبدالرحمن الجربوع، انھوں نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں اس عنوان سے پی-ایچ-ڈی کا مقالہ لکھا تھا، عمادة البحث العلمی، الجامعة الإسلامیة بالمدینة المنورة نے ۱۴۲۷ھ میں اس کو تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔

پانچویں فصل

قصص القرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن کریم نے عبرت و نصیحت کے لیے کثرت سے قصے بیان کیے ہیں، انبیاے سابقین اور ان کی اقوام کے علاوہ دوسرے بعض صلحاء کے قصے بھی اس میں وارد ہوئے ہیں، قرآن کریم نے اپنے اسلوب کے مطابق اکثر قصوں کے بعض ضروری حصے بیان کیے ہیں، اور کبھی قصے کا ایک حصہ ایک جگہ اور دوسرا حصہ دوسری جگہ ہے اور کہیں اجمال وابہام سے کام لیا ہے، ان قصوں کی پوری واقفیت فہم قرآن کے لیے ضروری ہے، اگرچہ عام مفسرین اپنی حد تک اس کو بیان کرتے ہیں، تاہم متعدد علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس طرح کی چند کتابیں یہ ہیں:

۱- **قصص القرآن**، تالیف محمد أحمد جاد المولى ومحمد أبو الفضل إبراهيم وعلى محمد البجاوي والسيد شحاتة، المكتبة التجارية الكبرى مصر، الطبعة العاشرة (۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) اس کا ایک ایڈیشن جس کے غلاف پر بحیثیت مؤلف صرف محمد احمد جاد المولی کا نام ہے، المکتبۃ الأمویہ دمشق و بیروت نے شائع کیا ہے، اور جدید ایڈیشن ابتدائی تین ناموں کے ساتھ المکتبۃ العصریۃ، صیدا- بیروت نے شائع کیا ہے (۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵)۔

اس کتاب میں کوئی تحقیق معلوم نہیں ہوتی، صرف مرتب انداز میں قصے بیان کیے گئے ہیں۔

۲- **القصص القرآني: عرض وقائع وتحليل أحداث**، تاليف د/صالح الخالدى دار القلم دمشق، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

یہ کتاب چار جلدوں میں ہے اور اپنے موضوع پر مفید ہے، مگر اس میں صرف قرآن میں مذکور انبیاء کے قصے ہیں، دوسرے قصوں کا انھوں نے تذکرہ نہیں کیا۔

۳- **القصص القرآني في مفهومه ومنطوقه**، عبد الكريم الخطيب، دار الفكر العربي۔

۴-**الفن القصصي في القرآن الكريم**، محمد أحمد خلف الله، مكتبة الانجلو المصرية.

۵-**نظرات تحليلية في القصة القرآنية**، محمدالمجنوب، دارالشواف، الرياض.

۶-**بحوث في قصص القرآن**،السيد عبدالباسط عبدربه، دارالكتاب اللبناني.

۷- **معالم الدعوة في قصص القرآن الكريم**،الدكتور عبدالوهاب بن لطف الديلمي، دارالمجتمع، جدة، الطبعة الأولىٰ (۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)

یہ دوجلدوں میں ایک بہت مفید کتاب ہے، یہ دراصل ان کا پی-ایچ-ڈی کا مقالہ ہے،اس میں انھوں نے چارابواب کے تحت بحث کی ہے: ۱-أسس الدعوة فی القصص القرآنی ۲-أساليب الدعوة ۳-مواقف الأمم من الدعوة ٤- انتصار الحق۔

۸- **المستفاد من قصص القرآن**، الدكتور عبدالكريم زيدان، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

کتاب دوجلدوں میں ہےاورنہایت مفید ہے، پہلے "المبحث الاول خلاصة القصة وتفسير آياتها" کاعنوان قائم کرکےقصہ بیان کرتے ہیں اورمتعلقہ آیات کی تفسیر کرتے ہیں، پھر" المبحث الثانی ما يستفاده من قصةإبراهيم (مثلاً) للدعوة والدعاة" کاعنوان قائم کر کے قصے کےفوائداورسبق آموز پہلوؤں کاحسن سلیقہ سےتذکرہ کرتے ہیں،ضرورتاًانھوں نےکہیں المبحث الثالث، المبحث الرابع وغیرہ کابھی اضافہ کیاہے۔آخری مبحث قصے کےفوائد پر مشتمل ہوتی ہے۔

۹-**قصص القرآن**،ازمولاناحفظ الرحمٰن سیوہاروی (التوفی ۱۹۶۲ء) ندوۃالمصنفین دہلی۔

کتاب چارجلدوں میں ہےاوراپنی بعض تحقیقات میں بےنظیر ہے،کتاب کی زبان اردو ہے،مگراپنی متعدد تحقیقات کے لحاظ سے عربی میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں۔ساتھ ساتھ مولانا نے ہرقصے کے اخیر میں نتائج وعبریاعبروبصائر کےعنوان سے قصے سے حاصل ہونے والےعبرت وبصیرت کے پہلوؤں کوخاص طور پرنمایاں کیاہے۔

مطالعۂ قرآن سےدلچسپی رکھنےوالوں کوان آخری تین کتابوں سےضرورفائدہ اٹھاناچاہیے۔

چھٹی فصل

تکرار قرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن کریم کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ قرآن مجید میں ایک بات بار بار اور مختلف سورتوں میں کہی گئی ہے، قصوں میں کچھ زیادہ ہی یہ بات نظر آتی ہے، نا سمجھ نہیں جانتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے، اور معترضین تو اس کو قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کا ذریعہ بناتے ہیں کہ یہ بلاغت کے خلاف ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن کریم کی بلاغت اور انوکھے اور نہایت مؤثر اسلوب کی روشن دلیل ہے۔

بعض مفسرین تکرار کے اسرار کی وضاحت کرتے ہیں مگر عام مفسرین ایسے موقعوں سے یوں ہی گزر جاتے ہیں، کوئی اس کی حقیقت پر نظر کرے اور اس کے مقاصد سے واقفیت حاصل کرے تو قرآن کریم کے اسلوب کی جدت اور غایتِ بلاغت کے نئے پہلو اس کے سامنے آجاتے ہیں؛ اس لیے بعض اہل علم نے اس پر مستقل لکھا ہے، اس طرح کی کچھ کتابیں حسب ذیل ہیں:

۱-**أسرار التكرار فی القرآن**، محمود بن حمزہ بن نصرالكرماني (المتوفی ٥٠٥ھ) تحقيق عبدالقادر أحمد عطا، دارالاعتصام، القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٩٦ھ، نیز دارالفضيلة، القاهرة۔

۲-**أسرار التكرار فی لغة القرآن**، د/محمود السيدشيخون، مكتبة الكليات الأزهرية، القاهرة، ١٤٠٣ھ/١٩٨٣م۔

۳-**قضايا التكرار فی القصص القرآني**، للدكتور القصبي محمود زلط،

دارالأنصار، القاهرة، الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۸ھـ۔

۴-مکرراتِ قرآن: قرآن کریم میں آیات وقصص کا مکرر نزول اسباب واسرار، مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ، عرشی پبلی کیشنز انڈیا، چوڑی والاں، دہلی، باراول ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

۵- یہاں ایک کتاب ''ملاک التأویل'' قابل ذکر ہے، اس کا پورا نام ''**ملاک التأویل القاطع بذوي الإلحاد والتعطیل فی توجیه المتشابه اللفظ من آي التنزیل**'' ہے۔ اس کے مصنف ابوجعفر احمد بن ابراہیم بن الزبیر الثقفی الغرناطی (م ۷۰۸ھ) ہیں، مطبوع بتحقیق سعید الفلاح، دارالغرب الاسلامی، الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، اور ایک ایڈیشن د/محمود کامل احمد کی تحقیق کے ساتھ دارالنہضۃ العربیۃ، بیروت نے شائع کیا ہے، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

یہ ایک نہایت وقیع کتاب ہے۔ اس کتاب کا امتیاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک قصہ مختلف انداز سے جو بار بار آیا ہے، یا ایک بات الگ الگ انداز سے جو بیان ہوئی ہے، کبھی تقدم وتاخر کے ساتھ، کبھی الفاظ کا فرق اور کبھی الفاظ کی کمی اور کبھی زیادتی، ان میں کیا معانی پنہاں ہیں، اور کیا فوائد اور حکمتیں پوشیدہ ہیں؟ مصنف نے اپنی اس کتاب میں ان حقائق کو اجاگر کیا ہے اور بہت شاندار انداز سے کیا ہے کہ قرآن کا اعجاز ظاہر ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ مختلف ویب سائٹس پر تکرار فی القرآن کے موضوع پر اچھے اچھے مضامین ہیں، مثلاً ظاهرة التكرار في القرآن (موقع الأرقام)، التكرار في القرآن الكريم (منتدى التوحيد)، التكرار في القرآن: أنواعه وفوائده (الإسلام سؤال وجواب)۔

ساتویں فصل

ربط و نظمِ قرآن اور اس سے متعلق اہم کتابیں

قرآن مجید کا ایک بہت بڑا اعجاز اس کی ترتیب اور کلام کے درمیان پایا جانے والا ربط و نظم ہے، سب جانتے ہیں کہ قرآن تیئس سال کے طویل عرصے میں مختلف اوقات اور مختلف حالات میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا، اس کے باوجود اس کی سورتوں کے درمیان ہی نہیں ہر سورت کی آیتوں کے درمیان بھی جو ربط اور حسنِ ترتیب ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، اور قرآن کریم کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ کسی انسان سے یہ ممکن نہیں، اسی لیے اکثر علماء کی رائے ہے کہ قرآن کریم کی پوری ترتیب توقیفی ہے۔ اور جن علماء کا خیال ہے کہ سورتوں کی ترتیب صحابہ کے اجتہاد کا نتیجہ ہے، انھیں شاید اس حیثیت سے قرآن کریم کے اعجاز پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا، یا انھوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی، مگر جو اس حیثیت سے غور کرتے ہیں انھیں کوئی شبہ نہیں ہوتا کہ قرآن کی سورتوں اور آیتوں کی ترتیب پوری کی پوری من جانب اللہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تبینِ وحی سے فرماتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں آیت کے بعد اور فلاں سورت کو فلاں سورت کے بعد رکھنا (۱)۔

پھر اسی کے مطابق حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت میں مصحف کی صورت میں جمع کیا گیا۔

نظمِ قرآن کو جاننے سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں:

(۱) اس سے سورت کے مقاصد اور آیات کی غرض و غایت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

(۲) قرآن کی بعض مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں۔

(۳) آیات کی تفسیر میں مختلف آرا ہوں تو ربط معلوم ہونے سے کسی مفہوم کی ترجیح

(۱) اس سلسلے میں روایتوں کے لیے دیکھیے الاتقان، ص: ۱۵۹-۱۶۰ و ص: ۱۶۴-۱۶۶

آسان ہوتی ہے۔

(۴) اور سب سے بڑھ کر اس سے قرآن کریم کے عجیب وغریب اور حیرت انگیز اعجاز کا پتا چلتا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں: "أكثر لطائف القرآن مودعة في الترتيبات والروابط" یعنی قرآن کریم کے لطائف ونکات کا بڑا حصہ اس کے ربط وترتیب میں پوشیدہ ہے(۱)۔

نظمِ قرآن کا یہ اعجاز کئی طرح سے ظاہر ہوتا ہے، مثلاً:

(الف) آیتوں کے مابین ربط ونظم (ب) ہر سورت اور اس سے متصل سورت کے درمیان مناسبت (ج) ہر سورت کے شروع اور اس کے خاتمے کے درمیان مناسبت (د) سورت کے خاتمے اور متصل سورت کے آغاز کے درمیان مناسبت۔

اس موضوع پر لکھنے والوں نے ان تمام اقسام پر عموماً روشنی ڈالی ہے اور بعض نے کسی خاص پہلو پر بھی لکھا ہے۔

قرآن کریم کے اس معجزانہ پہلو پر متعدد مفسرین نے توجہ دی ہے، خاص طور پر امام رازی (م ۶۰۶ھ) اور مخدوم فقیہ مہائمی (م ۸۳۵ھ) نے پھر دورِ اخیر میں مولانا تھانوی (م ۱۳۶۲ھ)، مولانا حسین علی واں بچھرانوی (م ۱۳۶۳ھ)، مولانا حمید الدین فراہی (م ۱۳۴۹ھ) اور ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی (م ۱۹۹۷ء)، نیز علامہ ابن عاشور (م ۱۹۷۳ء)، شیخ وہبہ زحیلی (م ۲۰۱۵ء) اور شیخ محمد الأمین الهرري نے اپنی تفسیروں میں خصوصی طور پر اس پہلو کو نمایاں کیا ہے(۲)

اور متعدد علماء نے خاص اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں:

۱- البرهان في تناسب سور القرآن (ويسمى البرهان في ترتيب

---

(۱) التفسیر الکبیر ۱۰/۱۱۳

(۲) امام رازی کی تفسیر کبیر، مولانا تھانوی کی بیان القرآن، مولانا اصلاحی کی تدبر قرآن، ابن عاشور کی التحریر والتنویر، وہبہ زحیلی کی التفسیر المنیر اور شیخ محمد الأمین الہرری کی تفسیر حدائق الروح والریحان کے تعارف کے ضمن میں ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں، مولانا حسین علی کی خاص اس موضوع پر کتاب کا آگے ذکر آرہا ہے، نیز ان کے ممتاز شاگرد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (م ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) نے اپنے استاد کے اسلوب کے مطابق، بلکہ ان کے افادات پر مشتمل تفسیر جواہر القرآن مرتب کی ہے، جس میں اس پہلو پر بہت زور دیا گیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ رشیدیہ راولپنڈی سے تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

سور القرآن)، لأبي جعفر أحمد بن إبراهيم بن الزبير الثقفي الغرناطي (المتوفى: ۷۰۸ھ) تحقیق محمد شعبانی، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامیة، المغرب، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰م، وتحقیق سعید الفلاح، دار ابن الجوزی ۱۴۲۸ھ

۲-**نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور** ،لبرھان الدین البقاعی (إبراھیم بن عمر المتوفی :۸۸۵ھ) دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدر آباد سے ۲۲ جلدوں میں شائع ہوئی، بعد میں اسی کا عکسی ایڈیشن دار الکتاب الاسلامی مصر نے شائع کیا۔ پھر عبد الرزاق المہدی کی تحقیق سے دار الکتب العلمیۃ بیروت سے آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۵ھ)۔

۳-**تناسق الدرر فی تناسب السور** ، للسیوطي (المتوفی: ۹۱۱ھ) تحقیق:عبد اللہ محمد الدرویش، دار الکتاب العربی، سوریا، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳م وتحقیق:عبد القادر أحمد عطا.

اور ایک ایڈیشن "**أسرار ترتیب القرآن**" کے نام سے دار الفضیلۃ،القاھرۃ نے شائع کیا ہے،جس میں بحیثیت محقق عبد القادر احمد عطا و مرزوق علی ابراہیم کا نام ہے۔

۴-**مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع** ، للسیوطی، تحقیق د/محمد بن عمر بن سالم بازمول، المکتبۃ المکیۃ، مکۃ المکرمۃ (الطبعۃ الاولی ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) اور ایک ایڈیشن بتحقیق د/ عبد المحسن بن عبد العزیز العسکر، مکتبۃ دار المنھاج،الریاض (الطبعۃ الاولی ۱۴۲۶ھ)

اس کتاب میں سیوطی نے سورتوں کے اول وآخر میں مطابقت کا ذکر کیا ہے،اور خاص اس پہلو پر یہ منفرد کتاب ہے(۱)۔

(۱) بعض لوگوں نے نظم قرآن کے سلسلے میں سیوطی کی ایک اور کتاب "أسرار التأویل" کا بھی ذکر کیا ہے، جس کا پورا نام "قطف الأزھار فی کشف الأسرار" ہے، مگر یہ کتاب خاص اس موضوع پر نہیں ہے، بلکہ اس کا موضوع قرآن کریم کے تمام اسرار کی نقاب کشائی ہے، اس میں انھوں نے ہر سورت کو لے کر اس کے مختلف قسم کے اسرار سے بحث کی ہے، تقدیم وتاخیر، حذف وزیادت، ایجاز واطناب، تشبیہ واستعارہ، کنایہ وتعریض، اور بلاغت کے تمام اقسام کی معجزانہ رعایت۔ اسی ضمن میں ہر سورت کے اس کے بعد والی سورت سے ربط، اور تمام قسم کے اسرار وحکم کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اس طرح قرآن کے اعجاز پر یہ ایک بے نظیر اور منفرد کتاب ہے۔ دکتور احمد بن محمد الحمادی کی تحقیق کے ساتھ وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ، قطر نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء)۔

۵-سبق الغايات في نسق الآيات، ازحکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (ت۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) اس کا پہلا ایڈیشن مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۷ھ میں شائع ہوا تھا، اب جدید ایڈیشن مولانا عبیداللہ اسعدی کی تحقیق کے ساتھ ایفا پبلی کیشنز نئی دہلی نے شائع کیا ہے (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء)

۶-بلغة الحيران في ربط آيات القرآن، ازشیخ التفسیر مولانا حسین علی واں بچھرانوی (المتوفی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) یہ کتاب اردو میں ہے۔اس کے جامع مولانا کے ممتاز شاگرد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (ت:۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) اور مولانا محمد نذر شاہ ہیں، یہ کتاب کئی بار شائع ہو چکی ہے، مکتبۂ اخوت اردو بازار، لاہور نے بھی اس کا ایک ایڈیشن شائع کیا ہے (۲۰۰۳ء)۔

مولانا حسین علی نے پوری زندگی قرآنِ مجید پر غور کرنے میں گزاری، اس طویل غور وخوض کے بعد قرآن کریم کی آیات کے درمیان ربط کا بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی: انھوں نے ایک نیا سسٹم دریافت کیا جو سابقہ دریافت شدہ نظاموں سے بالکل الگ اور منفرد ہے(۱)۔

۷-جواهر البيان في تناسب سور القرآن، للشيخ عبدالله بن محمد الصديق الغماري (المتوفى ١٤١٣هـ) عالم الكتب، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

۸- إمعان النظر في نظم الآي والسور، از عنایت اللہ سبحانی، مؤسسۃ نظام القرآن، بلیریا گنج، اعظم گڑھ (الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)۔

۹-انھی کی ایک کتاب ہے البرهان في نظام القرآن، دارالكتب ودارالمجتمع، جدة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ/١٩٩٤م.

اس کتاب میں انھوں نے سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ اور آل عمران میں آیتوں کے درمیان جو حسنِ ترتیب ہے، اس کو بیان کیا ہے (یہ دراصل ان کی پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے اور پہلی کتاب ایم اے کا مقالہ)۔

---

(۱) محاضراتِ قرآنی، ص:۳۲۲

۱۰- **النظم الفني في القرآن** ،عبدالمتعال الصعيدي، مكتبة الآداب، القاهرة، ١٩٩٢م (اس سے پہلے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)۔

۱۱- **النظم القرآني وأثره في أحكام التشريع** ، د/ابراهيم رحماني، دار البشائر الإسلامية، الطبعة الاولىٰ ١٤٣١هـ/٢٠١٠م.

۱۲- **الإعجاز البياني في ترتيب آيات القرآن الكريم وسوره**،د/محمد أحمد يوسف القاسم، دار المطبوعات الدولية، ١٩٧٩م۔

اس علم کی اہمیت اور اس کے فوائد پر دکتور محمد بن عمر بن سالم بازمول نے **علم المناسبات في السور والآيات** کے نام سے کتاب لکھی ہے اور اسی کے ضمیمے کے طور پر سیوطی کی مراصد المطالع تحقیق سے شائع کی ہے (المکتبۃ المکیۃ ،مکۃ المکرمۃ ،الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)۔

اسی طرح اس سلسلے میں اردو میں ایک کتاب **نظم قرآن ایک تعارف** (افادات علامہ ابن تیمیہ، امام زرکشی، مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی) کے نام سے دائرۂ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ نے شائع کی ہے (۱۹۹۴ء)۔

نیز اس علم کی اہمیت کے سلسلے میں وقیع مقالات بعض عربی مجلّات میں شائع ہو چکے ہیں، مثلاً علم المناسبات وأهميته في تفسير القرآن الكريم، للدكتور نور الدين عتر، مجلة كلية الدراسات الإسلامية والعربية (العدد:١١، ١٤١٦هـ/١٩٩٥م)

أضواء على ظهور علم المناسبة القرآنية، لعبدالحكيم الأنيس، مجلة الأحمدية، دبي (العدد: ١١، جمادى الأولى ١٤٢٣هـ/٢٠٠٢م)

المناسبات وأثرها على تفسير القرآن الكريم، لعبد الله الخطيب ومصطفى مسلم، مجلة جامعة الشارقة للعلوم الشرعية و الإنسانية (المجلد: ٢، العدد: ربيع الثاني ١٤٢٦هـ/يونيو ٢٠٠٥م)

آٹھویں فصل

اسرائیلیات، اس کا حکم اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

علم تفسیر میں ایک اہم ترین مسئلہ اسرائیلی روایات کا وجود ہے، اسرائیلی روایات کی ایک قسم تو وہ ہے جس سے قرآنی حقیقتوں اور ہماری روایتوں کی تائید وتصدیق ہوتی ہے، اگرچہ اصولی لحاظ سے ہمیں ان روایتوں کی ضرورت نہیں، لیکن ہم ان سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور یہود ونصاری کے مقابلے میں بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔

دوسری قسم ان روایتوں کی ہے جن کے صحیح یا غلط ہونے کی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی، ان روایتوں کو بیان کرنا جائز ہے، اگرچہ اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔ اسی قسم کی روایتوں کے بارے میں ہے: حدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج (۱) یعنی بنی اسرائیل سے باتیں نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور انھی روایتوں کے بارے میں فرمایا گیا: إذا حدثكم أهل الكتاب فلا تصدقوهم ولا تكذبوهم (۲) جب اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ تم سے کچھ بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو۔ یہ واقعات عموماً ایسے ہوتے ہیں جن کے سچ ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور جھوٹ ہونے کا بھی گمان ہوتا ہے، لیکن بسا اوقات اس قدر عجیب وغریب اور حیرت انگیز باتیں ہوتی ہیں، جن کے غلط ہونے کا گمان غالب ہوتا ہے، ایسی باتوں کو بیان کرنے میں حتی الامکان احتیاط کرنی چاہیے۔

تیسری قسم میں وہ روایتیں ہیں جن کے بارے میں ہر صاحب ایمان فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ غلط ہیں، صریح جھوٹ ہیں، باطل ہیں، جیسے انبیاء کے بارے میں نازیبا بیانات۔

---

(۱) بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم ۳۴۶۱ (۲) مسند احمد ۴/ ۱۳۶ وسنن ابی داوٗد، رقم ۳۶۴۴

یہ دراصل یہود کی گہری سازش کا نتیجہ ہیں، ہوسکتا ہے کہ کچھ یہودیوں نے اسلام قبو ہوسکتا ہے کہ یہودیت سے اسلام قبول کرنے والے نومسلموں نے نادانی میں ان روایات کو پھیلانے اور عام کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہو۔افسوس کہ تفسیر کی بہت سی کتابیں ان سے آلودہ ہیں، ان کو بغیر تردید کے بیان کرنا جائز نہیں، اس کے باوجود متعدد مفسرین سے اس سلسلے میں چوک ہوئی ہے۔

تفسیر کا مطالعہ کرنے والوں اور تفسیر بیان کرنے والوں کو اسرائیلی روایات کے بارے میں بہت محتاط رہنا چاہیے۔متعدد اہل علم نے اس سلسلے میں مستقل کتابیں لکھی ہیں، چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں:

۱-**الإسرائيليات والموضوعات في كتب التفسير**،محمدبن محمد أبو شهبة (المتوفى ١٤٠٤هـ) مجمع البحوث الإسلامية (القاهرة) الطبعة الأولىٰ ١٣٩٣هـ، ومكتبة السنة، القاهرة، الطبعة الرابعة، ١٤٠٨هـ.

٢- **الإسرائيليات وأثرها في التفسير**،د/رمزي نعنانة، دارالضياء، بيروت، ١٩٧٠م.

٣-**الإسرائيليات في التفسير والحديث**،محمدحسين الذهبي، مكتبة وهبة، القاهرة، الطبعة الثالثه، ١٤٠٦هـ.

۴۔تفسیروں میں اسرائیلی روایات، مولانا نظام الدین اسیرادروی، مرکز دعوت اسلام،دیوبند۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

نویں فصل

مشکلات القرآن اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

مشکلات القرآن یعنی قرآن عظیم کے وہ مقامات جہاں پہلی نظر میں اشکال ہوتا ہے اور غور سے پڑھنے والا تھوڑی دیر کے لیے رک جاتا ہے، پھر اگر وہ فہم قرآن کے لیے ضروری علوم سے واقف اور ذہین ہے تو ان بہت سے دشوار مقامات کو خود غور وتدبر سے حل کر لیتا ہے، یا ماہرین قرآن نے جو حل پیش کیے ہیں، ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنا اشکال دور کرتا ہے۔

مشکلاتِ قرآن کی دو قسمیں ہیں: ایک اعرابی مشکلات، دوسری معنوی مشکلات، ان کی پھر ضمنی اقسام ہوتی ہیں، متعدد مفسرین نے اپنی تفسیروں میں مشکلات قرآنی پر خصوصی توجہ دی ہے، اسی طرح ہم نے یہاں فہم قرآن کے لیے ضروری موضوعات سے واقفیت کے تحت جن موضوعات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے بعض موضوعات کا تعلق دراصل مشکلات قرآن ہی سے ہے اور ان سے واقفیت سے بعض مشکلات کا حل مل جاتا ہے۔ مثلاً بعض جگہوں پر ناسخ ومنسوخ سے واقفیت اور بعض آیتوں میں اسبابِ نزول کا علم، اسی طرح تکرار قرآن کی حقیقت اور نظم قرآن کے علم سے بہت سی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے عصر صحابہ سے لے کر عصر حاضر تک متعدد کبار علماء اور ماہرینِ قرآن نے مشکلات قرآن کے موضوع پر خصوصی توجہ دی ہے۔ اس طرح اس موضوع پر دسیوں کتابیں وجود میں آئیں (۱)۔

متقدمین نے زیادہ تر اعرابی مشکلات پر توجہ صرف کی ہے، متوسطین نے عموماً اعرابی اور معنوی دونوں مشکلات سے بحث کی ہے، اور عصر حاضر کے علماء نے اکثر معنوی مشکلات کو موضوع بنایا ہے، ہم یہاں مشکلات قرآن پر لکھی ہوئی چند اہم مشہور کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو طبع شدہ ہیں تاکہ ان سے استفادہ آسان ہو:

---

(۱) عبداللہ بن حمد المنصور نے "مشكل القرآن الكريم: أسبابه وأنواعه وطرق دفعه" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس میں انھوں نے مشکل القرآن پر پچاس کتابوں کا تذکرہ کیا ہے (دار ابن الجوزی ۱۴۲۶ھ)

۱۔**تأويل مشكل القرآن**،لابن قتيبة: عبدالله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(المتوفى ٢٧٦هـ) تحقيق السيد أحمد صقر، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ/١٩٨١م ومكتبة دارالتراث، القاهرة، اورایک ایڈیشن بتحقيق إبراهيم شمس الدين، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٣هـ/٢٠٠٢م.

یہ کتاب مشکل القرآن کی اولین کتابوں میں ہے اورنہایت وقیع ہے،مختلف طرح کی مشکلات سےانھوں نے بحث کی ہے۔

۲۔**فوائد في مشكل القرآن**، لسلطان العلماء عزالدين عبدالعزيزبن عبد السلام (المتوفى:٦٦٠هـ)تحقيق د/سيدرضوان على، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة الاولىٰ ١٣٧٨هـ/١٩٦٧م ۔ اوردوسرا ترمیم واصلاح شدہ ایڈیشن دارالشروق جدہ نے شائع کیا۔۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

اعرابی اورمعنوی دونوں طرح کی مشکلات سےاس میں بحث کی ہے۔

۳۔ **أسئلة القرآن المجيد وأجوبتها** (أنموذج جليل فى أسئلة وأجوبة من غرائب آي التنزيل) لمحمد بن أبى بكر بن عبد القادر الرازى صاحب مختارالصحاح (المتوفى بعد٦٦٦هـ) پہلے نام سے یہ کتاب نجیب ماجدی کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے (المكتبة العصرية،صيدا، بيروت (۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء) اوربین القوسین نام سے محمد رضوان الداية کی تحقیق کے ساتھ دارالفکرالمعاصر، بیروت اوردارالفکر،سوریانے مشترک طور پرشائع کیاہے(الطبعة الثانية ۱۴۱۶)۔

یہ اس موضوع کی جامع ترین کتابوں میں ہے، بارہ سوچھتیس(۱۲۳۶) سوال وجواب پر مشتمل ہے، "فإن قيل" سےسوال قائم کرتےہیں اور"قلنا"سےجواب دیتےہیں اورتقریباًسب معنوی اشکالات ہی ہیں، کتاب کا اسلوب بہت سہل ہے اورترتیب قرآن کے مطابق ہے، اشکالات اورجوابات دونوں سادہ اورآسان زبان میں ہیں کہ متوسط طالب علم بھی بآسانی سمجھ سکے۔

۴۔**تفسير آيات أشكلت** (على كثيرمن العلماء حتى لا يوجد في طائفة من كتب التفسير فيها القول الصواب بل لا يوجد فيها إلا ماهوخطأ) لشيخ الإسلام ابن تيمية: أحمد بن عبدالحليم(المتوفى ٧٢٨هـ) تحقيق عبدالعزيز بن محمد الخليفة،

مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الاولیٰ ١٤١٧هـ، و دارالصميعي، الرياض، ١٤٢٤هـ.

الگ الگ فصلیں قائم کر کے متفرق آیات کے سلسلے میں ہونے والے اشکالات کا بہت تفصیل ووضاحت سے جواب دیا ہے۔

۵-**الروض الريان في أسئلة القرآن**، للشيخ شرف الدين الحسين بن سليمان زيان الطائي الحلبي (المتوفى ٧٧٠هـ) تحقيق عبدالحليم بن محمد نصار السلفي، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ/١٩٩٤م

قرآن کریم میں جہاں اشکال یا تشابہ ہوتا ہے، یا جہاں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، ان موقعوں پر سوال قائم کر کے نہایت آسان اسلوب میں علمی انداز سے جوابات دیے گئے ہیں، ۱۰۱۰ سوالات اوران کے جوابات پر مشتمل یہ کتاب دوجلدوں میں چھپی ہے، اور نہایت مفید ہے۔

۶-**فتح الرحمن بكشف ما يلتبس من القرآن**، للشيخ الإسلام زكريا بن محمد الأنصاري (المتوفى ٩٢٦هـ) ایک ایڈیشن شیخ محمد علی الصابونی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ (دارالجیل، بیروت، ۱۴۰۲ھ، از مقدمہ محقق) اور ایک ایڈیشن عبدالسمیع حسنین کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ الریاض الحدیثۃ نے شائع کیا ہے (الطبعۃ الاولی ۱۴۰۴ھ)

زیادہ تر معنوی اشکالات کا جواب ہے، اعراب واسلوب کے اشکال کا حل بھی کثرت سے ہے، ترتیب قرآن کے مطابق ہونے کی وجہ سے استفادہ آسان بھی ہے۔

۷-**مشكلات القرآن الكريم**، للشيخ محمد عبده (المتوفى ١٣٢٣هـ)، دارمكتبة الحياة، بيروت، ١٩٧٩م.

۸-**مشكلات القرآن**، للشيخ محمد أنورشاه الكشميري (المتوفى: ١٣٥٣هـ) المجلس العلمی ڈابھیل گجرات، ۱۳۵۷ھ، نیز المجلس العلمی جنوبی افریقہ، تقسیم کار: ادارۃ القرآن کراچی، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۱۹ھ۔

۹- **دفع إيهام الاضطراب عن آيات الكتاب**، للشيخ محمد الأمين الشنقيطي (المتوفى: ١٣٩٣هـ) ان کی مشہور تفسیر أضواء البيان کے اخیر میں بطور ضمیمہ شائع ہوئی ہے۔

۱۰-**مشکلات القرآن یا قرآنی مطالعہ بیسویں صدی میں**، از مولانا عبدالماجد دریابادی (المتوفی: ۱۹۷۷ء) ڈی عبدالواحد اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن، ۱۹/رو یپری ہائی روڈ، مدراس-۳

باب ہفتم

قرآن کا سائنسی اعجاز اور اس سلسلے میں اہم کتابیں

(۱)

پہلی فصل

قرآن کے سائنسی اعجاز کی حقیقت اور اس سے واقفیت کی ضرورت

عربی واُردو کی اہم تفسیروں سے واقفیت کے بعد عصر حاضر کے لحاظ سے قرآن کریم کی طرف ہمیں رخ کرنا چاہیے۔ قرآن ایک معجزانہ کتاب ہے۔ قرآن مجید کی اصل وجہِ اعجاز کیا ہے؟ ہمارے قدیم علماء نے اس پر مفصل بحثیں کی ہیں: کوئی زبان کی فصاحت اور حسنِ انشاء کے لحاظ سے اس کو معجزہ قرار دیتا ہے تو کوئی معانی ومطالب کی بلندی وجامعیت کے لحاظ سے اس کو معجزہ سمجھتا ہے، کوئی کچھ اور۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ جہاں لفظ کی جزالت اور تعبیر کی بلاغت کے لحاظ سے معجزہ ہے، وہیں معانی کی رفعت، مطالب کی جامعیت اور مضامین کی ندرت کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے، بلکہ اس کے وجوہ اعجاز کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔

خود قرآن کریم میں اس کی طرف اشارہ ہے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (۱) ہم نے اس قرآن میں کسی چیز کی کمی نہیں رہنے دی۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے "لا تنقضي عجائبه" (۲) یعنی اس کے عجائبات ختم ہونے کے نہیں۔

اس کے وجوہِ اعجاز کی کوئی انتہا نہیں، سیوطی نے لکھا ہے کہ بعض علماء نے قرآن کریم کے وجوہِ اعجاز اسّی تک بیان کیے ہیں، اس کو نقل کرنے کے بعد سیوطی فرماتے ہیں: والصواب أنه لا نهاية لوجوه إعجازه (۳)

اور خود سیوطی نے مذکورہ کتاب میں پینتیس وجوہ کا تذکرہ کیا ہے اور دوسرے علماء نے دیگر دوسرے وجوہ بیان کیے ہیں (۴)۔

قرآن کریم کے تمام وجوہِ اعجاز مسلّم اور ان میں ہر وقت اور ہر زمانے میں اضافے

---

(۱) الأنعام: ۳۸ (۲) حدیث کا حوالہ شروع کتاب میں گزر چکا ہے (۳) معترک الأقران ۱/۳

(۴) ڈاکٹر محمود احمد غازی نے المدخل الوجيز إلى دراسة الإعجاز في الكتاب العزيز کے نام سے کتاب لکھی ہے، اس میں انھوں نے بعض جدید وجوہِ اعجاز کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب دار البشائر الاسلامیہ، بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ الطبعة الاولیٰ ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء

کے امکانات روشن؛ لیکن آج کے دور میں قرآن کے معجزانہ پہلوؤں میں سب سے مؤثر پہلو قرآن کا سائنسی اعجاز ہے۔

علم جدید کے حقائق اورآیات قرآنیہ میں بیان کردہ حقائق کے درمیان توافق اور یکسانیت کا نام قرآن کا علمی یا سائنسی اعجاز ہے۔ سائنس کے ہر انکشاف کو قرآنی حقائق پر منطبق کرنے کی کوشش اوراس کے لیے الفاظ قرآنی کی بے سروپا تاویل کرنا یا سائنس کے بیان کردہ ہر نظریے اوراس کی ثابت کردہ ہر تحقیق کی تصدیق وتائید قرآن کریم میں تلاش کرنا توزیادتی ہے، اور یہ کوشش، ہدایتِ قرآنی سے بہت دور لے جائے گی اور قرآن کتابِ ہدایت اوردستورِ حیات ہونے کے بجاے سائنس کی محض ایک کتاب ہوکررہ جائے گا۔ سائنسی نظریات (جن کو تحقیق کہہ کر پیش کیا جاتا ہے) آئے دن بدلتے رہتے ہیں، جب کہ قرآن کے بیانات اٹل اورناقابل تبدیل حقائق ہیں، تو اگر کسی دن وہ نظریہ بدل جائے تو قرآن کی آیات میں شبہ ہونے لگ جائے گا! اس لیے اس معاملے میں احتیاط اوراعتدال کی ضرورت ہے۔ سائنس کے ہر نظریے اورانکشاف کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کے بجاے، سائنس کے تسلیم شدہ حقائق کو قرآنی حقائق کی تصدیق کرنے والے کے طور پر دکھانے کی ضرورت ہے۔ قرآن اصل ہے، سائنس اس کی مؤید نہ کہ سائنس کو اصل قرار دے کر قرآن کو اس کا مؤید بنانے کی کوشش کی جائے!(۱)

یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اوراللہ عالم الغیب بلکہ علام الغیوب ہے، اورقرآن پیش کرنے والے نبی سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امی محض تھے۔ اس کے باوجود انھوں نے ایسے حقائق پیش کیے، جہاں سینکڑوں سال کی کوشش کے بعد

(۱) ڈاکٹر زغلول راغب النجار (جو قرآن کریم کے سائنسی اعجاز پر تحقیق کرنے والے سب سے بڑے محققین اور مصنفین میں سے ہیں) کی ایک کتاب ہے قضیة الإعجاز العلمی فی القرآن الكريم بين المؤيد والمعارض (جمعية المحافظة على القرآن الكريم، عمان-الأردن، الطبعة الثانية ۱٤۲۹ھ/ ۲۰۰۸م) اس میں انھوں نے قرآن کے سائنسی اعجاز کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔

انسان پہنچ سکا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾(۱) یعنی ہم ان کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں کائنات میں بھی اور ان کے اپنے اندر بھی، یہاں تک کہ یہ بات ان پر کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔

تفسیر کا درس دینے والوں اور قرآنیات کا مطالعہ کرنے والوں کو اعجاز قرآن کا یہ پہلو سامنے رکھنا چاہیے؛ تاکہ خود اپنے ایمان میں بھی اضافہ ہو اور جدیدیت پسند، نئے فلسفوں سے متاثر، مادہ پرستانہ نظریات اور ملحدانہ افکار وخیالات کے حامل یا اس سے متاثر افراد کے ایمان بچانے کی جدوجہد میں شامل ہوسکیں اور ان کے ذہن ودماغ کی تسلی وتشفی کا سامان بہم پہنچا کر اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہوسکیں!

بیسویں صدی سائنس کی ترقی کی صدی تھی، جب سائنس نے ترقی کی چوٹیاں سر کیں اور ایک سے بڑھ کر ایک چیز منکشف ہوئی، اور جوں جوں سائنس کی تحقیقات اور انکشافات سامنے آتے گئے قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نیا پہلو سامنے آیا؛ اس لیے کہ ان میں سے دسیوں چیزوں کے اشارے اور بعض چیزوں کی تفصیلات پہلے سے قرآن کریم میں موجود تھیں۔ قرآن کریم کے سائنسی اعجاز کا یہ پہلو اس قوت ووضاحت کے ساتھ سامنے آیا کہ دنیائے سائنس انگشت بدنداں ہوگئی۔ علمائے اسلام کو اللہ نے توفیق دی کہ ان قرآنی حقائق کو سائنس سے متاثر دنیا کے سامنے پیش کرکے قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کا اس کی زبان سے اعتراف کروائیں!

---

(۱) حم السجدۃ: ۵۳

دوسری فصل

الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم اور اس کا تعارف

سب سے پہلے اس کو موضوع بنا کر مصری عالم طنطاوی جوہری (متوفی ۱۳۵۸ھ/۱۹۴۰ء) نے "الجواهر في تفسير القرآن الكريم" کے نام سے ایک مفصل کتاب لکھی جو چھبیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پہلے مصر سے شائع ہوئی تھی (مطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة الثانية، ۱۳۵۰ھ) اب نیا ایڈیشن محمد عبدالسلام شاہین کے اعتنا کے ساتھ دارالکتب العلمیة بیروت لبنان نے آٹھ جلدوں میں شائع کیا ہے (۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)۔

اس میں انھوں نے فلکیات، طبقات الارض، ریاضی، طبیعیات، نباتات، حیوانات، مابعد الطبیعیات اور علم طب سے متعلق قرآنی آیات کی تشریح و ترجمانی کے ضمن میں سائنسی تحقیقات پیش کی ہیں۔

مگر وہ سائنسی اور دیگر عصری علوم کی تفصیلات میں جاتے ہوئے اکثر جگہوں پر تفسیر کی غرض وغایت سے بہت دور نکل گئے ہیں؛ یہاں تک کہ یہ کتاب سائنس اور علوم عصریہ کی کوئی کتاب معلوم ہوتی ہے؛ مگر چوں کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ عقلی وسائنسی علوم سے متعلق قرآنی آیات کی تشریح کر کے فہم قرآن کی راہیں کھولیں، کائنات کے اسرار سے لوگوں کو روشناس کرائیں، مسلمانوں کو سائنس اور علوم جدیدہ سے قریب کریں اور ان علوم سے متاثر لوگوں کو قرآنی حقائق سے آگاہ کریں۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے ایک بڑی خدمت انجام دی؛ چناں چہ علامہ سید سلیمان ندوی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا: اس تفسیر کی

تالیف سے انھوں نے زمانۂ جدید کے علوم عصریہ کے مقابلے میں وہی خدمت انجام دی ہے، جو آج سے ساڑھے سات سو برس پیشتر امام فخر الدین رازی نے قدیم یونانی علوم کے مقابلے میں انجام دی تھی، اور اسی لیے یہ کہنا غیر موزوں نہ ہوگا کہ شیخ طنطاوی کی یہ تفسیر چودھویں صدی ہجری کی تفسیر کبیر ہے(۱)۔

تیسری فصل

رابطہ عالم اسلامی کا شعبہ الإعجاز العلمي للقرآن اور اس کی خدمات

پھر جب رابطہ عالم اسلامی کا قیام (۱۹۶۲ء) عمل میں آیا تو اس نے کچھ عرصے کے بعد الإعجاز العلمي للقرآن (قرآن کا سائنسی اعجاز) کے نام سے مستقل شعبہ قائم کیا، جس کے تحت اس سلسلے میں مختلف موضوعات پر کتابیں شائع ہوئیں۔

(۱) معارف، جلد:۴۱، شمارہ:۲ (فروری ۱۹۳۸ء) ص:۹۱

چوتھی فصل

قرآن کے سائنسی اعجاز پر کام کرنے والے قابل ذکر مصنفین

پھر متعدد حضرات نے مقصد قرآن کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو اپنا موضوع بنا کر بڑی خدمت انجام دی، جن میں شیخ عبدالمجید زندانی، ڈاکٹر زغلول نجار اور ڈاکٹر ہارون یحیٰ اور برصغیر میں مولانا شہاب الدین ندوی (وفات: ۲۰۰۲ء) قابل ذکر ہیں۔

ہم یہاں پہلے ان مصنفین کی قرآن اور سائنس پر لکھی ہوئی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں، پھر دوسرے مصنفین کی اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔

شیخ عبدالمجید زندانی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی کتابیں

شیخ عبدالمجید زندانی: یمن کے مشہور عالم وداعی، علوم جدیدہ کے ماہر اور مجاہد ہیں۔ انہوں نے قرآن کے سائنسی اعجاز پر متعدد کتابیں لکھیں۔ ان کی کتابیں دو طرح کی ہیں: ایک وہ جو خاص اسی سے متعلق ہیں۔ دوسری وہ کتابیں جو ایمان وتوحید وغیرہ موضوعات پر ہیں؛ لیکن ان میں سائنس کو پیش نظر رکھ کر قرآنی حقائق پیش کیے گئے ہیں۔

پہلی قسم کی کتابوں میں یہ کتابیں ہیں:

۱۔ إنه الحق ۔ جو بہت مختصر، لیکن نہایت چشم کشا اور غالباً ان کی کتابوں میں سب سے مشہور کتاب ہے، اس کا انگریزی ہندی سمیت متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

اس میں آیتِ قرآنی ﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ (۱) کی روشنی میں کلام کیا گیا ہے۔ اور آیت ہی سے کتاب کا نام لیا گیا ہے۔

---

(۱) حم السجدہ: ۵۳

۲-تأصيل الإعجاز العلمي في القرآن والسنة

۳-علم الأجنة فی القرآن والسنة. جس کا اردو ترجمہ ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی بھٹکلی نے ''علم جنین قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کے نام سے کیا ہے (مکتبۃ الشباب العلمیۃ، لکھنؤ، ۲۰۱۲ء)

علم جنین جس کو انگریزی میں "Embryology" کہتے ہیں، یعنی بچہ ماں کے پیٹ میں کس طرح وجود میں آتا ہے اور کن مراحل سے گزر کر موجودہ صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن نے اس کے جو حقائق پیش کیے ہیں، سائنس اس کے سامنے حیرت زدہ ہے۔

۴-آیات اللّٰہ فی الآفاق. (مکتبۃ القرآن، القاہرۃ)

۵-یا أبناء الإسلام: دینکم دین الحق، و کل آیۃ فی القرآن إعجاز (مکتبۃ القرآن، القاہرۃ)۔

۶- الإعجاز العلمي

دوسری قسم کی کتابوں میں یہ کتابیں ہیں:

۱- الإيمان (اس کا اُردو ترجمہ ہمارے برادرِ عزیز مولوی محمد سمعان خلیفہ ندوی بھٹکلی نے کیا ہے (ناشر: ادارۂ احیائے علم و دعوت لکھنؤ، ومکتبۃ الشباب لکھنؤ)۔

۲- التوحيد

۳- توحيد الخالق

۴-العلاج هو الإسلام

۵- الإسلام أو الضّياع

شیخ زندانی کے ساتھ دوسرے سائنس دان، ڈاکٹرس اور علماء بھی کام کرتے ہیں، جن کے نام بعض کتابوں میں چھپے ہوئے ہیں۔

شیخ کی اکثر کتابیں جامعۃ الإیمان صنعاء، یمن سے چھپی ہیں۔ پہلی قسم میں نمبر ۲-۵ کو چھوڑ کر بقیہ سب کتابوں کا مجموعہ موسوعۃ العلامۃ الزندانی کے نام سے بترتیب دکتور علی

ابوالخیر، دارالخیر، دمشق نے شائع کیا ہے (الطبعۃ الأولیٰ: ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء)۔

ڈاکٹر زغلول النجار اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی کاوشیں

ڈاکٹر زغلول النجار، مصر کے بہت مشہور فاضل ہیں، قرآن وحدیث کے سائنسی اعجاز پر بہت کثرت سے اور بہت مدلل لکھنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

قرآن کے سائنسی اعجاز پر وہ مصری روزنامہ "الأھرام" میں ۲۹/ ذوالقعدہ ۱۴۲۲ء (۲۳/ اپریل ۲۰۰۱) سے ہر ہفتے ایک مضمون لکھ رہے ہیں۔ اس طرح وہ اس سلسلے میں سینکڑوں مضامین لکھ چکے ہیں۔ ان کے یہ مضامین مختلف عنوانات کے تحت الگ الگ ناموں سے کتابی صورت میں شائع ہو رہے ہیں۔

اسی طرح حدیث کے سائنسی اعجاز پر الأھرام میں لکھے ہوئے مضامین پر مشتمل ان کی کتاب دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی بعض کتابیں یہ ہیں:

۱- السماء فی القرآن الکریم (دارالمعرفۃ، بیروت۔ لبنان)

۲- الأرض فی القرآن الکریم (دارالمعرفۃ، بیروت۔ لبنان)

۳- الحیوان فی القرآن الکریم (دارالمعرفۃ، بیروت۔ لبنان)

۴- النبات فی القرآن الکریم، (مکتبۃ الشروق الدولیۃ، القاھرۃ، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء)

۵- الزلازل فی القرآن الکریم

۶- المفھوم العلمی للجبال فی القرآن الکریم

۷- حقائق علمیۃ فی القرآن الکریم

ڈاکٹر ہارون یحیٰ اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کی تحقیقات

ڈاکٹر ہارون یحیٰ اسلام اور سائنس کے درمیان تعلق کے حوالے سے ایک نہایت مشہور محقق ہیں۔ ان کا تعلق ترکی سے ہے، "سائنس ریسرچ فاؤنڈیشن" کے نام سے انھوں

نے ایک ادارہ قائم کیا ہے جو ایک مضبوط ادارہ ہے، یہ قرآن اور سائنس کے درمیان تطبیق اور اس کے علاوہ دورِ جدید میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لیے کام کرتا ہے، بالخصوص ڈارون پرستی کی تردید میں بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کر کے اس نے اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے۔ ڈارون کے نظریۂ ارتقا کو انھوں نے اس طرح لچر اور بے تکا ثابت کر دیا کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی اور کوئی جواب نہ بن پڑا، اب اس کی ہوا پوری طرح نکل چکی ہے، اس کی جگالی بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں!

قرآن اور سائنس ان کی مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱- معجزات قرآنی، اردو ترجمہ شیر محمد، فضلی سنز پبلی کیشنز، ٹمپل روڈ، اردو بازار کراچی، طبع چہارم ۲۰۰۶ء

۲- سلسلۂ معجزات، مترجم: عبدالخالق ہمدرد، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۳- قرآن رہنمائے سائنس، مترجم: محمد یحییٰ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۴- کائنات کی تخلیق، مترجم: علیم احمد، گلوبل سائنس ملٹی پبلی کیشنز، کراچی، طبع دوم ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء۔

۵- خلیہ ایک کائنات، مترجم: عبدالخالق ہمدرد، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۶- انکشافات قرآن (اسرار قرآنی)، مترجم: محمد یحییٰ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۷- کائنات کے سربستہ راز، مترجم: مہناز عطا چودھری، خزینۂ علم وادب، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۷ء۔

۸- دلائل وبراہین سے اللہ کی پہچان، مترجم: محمد نذیر احمد (حیدر آباد) ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، اشاعت دوم ۲۰۱۰ء۔

ان کے علاوہ قرآنی موضوعات پر ان کی دسیوں کتابیں ہیں، وہ خالص سائنسی موضوعات کو بھی قرآن کریم کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ایک سو ستر (۱۷۰) سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کی کتابوں کا بیس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے جن

میں اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، روسی، پرتگالی، انڈونیشی وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا شہاب الدین ندوی اور قرآن کے سائنسی اعجاز پر ان کے تحقیقی کام

مولانا شہاب الدین ندوی (متوفی: ۲۰۰۲ء) قرآن کے عصری سائنسی اعجاز کے حیرت انگیز محقق تھے۔ برصغیر میں وہ اس معاملے میں بالکل منفرد تھے، عالم اسلام میں بھی ان کی مثالیں کم سے کم تھیں۔ اس لیے عرب وعجم سب نے ان کو سراہا اور ان کی تحقیقات وخدمات کو وقت کی ضرورت اور ملت کا تقاضا قرار دیا۔ انھوں نے اپنی ساری صلاحیت قرآن اور سائنس کے درمیان تطبیق اور قرآن کے سائنسی اعجاز کو اجاگر کرنے میں صرف کی اور درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں۔

قرآن اور سائنس کے متعلق سے مولانا کی کتابیں حسب ذیل ہیں:

۱- چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں

۲- بیالوجی قرآن کی نظر میں

۳- قرآن حکیم اور علم نباتات

۴- تخلیق آدم اور نظریۂ ارتقا

۵- قرآن مجید اور دنیاے حیات

۶- اسلام اور عصر حاضر

۷- قرآن، سائنس اور مسلمان

۸- اسلام اور جدید سائنس

۹- جدید علم کلام

۱۰- قرآن اور نظامِ فطرت

۱۱- قرآن عظیم کا نیا معجزہ اور علماء کی ذمہ داریاں

۱۲- حیات ثانی کے عقیدے پر کلوننگ کی شہادت

۱۳- اکیسویں صدی کا جہاد، قرآن عظیم کے ذریعہ

۱۴- اسلام اور جدید عالمی نظام

۱۵- سورج کی موت اور قیامت

۱۶-قرآن عظیم کا نظامِ دلائل اور ملت اسلامیہ کی نشأۃ ثانیہ
۱۷-قرآن کا نظریۂ علم سائنسی اکتشافات کی روشنی میں
۱۸-چاند اور قیامت
۱۹-قرآن کا فلسفۂ کائنات اور اس کی ابدی سچائیاں
۲۰-عالم ربوبیت میں توحید شہودی کے جلوے
۲۱-ذاتِ باری تعالیٰ پر ایک نظر- قدیم وجدید نظریات کی روشنی میں
۲۲-تفسیر سورہ تکویر اور اس کے اسرار وعجائب
۲۳-قرآن اور سائنس میں کیا تعلق ہے؟

عربی میں مندرجۂ ذیل کتابیں ہیں، جن میں اکثر اُردو کے ترجمے ہیں:

١ـ بين علم آدم و العلم الحديث
٢ـ الأدلة العلمية الحديثة على المعاد الجسدي
٣ـ التجليات الربانية في عالم الطبيعة
٤ـ الاستنساخ الجيني لصدق المعاد الجسدي
٥ـ مشاهد الربوبية في دنيا النبات
٦ـ خلق آدم ونظرية التطور والإرتقاء
٧ـ القرآن الكريم وعلم الكلام الحديث
٨ـ نظرة على ذات الباري تعالىٰ في ضوء النظريات القديمة والحديثة
٩ـ موت الشمس ويوم القيامة
١٠ـ جغرافية الأجرام السماوية وبعض مافيها من أسرار الربوبية

ان موضوعات سے قریب قریب اُردو اور عربی میں مولانا کی اور بھی کتابیں ہیں، نیز بعض کتابیں انگریزی میں بھی دستیاب ہیں۔

مولانا کی ساری کتابیں ان کے اپنے ادارے فرقانیا اکیڈمی ٹرسٹ بنگلور سے شائع ہوئی ہیں۔

پانچویں فصل

قرآن کے سائنسی اعجاز پر دوسرے مصنفین کی اہم کتابیں

اب یہاں ہم قرآن کے سائنسی اعجاز پر دوسرے مصنفین کی بعض اہم کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ پہلے عربی پھر اُردو

عربی کتابیں:

١ـ آيات الله في الإنسان، للدكتور محمد راتب النابلسيي، (دار المكتبي، دمشق، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥هـ/٢٠٠٤م)

٢ـ آيات الله في الآفاق، محمد راتب النابلسيي، (دار المكتبي، دمشق، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥هـ/٢٠٠٤م)

٣ـ موسوعة الإعجاز العلمي في القرآن الكريم: القرآن والكون من الإنفجار العظيم إلى الانسحاق العظيم، أسامة على الخضر، (المكتبة العصرية، صيدا- بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م)

٤ـ آيات الله في الجبال والصحارى والغابات والنبات والثمار والأزهار والألوان، د/ماهر أحمد الصوفي، (المكتبة العصرية، صيدا۔ بيروت، ١٤٢٩هـ/٢٠٠٨م)

٥ـ آيات الله المبصرة، دكتور توفيق علوان، (دار بلنسية، الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ/٢٠٠٥م)

٦ـ آيات الله في النفس والروح والجسد، ماهر احمد الصوفي، (دار الرضوان)

٧ـ آيات الله في السماء، ماهر أحمد الصوفي

٨ـ آيات الله في البحار، ماهر أحمد الصوفي

٩ـ آيات طبيعية في القرآن، الدكتور كمال المويل(مكتبة الفارابي،دمشق، الطبعة الثانية، ١٤٢٣هـ /٢٠٠٢م)

١٠ـ القرآن والسكان، دكتور بحر الدين عوض، ومعه "نظرات في القرآن والسكان" الشيخ علي خشان، (معهد البحوث والدراسات الاجتماعية، دوحة- قطر)

١١ـ قراءة الكون في الذكر والفكر، بدر بن مرزوق العُضياني، (الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٨هـ /٢٠٠٧م)

١٢ـ أسرار الكون في القرآن، الدكتور داود سلمان السعدي، (دار الحرف العربي، بيروت-لبنان، الطبعة الثالثة ٢٠٠٧م)

١٣ـ التساؤلات الكونية على ضوء العلم والقرآن، محمد يوسف الساعي، (دار المعرفة، دمشق، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ/١٩٩٤م)

١٤ـإعجازات حديثة علمية ورقمية في القرآن، الدكتور رفيق أبو السعود، (دار المعرفة، دمشق، الطبعة الخامسة، ١٤١٨هـ/١٩٩٧م)

١٥ـ أضواء علمية على آيات من الإعجاز، قاسم لاشين، (دائرة الثقافة والإعلام، الشارقة، الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى ٢٠٠٢م)

١٦ـ الإعجاز العلمي للقرآن الكريم في قصة أهل الكهف والرقيم، دكتور مجدي إبراهيم السيد إسماعيل، (دار الإيمان، الإسكندرية، مصر)

١٧ـ موسوعة الإعجاز القرآني في العلوم والطب والفلك، دكتورة نادية طيارة، (مكتبة الصفا،أبو ظبي- مكتبة اليمامة، دمشق، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٨هـ /٢٠٠٧م)

١٨ـ موسوعة الإعجاز العلمي في القرآن الكريم والسنة المطهرة، يوسف الحاج أحمد، (مكتبة ابن حجر، دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ /٢٠٠٣م)

١٩ـ الموسوعة الذهبية في إعجاز القرآن والسنة النبوية، دكتور أحمد مصطفى متولي، (دار ابن الجوزي، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ /٢٠٠٥م)

٢٠ـ موسوعة الإعجاز العلمي في القرآن والسنة النبوية الشريفة، دكتور عبد الرحيم ماريني، (دار المحبة، دمشق-دار آية، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٦هـ/ ٢٠٠٧م)

٢١ـ موسوعة العلم الحديث في ميزان الكتاب والسنة، دكتور عبد الله عبد الرحيم العبادى (دار الثقافة، الدوحة، قطر، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ/٢٠٠٥م)

٢٢ـ روائع الإعجاز العلمي في القرآن والسنة النبوية، هيثم جمعة هلال، (دار الكتاب العربي، بيروت-لبنان ١٤٣٢هـ/٢٠١١م)

٢٣ـ الإعجاز العلمي في أسرار القرآن الكريم والسنة النبوية، محمد حسني يوسف، (دار الكتاب العربي، دمشق، لبنان، القاهرة، الطبعة الأولى ٢٠٠٦م)

٢٤ـ القرآن والعلم، أحمد محمود سليمان، (دارالعودة، بيروت، الطبعة الثانية، ١٩٧٨م)

٢٥ـ التفسير العلمي للآيات الكونية في القرآن، حنفي أحمد، (دارالمعارف، القاهرة)

٢٦ـ القرآن وعلوم الأرض، محمد سميح عافية، (الزهراء للإعلام العربي، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ/١٩٩٤م)

٢٧ـ الإعجاز العلمي في القرآن الكريم ـ منهج المعاهد القرآنية، محمد علي شفيق الندوي، (رابطة العالم الاسلامي، الهيئة العالمية لتحفيظ القرآن الكريم، إدارة البحوث والبرامج، ١٤٣٢هـ)

٢٨ـ الإعجاز القرآني في ضوء الاكتشاف العلمي الحديث، مروان وحيدشعبان تفتازي، (دارالمعرفة، بيروت)

٢٩ـ كشف الأسرار النورانية القرآنية، محمد بن أحمد الإسكندراني

٣٠ـ مادل عليه القرآن ممايعضد الهيئة الجديدة القويمة البرهان، محمود شكري الآلوسي.

٣١ـ القرآن ينبوع العلم والعرفان، علي فكري.

قرآن کے سائنسی اعجاز سے بحث کرنے والی اُردو کی چند کتابیں مندرجۂ ذیل ہیں:

۱- قرآن پاک اور اجرام فلکیہ از احمد حسین بھوانی پوری، (مدنی مکتبہ، ڈھاکہ، ضلع چمپارن، بہار ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) یہ غالباً اس موضوع پر اُردو میں لکھی جانے والی اولین کتابوں میں ہے۔ اس سے پہلے اس موضوع پر اردو میں لکھی ہوئی کوئی مستقل کتاب ہمیں نظر نہیں آئی۔

۲- بائبل، قرآن اور سائنس، از مورلیس بوکائلے۔ یہ اصلاً مورلیس بوکائلے کی LA BIBLE LE CORANEAT LE SCIENCE (لا بائبل لے کوران لے سائنس) کے نام سے فرانسیسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ہے۔ انگریزی اور عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

یہ اس کا اردو ترجمہ ہے از ثناء الحق صدیقی (تاج کمپنی دہلی ۱۹۹۲ء)

اس سے پہلے اس کا ایک ترجمہ: قرآن، بائبل اور سائنس کے نام سے منہاج الدین مینائی نے بھی کیا تھا (مکتبۃ الحسنات دہلی، بارِ اول ۱۹۸۱ء، بارِ دوم ۱۹۸۷ء)

۳- قرآنی آیات اور سائنسی حقائق از ڈاکٹر ہلوک نور باقی (ترکی) ترجمہ سید محمد فیروز شاہ۔ اصل کتاب کس زبان میں اور کس نام سے ہے، عرض مترجم میں کوئی صراحت نہیں۔ یہ اس موضوع پر بہت جامع کتاب ہے، پچاس قرآنی سائنسی حقائق پر اس میں گفتگو کی گئی ہے (اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی بار اوّل ۱۹۹۴ء، بار دوم ۲۰۰۰ء، بار سوم ۲۰۰۲ء)

۴- اوپر کی دنیا از مولانا عبدالکریم پاریکھ، (بار اوّل ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، نظر ثانی شدہ ایڈیشن ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، ناشر: ضیاء پبلی کیشنز، ندوہ روڈ لکھنؤ)۔

۵- نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ از ڈاکٹر اقتدار حسین فاروقی، (سدرہ پبلیشرز لکھنؤ، بار سوم ۱۹۹۷ء) اپنے موضوع پر محققانہ کتاب ہے۔

۶- قرآن کریم میں علوم فلکیات اور فضا سے زمین کی تفتیش۔ یہ اصل میں سید وقار احمد حسینی کی انگریزی کتاب The Qur'an for Astronomy and earth Exploration from Space کا اُردو ترجمہ ہے، مترجم: سید محمود الحسن ہاشمی، اس کا عربی ہندی اور تیلگو ترجمہ بھی ہو چکا ہے جس کے لیے ویب سائٹ www.waqarhusaini.com سے رجوع

کیا جائے۔ اُردو ترجمہ کے ناشر خود مصنف ہیں۔ ملنے کا پتا: Geniuine Publications (2007)and media pvt. LtD Nizamuddin west New Delhi

۷- اسلام کی سچائی اور سائنس کے اعترافات از آئی اے ابراہیم/محسن فارانی، (دارالسلام، ریاض ولاہور وغیرہ، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۷ء)

۸- قرآن اور سائنس (سیمنار مقالات) ترتیب عبدالعلی اور ظفرالاسلام، (ادارۂ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) ۲۰۰۳ء)

۹- قرآن، مسلمان اور سائنس از ڈاکٹر محمد اسلم پرویز، (اسلامک فاؤنڈیشن برائے سائنس وماحولیات، اشاعت اوّل ۲۰۰۴، اشاعت چہارم ۲۰۱۳ء)

۱۰- قرآن، سائنس اور تہذیب وتمدن، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، (دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی، ۱۹۹۹ء)

۱۱- سائنسی انکشافات قرآن وحدیث کی روشنی میں، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری (ہندوستان میں ناشر: اریب پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۳ء)

۱۲- قرآن، سائنس اور ٹیکنالوجی، انجینیر شفیع حیدر دانش صدیقی، (دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۴ء)

۱۳- قرآن اور معدنیات، انجینیر شفیع حیدر دانش صدیقی، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۰ء)

۱۴- قرآن کے جدید سائنسی انکشافات، پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم، (اریب پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء)

۱۵- قرآن کریم، سائنس اور کائنات، خالد سیف اللہ (علیگ)، (دی تجیلک پبلشرز، دہلی، ۲۰۰۶ء)

۱۶- قرآن عظیم کی آفاقیت اور اس کا جدید فلسفۂ کائنات (خارجی زمینوں، وہاں آباد مخلوقات، انسان کی حقیقت اور خود اپنی اصلیت سے متعلق جدید اعجازی قرآنی بصائر)،

سعیدالرحمٰن ندوی (بن مولانا شہاب الدین ندوی) (فرقانیہ اکیڈی ٹرسٹ، بنگلور، ۲۰۱۲ء)

۱۷-قرآنی معجزے از نعیم احمد، اس میں بعض مضامین قرآن اور سائنس سے متعلق ہیں، (ناشر البلاغ پبلی کیشنز، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء)

۱۸-قرآن اور جدید سائنس: مشاہدات کی روشنی میں از محمد انس ندوی

۱۹-قرآن اور سائنس از ایم اے عظیم

باب ہشتم

علوم القرآن اور اس کی اہم کتابیں

علوم القرآن کی تعریف

تفسیر کے لیے کچھ علوم کا جاننا ضروری ہوتا ہے، مثلاً اسبابِ نزول کا علم، ناسخ منسوخ کا علم اور کچھ علوم ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق تو قرآن سے ہوتا ہے اور ان کی معلومات فائدے سے خالی نہیں ہوتی، مگر ان کا جاننا اتنا ضروری نہیں ہوتا مثلاً فضائل القرآن کا علم، خواص قرآن کا علم، جمع قرآن کا علم، ان سب علوم کے مجموعے کو اصطلاح میں علوم القرآن کہتے ہیں۔

پہلی فصل

علوم القرآن کا آغاز اور ابتدائی کتابیں

ان علوم یا ان میں سے بہت سے علوم کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب تفسیر کا آغاز ہوا تھا؛ اس لیے قرآن کے الفاظ اور اس کے معانی جاننے کے ساتھ لوگ ان علوم کو بھی حاصل کرتے تھے۔ چوں کہ عموماً اس زمانے میں زبانی علم حاصل کیا جاتا تھا، اس لیے اس نام سے کتابیں نہیں لکھی گئیں؛ البتہ ان بعض موضوعات پر کتابیں تابعین ہی کے زمانے میں لکھی جا چکی تھیں، مثلاً عطاء بن أبی رباح (متوفی ۱۱۴ھ) کی غریب القرآن کے سلسلے میں اور قتادہ بن دعامۃ سدوسی (متوفی ۱۱۷ھ) کی ناسخ ومنسوخ کے سلسلے میں اور میمون بن مہران (متوفی ۱۱۷ھ) کی اسباب نزول کے سلسلے میں کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔

تیسری صدی ہجری میں الناسخ والمنسوخ فی القرآن، اسباب النزول، غریب القرآن، مبہمات القرآن اور فضائل القرآن جیسے علوم القرآن سے متعلق موضوعات پر دسیوں کتابیں لکھی گئیں۔

دوسری طرف اوّلین مفسرین بھی جنھوں نے اہتمام سے اور ایک فن کی حیثیت سے تفسیر میں کتابیں لکھیں، وہ بھی علوم قرآن سے متعلق بعض چیزوں کا اپنی تفاسیر کے مقدموں میں تذکرہ کرتے رہے۔ اس کا آغاز امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری (ت: ۳۱۰) نے کیا۔ چناں چہ انھوں نے قرآن کے حروف سبعہ، تفسیر بالرأی اور اسماء القرآن وغیرہ مباحث پر گفتگو کی ہے۔ ان کے بعد بعض مفسرین بھی ان کی روش پر چلے۔ مثلاً ابن بسطام (ابو محمد حامد بن احمد بن جعفر بن بسطام المتوفی بعد ۴۲۵ھ) نے اپنی تفسیر "المبانی لنظم المعانی" میں مزید تفصیل ووضاحت سے علوم القرآن کی متعدد اہم ترین موضوعات پر لکھا(۱)۔

ان کے بعد بھی متعدد مفسرین نے یہ طرز باقی رکھا۔ یہاں تک تفسیروں کے ان مقدمات سے علوم القرآن پر اچھی خاصی دو جلدوں میں کتاب تیار ہو کر شائع ہو چکی ہے، جس کا نام ہے **علوم القرآن من خلال مقدمات التفاسیر** (للدکتور محمد صفا وشیخ ابراهیم حقی، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱٤۲٥هـ/۲۰۰٥م)

مگر جب علوم کی تدوین کا کام آگے بڑھا، اور قرآنی علوم میں بھی وسعت ہونے لگی تو ان جملہ فنون کو علوم القرآن کا نام دیا گیا اور یہ بظاہر تیسری صدی ہجری کی بات ہے۔

علوم القرآن کے نام سے اولین کتاب: الحاوی فی علوم القرآن

اس لیے کہ پہلی کتاب جس میں علوم القرآن کا لفظ استعمال ہوا ہے، وہ ابوالقاسم محمد بن حبیب النیسا پوری (المتوفی ۲۴۵ھ) کی کتاب "التنبیه علی فضل علوم القرآن" ہے (۲) اگرچہ اس میں علوم القرآن کا لفظ استعمال ہوا ہے، مگر کتاب کے نام سے معلوم نہیں ہوتا کہ انھوں نے اس میں علوم القرآن کے موضوعات سے بحث کی ہو، بلکہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے علوم القرآن کی ضرورت واہمیت بیان کی ہے، ہاں البتہ محمد بن خلف بن المرزبان (المتوفی ۳۰۹ھ) کی کتاب "الحاوی فی علوم القرآن" ہے، جیسا کہ ابن الندیم نے ذکر کیا ہے (۳)۔ یہ غالباً اس موضوع کی اولین مبسوط کتاب ہے۔

فنون الأفنان فی عجائب علوم القرآن

پھر چوتھی صدی ہجری میں علوم القرآن میں متعدد کتابیں لکھی گئیں، مگر ان میں سے کوئی کتاب محفوظ نہیں رہ سکی۔ غالباً علامہ ابن الجوزی (ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی القرشی التیمی البغدادی المتوفی ۵۹۷ھ) کی کتاب "فنون الأفنان فی عجائب علوم القرآن" سب سے قدیم کتاب ہے، جو اس موضوع پر شائع ہوئی ہے۔ پہلی دفعہ احمد الشرقاوی اور اقبال المراکشی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی، (الدار البیضاء، المغرب، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)۔

---

(۱) دیکھیے إتقان البرهان فی علوم القرآن، مقدمہ ص: ۳۵-۳۶ (۲) کشف الظنون ۱/ ۴۸۹

(۳) [illegible] ص ۱۷

پھر عبدالفتاح عاشور کی تحقیق کے ساتھ "عجائب علوم القرآن" کے نام سے شائع ہوئی (المجمع العلمي العراقي ١٤٠٨هـ) پھر اسی سال مشہور عالم ڈاکٹر نورالدین عتر کے بھائی ڈاکٹر حسن ضیاء الدین عتر (استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔(دار البشائر الإسلامية، بيروت۔ لبنان، ١٤٠٨هـ/ ١٩٨٧م)، ایک ایڈیشن صلاح بن فتحی ھلل کی تحقیق کے ساتھ مؤسسة الكتب الثقافية نے شائع کیا (۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء)

دوسری فصل

علوم القرآن کی چند جامع کتابیں

پھر یہ کام آگے بڑھتا رہا اور علوم القرآن پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ ہم یہاں چند اہم اور جامع کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

البرهان في علوم القرآن

سب سے پہلی جامع کتاب علامہ بدرالدین زرکشی (محمد بن عبداللہ الزرکشی الشافعی المتوفی ۷۹۴ھ) کی "البرهان في علوم القرآن" ہے، جو محمد ابوالفضل ابراہیم کی تحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں شائع ہوئی (۱) اور اس سے اچھا اور زیادہ تحقیقی ایڈیشن دکتور ذکی محمد ابوسریع کی تحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں شائع ہوا (۲)۔

الإتقان في علوم القرآن

پھر امام سیوطی (جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب "الإتقان في علوم القرآن" نے سب کتابوں کو پیچھے چھوڑا، اور اس موضوع کی سب سے مفصل اور جامع ترین کتاب قرار پائی (۳)۔

اس کتاب میں قرآنی علوم سے متعلق معلومات کی کثرت اور مضامین کے تنوع کی

---

(۱) جس کا پہلا ایڈیشن دار احیاء الکتب العربیہ عیسی البابي الحلبي وشرکاہ نے ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء میں شائع کیا، پھر دارالمعرفة بیروت لبنان نے اس کا عکسی ایڈیشن شائع کیا (۱۳۹۱ھ)۔ پھر دارالفکر سے انھی کی تحقیق کا ایڈیشن چھپا

(۲) دارالحضارة، الریاض، الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء

(۳) اس کتاب کے دسیوں ایڈیشن محقّق اور غیر محقق شائع ہو چکے ہیں اور کتاب ہر جگہ ملتی ہے۔ جامعة الازہر میں کلیة اصول الدین کے تحت متعدد باحثین (اسکالرز) نے اس کے مختلف موضوعات پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، اس کا ایک اچھا ایڈیشن فواز احمد زمرلی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتاب العربي بیروت۔ لبنان سے شائع ہوا ہے (۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء)

وجہ سے اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، متعدد علماء نے اس کی افادیت کو عام کرنے کے لیے اس کے اختصار و تلخیص اور تہذیب و تنقیح کی ضرورت محسوس کی، چناں چہ متعدد کتابیں اس طرح کی لکھی گئیں، کم سے کم اس طرح کی چار کتابیں ہمارے علم میں ہیں:

۱- **المختار من الإتقان في علوم القرآن**، اختيار: عام محمد بحيري (المتوفى:۱٤۰۸ھ/۱۹۸۸م) مراجعة: عبدالوهاب حمّودة، الهيئة المصرية العامة للكتاب، مصر ۱۹٦۰م۔

۲- **زبدة الإتقان في علوم القرآن**، للشيخ محمد بن علوي المالكي الحسني (المتوفیٰ ۱٤۲٥ھ) دارالشروق، جدة، الطبعة الثالثة ۱٤۰٦ھ/ ۱۹۸٦م۔ اس میں انھوں نے ضروری اضافوں کے ساتھ اتقان کی تلخیص کی ہے۔

۳- **فتح المنان بتسهيل الإتقان**، تهذيب واختيار: الدكتور مقتدیٰ حسن الأزهري (المتوفیٰ: ۱٤۳۰ھ/۲۰۰۹م) الجامعة السلفية بنارس.

٤- **مختصر الإتقان في علوم القرآن**، اختصار وتعليق: الدكتور صلاح الدين أرقه دان، دارالنفائس، بيروت ۱۹۸٥م، الطبعة الثانية ۱۹۸۷م.

تاہم **الإتقان** میں بعض ایسی کمزور اور غیر حقیقی باتیں در آئی ہیں، جن کے سہارے مستشرقین اور اعدائے اسلام نے کتاب اللہ اور دین اسلام کو نشانہ بنا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ضرورت تھی کہ ایسے مقامات سے طلبہ اور اہل علم کو متنبہ کیا جاتا، تاکہ وہ کسی طرح کے شک وشبہے میں پڑنے سے محفوظ رہیں۔

چناں چہ یہ اہم کام مشہور اور محقق عالم شیخ عبداللہ الغماری (عبداللہ بن محمد الصدیق الغماری الحسنی المتوفی ۱٤۱۳ھ) نے انجام دیا اور انھوں نے "**الإحسان في تعقب الإتقان**" کے نام سے کتاب لکھی، جس کے ٹائٹل پر تحریر فرمایا: "**كل من عنده كتاب الإتقان للسيوطي يجب عليه أن يقتني هذا الكتاب**"، یہ کتاب دارالأنصار قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

علوم القرآن بين الإتقان والبرهان

ڈاکٹر حازم سعید حیدر نے "علوم القرآن بین الإتقان والبرھان –دراسة وموازنة" کے عنوان سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تحقیق کر کے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی۔ جو اسی نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔

الزيادة والإحسان في علوم القرآن

سیوطی کی کتاب چوں کہ بہت جامع تھی، اس لیے دو سو سال تک اس پر اضافہ نہیں کیا جاسکا، یہاں تک ابن عقیلہ (جمال الدین محمد بن احمد بن سعید المعروف بابن عقیلہ المکی الحنفی المتوفی:۱۱۵۰ھ) نے "الزيادة والإحسان في علوم القرآن" کے نام سے کتاب لکھی اور اچھا خاصا اضافہ کیا۔ سیوطی نے اپنی کتاب میں اسّی انواع کا ذکر کیا تھا، بعض انواع کو ایک دوسرے میں شامل کرتے ہوئے، ابن عقیلہ نے ڈیڑھ سو سے زیادہ انواع کا ذکر کیا، اگرچہ ان کی بنیاد سیوطی ہی کی کتاب ہے، سیوطی کی بیان کردہ بعض انواع سے اور انواع الگ کر کے انھوں نے مستقل نوع کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، تاہم کچھ انواع کا اضافہ بھی ہے۔ اس کتاب کے مختلف حصوں پر ریاض میں پانچ اسکالروں نے تحقیق کر کے ماجستیر (ایم-اے) کی ڈگری حاصل کی، اس تحقیق کے ساتھ یہ کتاب شارجہ سے دس جلدوں میں شائع ہوئی (۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء)

اس کتاب کے ایک محقق اور تحقیق کے نگراں ڈاکٹر مصطفیٰ مسلم نے ساٹھ سے زیادہ صفحات میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے اس کی جملہ خصوصیات ذکر کی ہیں اور ساتھ ساتھ اس کے بعض قابل تنقید پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر فضل حسن عباس نے اس کا خلاصہ کرتے ہوئے مزید بعض کمزور اور قابل اعتراض پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے(۱)۔

(۱) دیکھیے ان کی کتاب إتقان البرهان في علوم القرآن ۱/۴۳-۵۱

تیسری فصل

عصر حاضر میں لکھی ہوئی علوم القرآن کی اہم کتابیں

عصر حاضر میں متعدد علماء نے اس علم کی طرف خصوصی توجہ کی اور اس پر کتابیں لکھیں، چند اہم کتابوں کا ہم یہاں تذکرہ کرتے ہیں:

التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن

علوم قرآن کے سلسلے میں عصر حاضر میں لکھی ہوئی یہ ایک مشہور اور اچھی کتاب ہے۔ اس کے مصنف شیخ طاہر جزائری (متوفی: ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) اپنے عہد کے بہت ممتاز علماء میں تھے۔ ان کی مختلف موضوعات پر کتابیں ہیں۔ اس کتاب کا پورا نام "التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن علی طریقة الإتقان" ہے، جس کو شیخ عبدالفتاح ابوغدة کی تحقیق کے ساتھ دار البشائر الإسلامیة بیروت نے شائع کیا ہے۔ (الطبعة الثالثة ۱۴۱۲ھ)

مناهل العرفان فی علوم القرآن

عصر حاضر میں لکھی ہوئی اولین کتابوں میں شیخ محمد عبد العظیم الزرقانی (متوفی: ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کی کتاب "مناهل العرفان فی علوم القرآن" اپنے اسلوب اور جامعیت کی وجہ سے ممتاز ہے، اس میں انہوں نے دشمنوں کی طرف سے ابھارے جانے والے بہت سے شبہات کا جواب بھی دیا ہے۔ اس کتاب کو بڑی پزیرائی حاصل ہوئی اور آج تک لوگ اس سے مستقل فائدہ اٹھا رہے ہیں (۱)۔

البیان فی مباحث من علوم القرآن

---

(۱) اس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ متعدد اہل علم نے اس کی تحقیق کی طرف بھی توجہ کی۔ ایک تحقیق ایڈیشن احمد بن علی کی تحقیق کے ساتھ دار الحدیث القاهرة سے شائع ہوا ہے۔ (۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء)

شیخ عبدالوهاب عبدالمجید غزلان کی کتاب "البیان فی مباحث من علوم القرآن" بھی اس موضوع کی اہم کتابوں میں ہے۔

مباحث فی علوم القرآن — صبحي صالح

پھر ڈاکٹر شیخ صبحی الصالح (متوفی: ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء) نے "مباحث فی علوم القرآن" لکھی، جس نے بالخصوص شام اور افریقہ کے علاقوں میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اس میں انہوں نے مستشرقین کے بہت سے شبہات اور اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اس کا اسلوب علمی، ادبی اور فکری ہے، اونچی سطح کے طلبہ اور اہل علم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں (۱)۔

مباحث فی علوم القرآن — مناع القطان

اس کے بعد شیخ مناع القطان (متوفی: ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) نے "مباحث فی علوم القرآن" ہی کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، جس میں انہوں نے علوم القرآن کے اکثر اہم موضوعات کو نہایت آسان زبان اور عام فہم اسلوب میں پیش کیا ہے، جس کو متوسط طلبہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ چناں چہ اس کتاب کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی۔ مختلف مدارس میں داخل نصاب کی گئی۔ اس کے چالیس سے زیادہ ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان سے یہ کتاب شائع ہوتی ہے۔

إتقان البرهان فی علوم القرآن

اس عرصے میں اور بھی کتابیں لکھی گئیں۔ سب کا تذکرہ یہاں نہیں کیا جا سکتا، نہ ہمارا مقصود ہے۔ اخیر میں قرآنیات کے مشہور عالم ڈاکٹر فضل حسن عباس (متوفی: ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء) نے "إتقان البرهان فی علوم القرآن" کے نام سے دو جلدوں میں نہایت وقیع کتاب لکھی، جس میں انہوں نے البرہان اور الاتقان کے ضروری مباحث عصر حاضر کے تقاضوں اور اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کیے ہیں (۲)۔

---

(۱) اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں آیا تھا۔ پھر مصنف نے ۱۹۶۵ء میں اس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع کیا۔ پھر اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ اب یہ کتاب دار العلم للملایین بیروت۔ لبنان سے شائع ہوتی ہے۔

(۲) دار النفائس، الأردن، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۱۰ء

چوتھی فصل

اردو میں علوم القرآن کی چند اہم کتابیں

اردو میں علوم القرآن پر خاصی کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ ہم یہاں چند اہم کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱۔ سب سے پہلی کتاب اردو میں اس موضوع پر مولانا عبدالحق حقانی (متوفی ۱۹۱۶ء) کی البیان فی علوم القرآن ہے۔ یہ کتاب انھوں نے دراصل اپنی تفسیر (تفسیر حقانی) کے مقدمے کے طور پر لکھی تھی، یہ خاصی ضخیم کتاب ہے اور علوم قرآن کے موضوعات پر محیط اور جامع ہے، سرسید نے قرآن اور تفسیر کے تعلق سے جو نظریات پیش کیے تھے، ان کو سامنے رکھ کر مولانا نے یہ کتاب لکھی اور ان کے خیالات اور مزعومات کی بھرپور تردید کی۔ علامہ انور شاہ کشمیری جیسے وسیع النظر اور یگانۂ روزگار عالم نے اس کی تعریف میں جو بات کہی ہے اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، فرماتے ہیں: مقدمے میں جناب مفسر مرحوم نے علوم قرآنیہ اور حقائق فرقانیہ اور مدارکِ اعجاز وفصاحت وبلاغت اور طبقاتِ نظم وعبارت وعقائد اسلامیہ اور انواع دلائل اور ردِّ ادیان باطلہ اور علوم برزخ وحشر وقیامت، تحلیل وترکیب کے ساتھ محیط اور حاوی بحث کی ہے جس کی نظیر اگرچہ ممکن ہے، مگر واقع نہیں (۱)۔

۲۔ علوم القرآن، از مولانا سید شمس الحق افغانی (متوفی ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) مولانا اپنے عہد کے بہت مشہور اور کبار علماء میں تھے، تفسیر ان کا خاص موضوع تھا، وہ ابتداءً دارالعلوم دیوبند میں شیخ التفسیر تھے، پھر جامعہ اسلامیہ بھاولپور (پاکستان) کے شیخ التفسیر اور وائس چانسلر رہے، یہ اپنے موضوع پر ایک وقیع کتاب ہے (۱)۔

---

(۱) از تقریظ کتاب، دارالاشاعت تفسیر حقانی، دہلی، ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء

۳- **منازل العرفان فی علوم القرآن، از مولانا محمد مالک کاندھلوی** (متوفی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء) آپ مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے صاحبزادے تھے اور تفسیر وحدیث کی جامعیت میں اپنے والد کے نقش ثانی۔ ان کی یہ کتاب علوم القرآن پر ۸۵۲ صفحات پر مشتمل بظاہر اردو میں سب سے ضخیم کتاب ہے (۲)۔

۴- **علوم القرآن، از مولانا محمد تقی عثمانی**، مولانا عہد حاضر کے مشہور ترین علماء میں سے ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں، ان کی یہ کتاب بھی اردو میں اس موضوع کی سب سے مشہور اور کثیر الاشاعت کتاب ہے۔ عصر حاضر میں مغربی افکار کے زیر اثر جو سوالات پیدا ہوئے ہیں، ان کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے بہت مفید ہے۔

ہندوستان میں کتب خانہ نعیمیہ دیوبند سے شائع ہوئی ہے (طبع اول ۱۴۱۴ھ) نیز دوسرے مکتبوں نے بھی اس کو شائع کیا ہے۔

اس موضوع پر ڈاکٹر صبحی صالح کی وقیع کتاب "**مباحث فی علوم القرآن**" کا اردو ترجمہ بھی علوم القرآن کے نام سے شائع ہو چکا ہے، بقلم مولانا غلام احمد حریری (وفات: ۱۹۹۰ء)

نیز ڈاکٹر حسن الدین احمد کی کتاب "أحسن البیان فی علوم القرآن" (طبع اول ۱۹۸۹ء وطبع دوم ترمیم واضافہ ۱۹۹۶ء، حیدرآباد) اور مولانا سید مسعود احمد ہاشمی کی کتاب علوم القرآن واصول التفسیر بھی لائق استفادہ ہے (۳)۔

اسی طرح ڈاکٹر محمود احمد غازی کی کتاب "**محاضرات قرآنی**" کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ اگرچہ اس میں بعض تاریخی تسامحات ہیں، غالباً کتابی صورت میں اشاعت کے وقت نظر ثانی نہیں کی گئی (۴)۔

---

(۱) ناشر: مکتبۃ الحسن اردو بازار، لاہور ناشر: ناشران قرآن لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور

(۲) اضافہ شدہ ایڈیشن ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء، ادارۂ دعوۃ الحق احیاء العلوم شیموگہ، کرناٹک، طبع اول بنام قرآنی علوم ہندوستان میں اریب پبلیکیشنز نئی دہلی نے اس کا عکسی ایڈیشن شائع کیا ہے (۲۰۰۵ء)

باب نہم

اصول التفسیر اور اس کی اہم کتابیں

پہلی فصل

علوم القرآن اور اصول التفسیر

بعض اہل علم اصول التفسیر کو علوم القرآن کا مرادف سمجھتے ہیں۔ یعنی جن علوم کے مجموعے کو علوم القرآن کہا جاتا ہے، انھی کو اصول التفسیر بھی کہتے ہیں، جیسا کہ مناع القطان کا خیال ہے (۱)۔

لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، علوم القرآن کے تحت وہ تمام مباحث آ جاتے ہیں، جن کا قرآن کریم سے کسی طرح کا تعلق ہو، خواہ وہ فہم قرآن کے لیے ضروری ہوں یا نہ ہوں۔ الاتقان کی فہرست سے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اصول التفسیر کی تعریف

اصول تفسیر درحقیقت علوم القرآن کا ایک حصہ ہے، اس میں صرف وہی مباحث آتے ہیں، جن کا تعلق براہ راست فہم قرآن سے ہو، یعنی وہ اصول اور قواعد جن کا جاننا اور جن کو پیشِ نظر رکھنا قرآن فہمی اور اس کی صحیح تفسیر کے لیے ضروری ہے اور ان کا لحاظ رکھے بغیر گمراہی کے دروازے کھلتے ہیں اور انحرافات بال و پر نکالتے ہیں۔ اسی طرح اس کے تحت ان شروط و آداب کا ذکر بھی کیا جاتا ہے جن سے آراستہ ہونا مفسر کے لیے ضروری ہے۔

اصول وقواعد کا فرق

اصول التفسیر کی طرح قواعد التفسیر کے نام سے بھی کچھ لوگوں نے کتابیں لکھیں۔ اس کے تحت درحقیقت ان قاعدوں اور ضابطوں کا بیان ہونا چاہیے، جو ان اصول کی روشنی

---

(۱) مثلاً دیکھیے ان کی کتاب مباحث فی علوم القرآن، ص: ۱۶

میں اخذ کیے گئے ہوں۔ جیسے قواعد الفقہ یا القواعد الفقہیۃ کے تحت فقہی ضابطے بیان کیے جاتے ہیں۔ ایسے ہی قواعد التفسیر کے تحت تفسیر کے ضابطے بیان ہونے چاہیے۔ مگر علوم القرآن پر لکھنے والے بعض مصنفین نے بھی اپنی کتاب کو قواعد التفسیر کے نام سے موسوم کیا ہے، اور اصول التفسیر پر لکھنے والے بعض مصنفین نے بھی اپنی کتابوں کے ناموں میں قواعد کا لفظ استعمال کیا ہے!

دوسری فصل

اصول تفسیر کے مباحث

اصول تفسیر کے تحت درج ذیل مباحث سے بحث ہونی چاہیے:

۱-علم تفسیر کی اہمیت اور اس کی ضرورت۔

۲-نصوص قرآنی کی قطعی دلالت اور اس کی حجیت(۱)۔

۳-تفسیر کے مصادر اور مآخذ کا بیان۔ یہ ایک طویل بحث ہے، اس کے تحت تفسیر ماثور کی ضرورت، آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین کی اہمیت وحیثیت، تفاسیرِ سلف میں اختلاف کی حقیقت، تفسیر بالرائی کے حدود، عربی زبان اور اس کی باریکیوں اور اسالیب سے واقفیت کی ضرورت اور اس کی تفصیل۔ اسی طرح تفسیر کے مصادر سے متعلق جو بحثیں ہوں گی، ان کا بیان ہونا چاہیے۔

۴-خطاب قرآن اور اس کے اسالیبِ بیان سے متعلق بحث۔ اس کے تحت عام وخاص، مطلق ومقید اور منطوق ومفہوم کا مختصر بیان۔

۵-اسبابِ نزول کی حیثیت اور اس کی ضروری حد کا بیان اور اس سلسلے میں صحابہ وتابعین کی تعبیرات کی وضاحت۔

۶-ناسخ ومنسوخ کا بیان، نسخ فی القرآن کا مطلب اور اس کی تفصیل ومتعلقات، اور سلف وخلف کے درمیان اس کے مفہوم کا فرق اور اس کی توضیح۔

۷-محکم ومتشابہ کا بیان۔

---

(۱) اس بحث کا اصل تعلق اصولِ فقہ سے ہے۔ یہاں بھی مختصراً اس کا بیان ضروری ہے

۸-نظمِ قرآن اور قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کے درمیان ربط وترتیب کی اہمیت کا بیان۔

۹-تکرار اور اس کے اسرار و حِکَم کا بیان۔

۱۰-اعجاز قرآن کا بیان۔

۱۱-ان قرأتوں سے واقفیت کی ضرورت کا بیان جن سے مفہوم کی تعیین ہوتی ہو اور انحراف سے بچا جا سکتا ہو۔

۱۲-مفسرین کے مناہج کا فرق، اس کے اسباب، اور ان کی ضرورت کا بیان۔

۱۳-مفسر کے لیے ضروری آداب کا بیان۔

یہ وہ بحثیں ہیں جن کا جاننا تفسیر کے لیے ضروری ہے۔ اس سے ملتے جلتے اور بھی کچھ ضروری مضامین اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ غور وفکر سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اصول تفسیر کے اصلاً یہی موضوعات ہیں، قرآن کریم کے فہم وتفہیم کے لیے جن سے واقفیت ضروری ہے۔ اور دوسرے مباحث یہاں جو بیان ہوتے ہیں، ان کا تعلق درحقیقت علوم القرآن سے ہے، اصول التفسیر سے نہیں، واللہ اعلم۔

تیسری فصل

اصولِ تفسیر کی چند کتابیں

اب کوئی ضروری نہیں کہ اصول تفسیر پر لکھنے والوں نے ان تمام موضوعات کو اپنی کتابوں میں بیان کیا ہو، بلکہ اِن کتابوں میں علوم القرآن سے متعلق دوسرے مضامین بھی آجاتے ہیں۔ اور یہ بعض ضروری مباحث رہ جاتے ہیں۔

ان باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم ذیل میں ان کتابوں کا ذکر کرتے ہیں، جو اصول التفسیر یا قواعد التفسیر کے ناموں سے موسوم ہیں:

(الف) وہ کتابیں جو اصول التفسیر کے نام سے ہیں:

۱- **الإكسير في أصول التفسير**، للشيخ سليمان بن عبدالقوي الطوفي البغدادي (المتوفى: ٧١٦هـ) مكتبة الآداب، مصر، ١٩٧٧م.

اس کتاب میں انھوں نے تفسیر وتأویل کے درمیان فرق بیان کرنے کے بعد ان علوم کا تذکرہ کیا ہے، جن کی ایک مفسر کے لیے ضرورت ہے مثلاً: نحو، صرف، لغة، قرأت، أصول، فقہ، تاریخ، طب، حساب، نجوم وغیرہ.... پھر علم بیان اور علم معانی پر تفصیل سے گفتگو کی ہے(۱)۔

اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں تفسیر کے اصول کا کوئی خاص بیان نہیں ہوا ہے۔

۲- **مقدمة في أصول التفسير**، لشيخ الإسلام ابن تيمية (أحمد بن عبدالحليم الحراني المتوفى: ٧٢٨هـ)

یہ ایک مختصر کتاب ہے، مگر اس میں اصول تفسیر کے تعلق سے بہت کام کی باتیں ہیں۔ شروع میں لکھتے ہیں: مجھ سے بعض دوستوں نے تقاضا کیا کہ کچھ ایسی کلی اصولی باتیں بیان

---

(۱) دیکھیے التیسیر فی أصول التفسیر، ص: ۱۹

کروں جن سے قرآن کے فہم اور اس کے معانی اور تفسیر سے واقفیت میں مدد ملے۔

کتاب کا یہ نام علامہ ابن تیمیہ کا رکھا ہوا نہیں ہے، بلکہ ۱۳۵۵ھ میں پہلی دفعہ اس کو دمشق کے مفتی الحنابلہ شیخ جمیل الشطی نے شائع کیا، تو یہ نام رکھا۔

اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اور ایک سے زائد شرحیں بھی لکھی جا چکی ہیں، نیز اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، بقلم خالد بن ابوالقاسم انصاری، (علوی پریس، بھوپال، ۱۹۵۱ء)۔

۳- الفوز الکبیر فی أصول التفسیر ، از شاہ ولی اللہ دہلوی (احمد بن عبدالرحیم المتوفی: ۱۱۷۶ھ)

یہ اصول تفسیر میں ایک بے نظیر کتاب ہے۔ شاہ صاحب مقدمۂ کتاب میں لکھتے ہیں:

عنایت خداوندی سے امید ہے کہ طالب علموں کو ان قواعد کے فہم سے مطالبِ قرآن کی ایسی کشادہ راہ مل جائے گی کہ اگر تفاسیر کے مطالعے یا مفسرین (اگر چہ ان کی تعداد بھی آج کل بہت کم ہے) سے رجوع کرنے میں ایک عمر بھی گزاریں، تب بھی ان کو یہ فوائد اس ربط وضبط کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتے۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب کے بقول: ''جو اپنے موضوع پر (ہمارے علم میں پورے اسلامی کتب خانے ہیں) منفرد کتاب ہے۔ بعض بعض اصول جو شاہ صاحب نے اپنے ذوق ووجدان اور فہم قرآن کی بنا پر لکھ دیے ہیں، دوسری کتابوں کے سینکڑوں صفحات کے مطالعے سے نہیں حاصل ہو سکتے'' (۱)۔

اصل کتاب فارسی میں ہے جس کے پہلے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، کچھ عرصے قبل اس کا تحقیق شدہ اور خوبصورت ایڈیشن مکتبۃ الکوثر کراچی نے شائع کیا ہے، بہ تصحیح وتحقیق عبداللطیف ناروئی (سنۂ اشاعت رمضان ۱۴۲۹ھ)

عربی میں اس کے متعدد ترجمے ہو چکے ہیں: پہلا ترجمہ علامہ محمد منیر الدمشقی (متوفی ۱۹۴۸ء) کے نام سے شائع ہوا ہے، (مطبوعہ قیومی پریس کانپور وغیرہ) مگر ان کے حالات

---

(۱) تاریخ دعوت وعزیمت جلد پنجم، ص: ۱۵۰

میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا، اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارسی سے بھی واقف تھے! اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ کسی ہندوستانی عالم نے ترجمہ کر کے ان کی طرف منسوب کیا ہے، جیسا کہ حضرت مولانا علی میاں صاحب فرمایا کرتے تھے(۱)۔

یہی ترجمہ المکتبۃ السلفیۃ لاہور سے ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا ہے، مگر اس میں مترجم کی حیثیت سے کسی کا نام نہیں، اسی طرح بعض دوسرے مطابع نے بھی مترجم کے نام کی صراحت کے بغیر شائع کیا ہے، بلکہ صرف یہ لکھا ہے: "أصل هذا الكتاب بالفارسية، ونقله إلى العربية بعض العلماء رحمه الله قبل سنة ۱۲۹۵ھ إلا بحث المقطعات فإنه ترجمه العلامة السيد الشيخ محمد اعزاز علی الديوبندی" اور یہی ترجمہ شیخ منیر دمشقی کے نام کی صراحت کے ساتھ مع ترجمہ بحث المقطعات از مولانا اعزاز علی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند وغیرہ نے بھی شائع کیا تھا۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی (رئیس قسم الدعوۃ والإعلام وأستاذ التفسیر والحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے الفوز الکبیر کا جدید عصری اسلوب میں ترجمہ کر کے ذیلی عناوین قائم کیے ہیں (مطبوعہ مکتبۂ ندوۃ العلماء و دار السنۃ لکھنؤ)۔

ایک ترجمہ مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری (شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند) کا بھی دیوبند و کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

اور ایک ترجمہ مولانا انور بدخشانی (استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی) نے کروا کے ذیلی عناوین کے ساتھ بیت العلم کراچی سے شائع کیا ہے (۱۴۲۶ھ/۲۰۰۶ء)

اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے جو مولانا رشید احمد صاحب انصاری نے کیا ہے، یہ ترجمہ پہلی دفعہ مطبعۂ احمدی علی گڑھ سے ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا تھا، پھر مکتبۂ برہان دہلی سے اس کے ایک سے زائد ایڈیشن شائع ہوئے۔

متعدد حضرات نے اس کی شرحیں بھی لکھی ہیں، جن کے تذکرے کی یہاں چنداں

---

(۱) دیکھیے مقدمہ الفوز الکبیر (عربی ترجمہ از مولانا سید سلمان حسینی ندوی)

ضرورت نہیں۔

۴-**الصمصام في أصول تفسير القرآن**، از مولانا عبدالعزیز پرہاروی (المتوفی ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) یہ کتاب عربی میں ہے۔اس کا کچھ حصہ مولانا ہی کی کتاب نعم الوجیز (جو علم بیان و بدیع پر ہے) کے حاشیے پر مکتبہ سلفیہ، قدیر آباد ملتان سے شائع ہوا تھا۔

۵-**مکاتبات الخلاق في أصول التفسير وعلوم القرآن**، مولانا محمد عثمان (۱)۔

۶- **التكميل فی أصول التأويل**، مولانا حمید الدین فراہی (المتوفی: ۱۳۴۹ھ)

یہ کتاب رسائل الإمام الفراهي في علوم القرآن (المجموعة الأولى) میں شامل ہے، (ص: ۲۰۳-۲۷۹) ناشر: الدائرۃ الحمیدیۃ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

دکتور محمد اقبال احمد فرحات نے اصول التفسير عندالعلامة الفراهی کے نام سے مجلة جامعة الشارقة للعلوم الشرعية و الإنسانية میں ایک مفصل مضمون لکھا ہے (المجلد: ۲، العدد: ۲، ربيع الثانی ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵م۔

۷-**مقدمات فی أصول التفسير**، للشيخ حسن البنا الشهيد (المتوفى: ۱۳۶۸ھ)

۸- **التحرير في أصول التفسير**، مولانا محمد مالک کاندھلوی (المتوفی ۱۴۰۹ھ) (کراچی یونی ورسٹی اور حیدر آباد سندھ کے ایم-اے اسلامیات اور ایم-اے عربی کے نصاب میں شامل ہے)، قرآن محل، کراچی۔

۹- **فصول فی أصول التفسير**، للدكتور مساعد بن سليمان بن ناصر الطيار، دار ابن الجوزی، الدمام، الرياض، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۳هـ/ ۱۹۹۳م، والطبعة الثالثة ۱۴۲۰هـ/ ۱۹۹۹م.

۱۰-**أصول في التفسير**، للشيخ محمد بن صالح العثيمين (المتوفیٰ ۱۴۲۱هـ)، دار ابن القيم، السعودية، الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۹هـ، و مكتبة السراوي، القاهرة، الطبعة الرابعة ۱۴۱۳هـ/۱۹۹۲م.

(۱) مولانا عبدالحلیم شرر کے ماہ نامہ رسالہ دلگداز کے شمارہ مارچ ۱۹۱۵ء میں اس پر ریویو شائع ہوا تھا

۱۱-**بحوث في أصول التفسير**،للدكتور محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي، بيروت- لبنان- الطبعة الاولیٰ، ۱٤۰۸هـ/ ۱۹۸۸م.
اس میں انھوں نے مختلف مفسرین کے مقدمات، علامہ ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ وغیرہ کی کتابوں کی تلخیص کی ہے۔ اصولوں کی ترتیب پر نہیں، بلکہ ہر مصنف کی بات الگ ذکر کی ہے۔

۱۲- **أصول التفسير وقواعده** ، للدكتور خالد بن عبدالرحمن العك، دارالنفائس، بيروت- الطبعة الثانية، ۱٤۰٦هـ

۱۳-**دراسات فی أصول التفسير**،للدكتور محسن عبدالحميد، مكتبة وهبة، القاهرة ۲۰۰٥م

۱٤- **تفسير القرآن العظيم:أصوله وضوابطه**، للدكتور على بن سليمان العبيد، مكتبة التوبة، الرياض، الطبعة الاولیٰ ۱٤۱۸هـ.

۱٥- **بحوث في أصول التفسير ومناهجه**، للدكتور فهد بن عبدالرحمن بن سليمان الرومی، مكتبة التوبة، الرياض، الطبعة الأولیٰ ۱٤۱۳هـ/، الطبعة الثامنة ۱٤۲۸هـ/ ۲۰۰۷م .

۱٦- **علم التفسير أصوله وقواعده**، للدكتور خليل الكبيسی- مكتبة الصحابة، الشارقه، الإمارات، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۷هـ/ ۲۰۰۷م.

۱۷-**التنويربأصول التفسير**، للدكتور عبدالسلام مقبل المجيدي، اليمن، ۱٤۲۹هـ/۲۰۰۸م .

۱۸-**معالم في أصول التفسير**، للدكتور ناصربن محمد بن عثمان المنيع، دار الصميعي، الرياض(۱٤۳۲هـ/۲۰۱۱م)

۱۹- **علم أصول التفسير محاولة فی البناء**، للدكتور مولاي عمر بن حماد، دارالسلام .

۲۰ - **التحرير في أصول التفسير** ، للدكتورمساعد بن سليمان بن ناصر الطيار،مركز الدراسات والمعلومات القرآنية بمعهد الإمام الشاطبي، جدّة، الطبعة الأولیٰ۱٤۳٥هـ/۲۰۱٤م

۲۱- **التيسير في أصول التفسير**، للدكتور عماد علي عبدالسميع حسين، دارالإيمان، الإسكندرية.

۲۲-**مبادئ في أصول التفسير**، للدكتور محمد أكرم الندوی، دار الرشيد، لكهنؤ، الطبعةالأولى ١٤٣٤هـ/ ٢٠١٣م.

۲۳-**الموجز في أصول التفسير**، ازمولانا محمد فرمان ندوی، جامعۃ أم المومنين عائشۃ للبنات، رائے بریلی الطبعۃ الأولی ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء اور دوسرا اضافہ شدہ ایڈیشن ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء۔

(ب) وہ کتابیں جو قواعد کے نام سے ہیں:

۱- **قواعد التفسير**، للشيخ فخر الدين بن الخطيب أبي عبدالله محمد بن أبي القاسم المعروف بابن تيمية الحراني (المتوفى: ٦٢١هـ)۔

حاجی خلیفہ نے قواعد التفسير لابن تيمية کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے(۱) مگر طاش کبری زادہ نے تفاسیر کے تحت قواعد لابن تيمية کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب قواعد تفسیر میں نہیں، بلکہ مستقل تفسیر ہے اور انھوں نے مصنف کے نام ونسب کی پوری صراحت کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے ابن تیمیہ سے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ مراد نہیں ہے، بلکہ وہ ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا(۲)۔

۲- **المنهج القويم في قواعد تتعلق بالقرآن الكريم**، للشيخ شمس الدين ابن الصائغ: محمد بن عبدالرحمن الحنفي (المتوفى: ٧٧٧هـ)

صاحب کشف الظنون نے اسی طرح ذکر کیا ہے، مزید کچھ معلومات فراہم نہیں کی(۳)

۳- **التيسير في قواعد علم التفسير**، للشيخ محمد بن سليمان الكافيجي (المتوفى: ٨٧٩هـ)

نام سے لگتا ہے کہ قواعد التفسیر پر یہ کتاب ہوگی۔ لیکن ایسا نہیں ہے، علوم قرآن کے عام موضوعات سے انھوں نے گفتگو کی ہے۔ یہ کتاب ناصر بن محمد المرودی کی تحقیق کے

(۱) کشف الظنون ۲/ ۱۳۵۸ (۲) مفتاح السعادۃ ۲/ ۱۰۲ (۳) کشف الظنون ۲/ ۱۸۸۳ھ

ساتھ شائع ہوئی ہے(۱)۔

۴-**القواعد الحسان لتفسير القرآن**، للشيخ عبدالرحمن بن ناصر السعدي(المتوفى: ١٣٧٦هـ)دار ابن الجوزى، الدمام، السعودية، الطبعة الاولىٰ ١٤١٣هـ، نیز دار البصيرة، الاسكندرية، مصر.

اس کتاب میں باقاعدہ فنی طور پر کچھ قواعد بیان کیے گئے ہیں۔

۵-**قلائد الجُمان- قواعد وأصول تفسير القرآن**، یہ کتاب تین کتابوں: امام ابن تیمیہ(متوفی:۷۲۸ھ) کی مقدمة في أصول التفسير ،شیخ جمال الدین القاسمی (متوفی:۱۳۳۲ھ) کی تفسیر محاسن التأويل کے مقدمے اور شیخ عبدالرحمٰن السعدی (متوفی:۱۳۷۶ھ) کی القواعد الحسان کا مجموعہ ہے،جمع وترتیب محمد بن ریاض الاحمد، المکتبۃ العصریہ،صیدا، بیروت، الطبعۃ الاولی۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء

۶- **قواعد التدبر الأمثل لكتاب الله عزوجل**، للشيخ عبدالرحمن حبنكة الميداني (المتوفى:١٤٢٥هـ/٢٠٠٤م) دارالقلم، دمشق، الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ

۷-**قواعد وفوائد لفقه كتاب الله تعالىٰ**،للشيخ عبدالله محمد الجوعى، دارالوطن، الرياض، الطبعة الاولىٰ ١٤١٤هـ

۸- **قواعد التفسير**، للشيخ خالد بن عثمان السبت، دار ابن عفان، القاهرة۔ دار ابن القيم، الرياض، (الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م)

یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔اور فنی لحاظ سے مکمل اور جامع اور نہایت مفید کتاب ہے، انھوں نے قاعدہ بیان کر کے وضاحت کی ہے، پھر مثالوں کے ساتھ تطبیق دے کر سمجھایا ہے۔

(ج) کچھ کتابیں ایسی ہیں، جو اصول یا قواعد کے نام کے بغیر دوسرے ناموں سے ہیں؛ مگر ان میں اصول تفسیر سے متعلق کچھ مباحث ہیں۔ایسی چند کتابیں ذیل میں ہیں:

۱-**المدخل لعلم تفسير كتاب الله تعالىٰ** :للشيخ أحمد بن محمد بن أحمد السمر قندي المعروف بالحدادي تحقيق صفوان عدنان داو دي، دار

(۱) دارالقلم دمشق،الطبعۃ الأولی ۱۴۱۰ھ

القلم دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٨ھ۔

۲- **مدخل الدراسات القرآنية**، للدكتور السائح علی حسين، جمعية الدعوة الإسلامية العالمية، ليبيا، الطبعة الأولى ٢٠٠٠م، الطبعة الثانية ٢٠٠٣م.

۳- **المدخل إلى الدِراسات القرآنية**، للشيخ أبي الحسن علی الحسنی الندوی، یہ دراصل ان کی کتاب ''مطالعۂ قرآن کے اصول ومبادی'' کا ترجمہ ہے بقلم مولانا سید سلمان حسینی ندوی، المجمع الاسلامی العلمی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۴- **کیف نفهم القرآن**، للشيخ محمد بن جميل زينو، الطبعة الخامسة، دار ابن خزيمة، الرياض.

(د) اُردو میں فہم قرآن اور تفسیر کے مبادی واصول پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے کچھ مندرجۂ ذیل ہیں:

۱- **اکسیر فی اُصول التفسیر**، نواب صدیق حسن خاں (المتوفی: ۱۳۰۷ھ)، نظامی پریس کانپور، ۱۲۹۰ھ (یہ کتاب فارسی میں ہے)

۲- **تحریر فی اُصول التفسیر**، سر سید احمد خاں (المتوفی: ۱۸۹۸ء) مطبع مفید عام آگرہ ۱۸۹۲ء، جدید عکسی ایڈیشن: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، ۱۹۹۵ء۔

یہ کتاب عام اصول تفسیر میں نہیں ہے، بلکہ سر سید کی تفسیر پر جو اشکالات کیے گئے اور اس سلسلے میں نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں کی طرف سے سر سید احمد خاں کی خدمت میں جو دو خطوط لکھے گئے، یہ اس کے جواب میں ہے، جس میں سر سید نے اپنے اصول بیان کیے ہیں۔ اگر نام میں اصول التفسیر نہ ہوتا تو ہم اس کا یہاں تذکرہ ہی نہ کرتے۔

۳- **تفسیر قرآن کے اصول**، علامہ حمید الدین فراہی (متوفی: ۱۹۳۰ء) ترتیب وترجمہ: خالد مسعود، (قرآن وسنت اکیڈمی، نئی دہلی، طبع اول ۲۰۰۳ء) مرتب نے مقدمۂ نظام القرآن اور رسائل الامام الفراہی کے مطالب کو مربوط تصنیف کی طرح اُردو میں مرتب کیا ہے۔

۴- **فہم قرآن**، مولانا سعید احمد اکبرآبادی (متوفی: ۱۹۸۵ء) ندوۃ المصنفین، جامع

مسجد دہلی، طبع اول ۱۹۴۱ء، وطبع ثالث ۱۹۶۱ء۔

۵- مطالعۂ قرآن، مولانا محمد حنیف ندوی (متوفی: ۱۹۸۷ء) ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۰۹ء۔

۶- مطالعۂ قرآن کے اصول ومبادی، مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (متوفی: ۱۹۹۹ء) مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ، تیسرا ایڈیشن ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء

۷- مبادئ تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی (متوفی: ۱۹۹۷ء) البلاغ پبلی کیشنز، نئی دہلی

۸- اصول فہم قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی (متوفی: ۱۹۹۷ء)، ترتیب عبداللہ غلام احمد۔ یہ کتاب دراصل ۱۹۸۰ء میں ادارۂ تدبر قرآن وحدیث (لاہور) میں مطالعۂ قرآن کے اصول پر دیے گئے لکچروں کا مجموعہ ہے۔ (قرآن وسنت اکیڈمی نئی دہلی، ۲۰۰۹ء)

۹- علم تفسیر چند بنیادی مسائل، امام حسن البنا شہید (متوفی: ۱۹۴۹ء) ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، اشاعت اوّل ۲۰۰۳ء۔

۱۰- الاکسیر فی قواعد التفسیر، مولانا محمد رضوان الدین معروفی، مکتبہ نعیمیہ، طبع اول ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء۔ اس کتاب کی بنیاد خالد السبت کی ''قواعد التفسیر'' ہے، تھوڑے سے اضافے کے ساتھ، جیسا کہ معروفی صاحب نے مقدمے میں وضاحت کی ہے۔

۱۱- تدبر قرآن کے اصول اور وسائل (تدبر اور تدبیر کی منھاجیات) ڈاکٹر طہ جابر العلوانی، ترجمہ: ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی، پہلا ایڈیشن ۲۰۱۲ء

۱۲- قرآن سے استفادہ کس طرح کیا جائے، افادات مولانا محمد عارف سنبھلی ندوی (متوفی: ۲۰۰۶ء)

اس عنوان پر کی ہوئی مولانا کی ایک تقریر یا محاضرہ، مرتب، عبدالقادر بن عبدالصمد ندوی، (صدق فاونڈیشن لکھنؤ، ۲۰۰۷ء)

۱۳- درس قرآن کی تیاری، محمد عمر اسلم اصلاحی، (البلاغ پبلی کیشنز جامعہ نگر، نئی دہلی (اشاعت: ۲۰۱۳ء)

باب دہم

مفسر کے آداب و شرائط

پہلی فصل

مفسر کے لیے لازمی شرائط

مفسر کے لیے لازمی شرطوں پر بہت سے علماء نے لکھا ہے۔ سیوطی نے بعض علماء کے حوالے سے مفسر کے لیے پندرہ علوم سے واقفیت ضروری قرار دی ہے(۱)۔

بعد کے علماء نے انھی باتوں کو اپنے طور پر پھیلا کر یا سمیٹ کر بیان کیا ہے۔ ان میں سے متعدد باتیں اس کتاب کے شروع کے مباحث میں گزر چکی ہیں، تاہم ان باتوں کو ہم یہاں مرتب طور پر اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

۱۔ عقیدہ صحیح ہو، اس لیے کہ اگر عقیدہ درست نہیں ہوگا تو اپنے عقیدے کے مطابق غلط تاویل کرے گا اور نصوص کے ساتھ کھلواڑ کرے گا۔ اس کے لیے نبی کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین کے احوال سے واقفیت ضروری ہے کہ وہی اس کے لیے اس سلسلے میں اسوہ ہیں، اور ساتھ ساتھ باطل فرقے جن غلط عقائد کو اختیار کر کے گمراہ ہوئے اس کا علم بھی ضروری ہے۔

۲۔ نفسانی اغراض سے مامون ہو، باطل افکار اور غلط نظریات سے پاک ہو، ورنہ آیات کو ان پر منطبق کرنے کی کوشش کرے گا، بالفاظ دیگر: قرآن پر غور کرنے یا تفسیر بیان کرنے سے پہلے خارجی اثرات سے خالی الذہن ہونا ضروری ہے۔

۳۔ اصول تفسیر کا اسے پورا علم ہو(۲)۔

۴۔ حدیث کا پورا علم رکھتا ہو، اس لیے کہ حدیث ہی دراصل قرآن کی شارح ہے،

---

(۱) دیکھیے الاتقان، ص: ۸۶۴-۸۶۷

(۲) اصول تفسیر کے مباحث کے تحت جو باتیں پیچھے گزر چکی ہیں، یہاں اس پر ایک نظر ڈالی جائے

اس سے استغنا اور بے پروائی غلط سمت پر ڈال دے گی اور گمراہی کا دروازہ کھل جائے گا۔

۵-اصول فقہ سے واقفیت ہو، اس لیے کہ اس کے بغیر استنباطِ احکام کی کیفیات کا جاننا ممکن نہیں۔

۶-عربی زبان اور اس کے متعلقات سے پورا واقف ہو، یعنی مفرد الفاظ کے معانی کے ساتھ نحو وصرف، اشتقاق اور بلاغت (علم المعانی، علم البیان، علم البدیع) کا علم رکھتا ہو۔ اس لیے کہ تفسیر کے لیے عربی زبان سے واقفیت بنیاد ہے، اس کے بغیر ایک قدم آگے نہیں بڑھا جاسکتا۔

۷-فہم وبصیرت کا حصۂ وافر اس کو عطا ہوا ہو، اس کے بغیر اختلاف کی صورت میں ترجیح وتطبیق اور عام حالات میں استخراج معانی ممکن نہیں۔

دوسری فصل

مفسر کے آداب

جس طرح مذکورہ شرائط ضروری ہیں، اسی طرح کچھ آداب بھی ہیں، جن سے آراستہ ہونا چاہیے؛ تاکہ وہ اس علم میں آگے بڑھے اور اس کو اس کے فوائد حاصل ہوں:

۱-تفسیر کا درس دینے اور تفسیر لکھنے میں وہ مخلص ہو، یعنی صرف اللہ کی رضا مقصود ہو، کوئی دنیاوی غرض: مال و دولت، عزت و وجاہت، شہرت اور ناموری پیش نظر نہ ہو۔

۲-دین و شریعت اور بالفاظ دیگر: قرآنی احکام واخلاق وصفات پر اس کا پورا عمل ہو، صرف لسانی نہ ہو اور زبانی جمع خرچ سے کام نہ لے، بلکہ کردار کا غازی بن کر دوسروں کے لیے بھی نمونۂ عمل بنے۔

۳-ظاہری ہیئت اور لباس علماء اور صالحین کا اختیار کرے اور چال ڈھال میں علماء کا وقار ملحوظ رکھے۔

۴-تواضع کو اپنا شعار بنائے، کوئی بات پیش کرنے میں متکبرانہ انداز نہ ہو، اس سے لوگوں پر بھی الٹا اثر پڑے گا۔ اور خود وہ شخص بھی علم الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ اسی میں یہ بات بھی ہے کہ خواہ مخواہ درس کے درپے نہ ہو، بلکہ جو اس سے زیادہ درس دینے کا حق دار ہے اس کو آگے بڑھائے۔

۵-کسی کی بات نقل کرنے میں امانت کا پورا خیال رکھے۔

۶-خودداری اور عزت نفس سے سرفراز ہو، اہل دنیا اور اصحاب ثروت کے سامنے اپنے کو ذلیل نہ کرے، چھچھوری باتوں سے دور رہے اور اس کی کسی حرکت سے خودداری مجروح نہ ہو۔

۷- اپنی ہر بات سے اظہارِ حق، بلکہ اعلان حق مقصود ہو، کسی کی چاپلوسی نہ کرے، نہ کسی کے دباؤ میں کوئی بات بولے نہ لکھے۔

۸- پوری تیاری کے ساتھ درس دے یا لکھے، تاکہ حتی الامکان غلطیوں سے محفوظ رہے۔

۹- بات پیش کرنے کا انداز موثر ہو، اور زبان بھی مہذب استعمال کرے، ناشائستہ الفاظ زبان پر نہ لائے۔

۱۰- آیات کو موجودہ حالات وواقعات پر منطبق کرکے درس وعبرت کا سامان بہم پہنچانے کی کوشش کرے(۱)۔

(۱) دیکھیے مناع القطان کی مباحث فی علوم القرآن، ص:۳۳۱-۳۳۲، اور دکتور فہد بن عبدالرحمٰن الرومی کی دراسات فی علوم القرآن الکریم، ص:۱۸۴-۱۸۷

تیسری فصل

قرآن سے استفادے کے موانع

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اس عنوان کے تحت قرآن مجید سے استفادے کے موانع خود قرآن کریم سے اخذ کر کے بیان کیے ہیں، ہم ان آیات کا ذکر کیے بغیر مولانا ہی کے الفاظ میں اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

۱۔تکبر

انبیائے کرامؑ کی تعلیم کے برکات ونتائج اور ان کی پیروی کی سعادت سے محرومی کا بڑا سبب اکثر تکبر، جھوٹی عزتِ نفس اور خودداری کا جاہلی جذبہ ہوتا ہے، کبھی یہ انکار اور استکبار براہِ راست قبول حق سے ہوتا ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے اپنے جاہ واقتدار سے دست بردار ہونا پڑتا ہے، جاہلی عادات ورسوم چھوڑنے پڑتے ہیں، بہت سے فوائد سے ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے، آزادی اور خودسری کی زندگی کے بجائے پابندی اور قانون کی زندگی گزارنی پڑتی ہے، بہت سے لوگوں پر یہ انقلابِ حال بہت شاق گزرتا ہے اور ان کا تکبر قرآن کے انکار پر ان کو آمادہ کرتا ہے۔

۲۔مجادلہ

قرآن مجید کے بارے میں بغیر کسی روشنی کے بحث ومباحثہ کرنا، اس کو اپنی لسانی اور لفاظی سے مغلوب کرنے کی کوشش کرنا، اس کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنا قرآن کی ہدایت سے محروم رکھتا ہے اور سینے کے چھپے ہوئے تکبر کا پتا دیتا ہے۔

۳۔انکارِ آخرت اور دنیا پرستی

عقائدِ کفر میں سے آخرت کا انکار قرآن سے متاثر ہونے اور اس سے فائدہ اٹھانے

سے بہت مانع ہوتا ہے، اس لیے کہ قرآن کی ترغیب وترہیب اور وعظ واصلاح کی ایک اہم بنیاد آخرت ہے، وہ آخرت سے ڈراتا ہے، آخرت کے ثواب کی امید دلاتا ہے اور اس اہم سفر کے تمام ضروری معلومات، اور اس کی پیش آنے والی منزلوں کی صحیح اطلاع، اور ضروری ہدایات دیتا ہے، اس لیے جو لوگ آخرت کے متوقع ہیں، وہ قرآن مجید سے کسی حال میں مستغنی نہیں ہو سکتے۔

چوتھی فصل

قرآن مجید سے استفادے کے شرائط و مویّدات

حضرت مولانا علی میاں صاحب نے اسی طرح خود قرآن مجید سے مستنبط کر کے وہ صفات بیان کی ہیں، جو قرآن کے فہم و استفادے کے لیے معاون ہیں:

۱-طلب

قرآن سے منتفع ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی طلب پیدا ہو، جس کو سرے سے اس کی طلب نہیں، اس کے لیے قرآن کیا موثر ہو سکتا ہے؟ اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ طلب پر دیتا ہے اور طلب کی اس کے یہاں بڑی قیمت ہے، موجودہ حالت پر بے اطمینانی اور عدم قناعت، اصلاح حال کی کوشش اور راستے کی تلاش اس کے یہاں سعادت کا پہلا قدم ہے۔

۲-استماع و اتباع

قرآن بہر حال ایک صحیفہ اور ایک تعلیم ہے، اس سے منتفع ہونے کا پہلا ذریعہ یہی ہے کہ اس کو غور سے سنیے، جو سرے سے کان لگا کر سنتا ہی نہیں، اس کے بعد کے مراحل کیا طے کرے گا؟

لیکن صرف غور سے سن لینا کافی نہیں، جو حصہ عمل کے قابل ہو، اس پر عمل کرنا ضروری ہے، علم بلا عمل ایک دماغی تعیش ہے، اس لیے قرآن کریم نے استماع کے بعد اتباع کا ذکر کیا ہے: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ، الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ (۱)

۳-خوف

قرآن کی بنیاد خدا کے خیال اور اس کے خوف پر ہے، جس کا دل بالکل خدا کے خوف سے خالی ہے، اور جس کے لیے خدا کے نام میں کوئی اثر اور کشش نہیں، اس میں درحقیقت دین کا مادہ نہیں، اور وہ گویا کہ دین کے حاسّے سے محروم ہے، اور جب کسی کا کوئی حاسّہ کم

(۱) الزمر: ۱۷-۱۸

ہوتو اس کے محسوسات کا وہ کسی طرح حس اور ادراک نہیں کر سکتا، قرآن نے اپنے کو ان کے لیے مفید بتایا ہے جن کے دل پر خدا کے نام کا اثر ہوتا ہے، اور ان کے خاکستر میں کوئی دبی ہوئی چنگاری موجود ہے، باقی جن کے دل کی انگیٹھیاں بالکل سرد ہو چکی ہیں، وہ قرآن ٹھنڈے دل سے سنتے ہیں، اور ان میں کوئی گرمی نہیں پیدا ہوتی۔

۴۔ ایمان بالغیب

دین کا ایک بہت بڑا اور اہم حصہ وہ ہے جو انسان کے حواسِ خمسہ اور اس کی عقل کے حدود سے باہر ہے۔ یہ دین کے وہ بہت سے حقائق ہیں، جن کا ادراک وہ اپنے حواس ظاہری سے نہیں کر سکتا، نہ وہ چیزیں دیکھی جا سکتی ہیں نہ چھوئی جا سکتی ہیں، نہ سونگھی جا سکتی ہیں اور نہ چکھی جا سکتی ہیں، اور نہ ان میں عقل کام دے سکتی ہے، اس لیے کہ عقل کا کام صرف یہ ہے کہ وہ محسوسات اور معلومات، اور تجربات کے ذریعے غیر محسوس اور غیر معلوم چیزوں کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کا علم حواس اور تجربات کے ذریعے سے ممکن نہ ہو، اس کے مبادی تک حاصل نہ ہوں، اور وہاں قیاس کی بنیاد سرے سے موجود نہ ہو، وہاں عقل کیا کام دے سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کے صفات، وحی، فرشتے، آخرت، جنت اور دوزخ یہ سب وہ چیزیں ہیں، جو خلافِ عقل نہیں، لیکن ورائے عقل ضرور ہیں، یہ سب غیب میں شامل ہیں، جس کے لیے انبیاء علیہم السلام پر اعتماد کرنا، اور جو کچھ وہ بتائیں اس کو قبول کرنا یہی ایمان بالغیب ہے، جو لوگ اپنے یقین اور اعتقاد کے لیے مادیات اور محسوسات کے پابند ہیں، اور جو چیز ان کے عقل و قیاس میں نہ آئے ان کا انکار کر دیتے ہیں، وہ حقیقت میں دین سے ناواقف ہیں، ان کے لیے دین کی سرحد میں داخل ہونا ہی مشکل ہے، وہ قرآن سے منتفع نہیں ہو سکتے، اور ان کے لیے قرآن مجید میں قدم قدم پر مشکلات ہیں، مگر جو لوگ حواس پرست نہیں ہیں، اور ممکنات کے دائرے کو وسیع سمجھتے ہیں، موجودات اور محسوسات میں محصور نہیں سمجھتے، دین کی حقیقت سے آشنا ہیں، صحیح اور قطعی علم کا سرچشمہ ان کے لیے صرف وحی الٰہی ہے، اور ان کو انبیاء علیہم السلام کی اطلاع اور تعلیم پر کلی اعتماد ہے، ان کے لیے کوئی مشکل مشکل نہیں،

دین پورا ان کے لیے ایک مفہوم حقیقت، اور قرآن ان کے لیے سراپا ہدایت ہے۔

۵- تدبُّر

قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لیے تدبر بھی شرط ہے، قرآن نے جابجا تدبر کی ترغیب دی ہے، اور مومنین کی تعریف کی ہے، جو قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں، اور اس پر اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے۔

۶- مجاہدہ

قرآن کے فہم اور تدبر میں اور اس پر عمل کرنے میں (کسی درجہ کا) مجاہدہ اور مشقت بھی ضروری اور مفید ہے، قرآن ان انسانی کتابوں میں سے نہیں ہے، جن کے مضامین کا احاطہ اور ان کے مصنفین کا مقصد آدمی محض اپنی ذہانت یا علم کی بنا پر معلوم کر لیتا ہے، اللہ کا منشا معلوم کرنے کے لیے اللہ کی رضا اور اعانت کی ضرورت ہے، جب انسان اس کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے، طہارتِ اخلاق، اور تزکیہ نفس سے کام لیتا ہے، تو اللہ کی رحمت بھی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور اللہ اپنی کتاب کے لیے اس کا سینہ کھول دیتا ہے، اور اس کو فہم عطا کرتا ہے، قرآن چوں کہ نہایت لطیف چیز ہے، اس لیے جس قدر انسان کی مادی کثافت کم ہوتی ہے، اسی قدر قرآن سے مناسبت پیدا ہوتی ہے، اور قرآن کا جمال بے نقاب نظر آتا ہے۔

۷- ادب وعظمت

قرآن مجید سے استفادہ، اس سے ہدایت وفیض حاصل کرنے، اور روح وقلب کو اس سے جلا وغذا دینے کے سلسلے میں اس حقیقت کا ملحوظ رہنا بھی ضروری اور مفید ہے کہ وہ محض معلومات کا کوئی دفتر، یا ضوابط وقوانین کا کوئی مجموعہ نہیں ہے، جس کو کسی طرح بھی پڑھ لیا جائے، اور اس کے مضامین ومندرجات سے آگاہی حاصل کر لی جائے، وہ اس احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین کا کلام ہے، جو جمال وکمال اور عطا ونوال کی تمام صفتوں سے متصف ہے۔

اور جس نے اپنے کلام کے متعلق خود فرمایا ہے:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾(۱)

یعنی اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے، اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں، تاکہ وہ فکر کریں۔

اس کا قدرتی اور طبعی نتیجہ ہے کہ جن لوگوں کو اس سے مناسبت اور اس کلام کے نازل کرنے والے کے مقام سے کچھ بھی واقفیت ہوتی ہے، اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے، اس سلسلے میں دو چیزوں کا مطالعہ اور اہتمام مفید ہے:

ایک یہ کہ احادیث صحیحہ کے مجموعوں میں ان حدیثوں کا اہتمام سے مطالعہ کیا جائے، جو قرآن مجید کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

دوسرے سیر و تراجم کی کتابوں میں صحابہ اور تابعین، ائمۂ مجتہدین، فقہاء و محدثین، علمائے ربانیین اور اولیائے عارفین کے ان واقعات و حالات کا پڑھنا چشم کشا، شوق انگیز اور روح پرور ثابت ہوگا، جن میں ان کے قرآن مجید کے ساتھ عشق و شغف، اس کے ادب و تعظیم کی کیفیت، تلاوت کے وقت ان پر اثرات و کیفیات کو بیان کیا گیا ہے(۲)۔

آخری بات کے لیے مولانا نے چار کتابوں کا ذکر کیا ہے:

۱- محمد بن نصر المروزی (ت:۲۹۴ھ) کی کتاب قیام اللیل

۲- ابن الجوزی (ت:۵۹۷ھ) کی صفة الصفوة

۳- امام غزالی (ت:۵۰۵ھ) کی إحياء العلوم

۴- ابو نعیم اصفہانی (ت:۴۳۰ھ) کی حلية الأولياء

---

(۱) الحشر:۲۱

(۲) ان دونوں فصلوں کے لیے دیکھیے مطالعۂ قرآن کے اصول و مبادی، ص:۱۴۹-۱۷۵

باب یازدہم

مطالعۂ قرآن کے سلسلے میں چند مشورے

قرآن مجید سے مناسبت واستفادے کے لیے ایک مشورہ

قرآن مجید زندگی کے تمام مسائل میں رہنما کتاب ہے، اس لیے بار بار اس میں غور و تدبر کی ترغیب دی گئی ہے، تاکہ انسان اللہ کی رہنمائی میں تمام مسائل حل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔

مفسرین نے تفسیرِ قرآن کے سلسلے میں جو کوششیں کیں سر آنکھوں پر، لیکن اللہ کی طرف متوجہ ہو کر براہ راست قرآن مجید پر غور و تدبر سے جو حقائق کھلتے ہیں اور جو اسرار منکشف ہوتے ہیں اس کا کوئی بدل نہیں؛ اس لیے جو لوگ عربی زبان سے واقفیت رکھتے ہیں (متوسط اور منتہی طلبۂ علومِ دینیہ بھی) انھیں توجہ کے ساتھ کثرت سے تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اخلاص کے ساتھ براہِ راست قرآن کریم پر غور و تدبر کی عادت ڈالنی چاہیے، لیکن ڈرتے رہیں اور اللہ سے ہدایت کی توفیق کی دعا کرتے رہیں اور انحراف و تحریف اور زیغ و ضلال سے پناہ مانگتے رہیں، کوئی نئی بات سمجھ میں آئے یا کوئی نکتہ منکشف ہو تو اللہ کا شکر ادا کریں، تکبر اور خود پسندی اور خود رائی سے دور رہیں اور مفسرین کی عظمت میں کمی نہ آنے دیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے ''ایک تجربہ ایک مشورہ'' عنوان کے تحت اپنی کتاب ''مطالعۂ قرآن کے اصول و مبادی'' کے اخیر میں جو لکھا ہے، یہاں اس کو ذکر کرنا بہت مناسب ہے، فرماتے ہیں:

قرآن مجید سے ذاتی اور قوی تعلق، ربط و مناسبت اور اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ اور اس کے ذریعے سے ترقی اور قربِ الٰہی حاصل کرنے کے سلسلے میں ایک تجربہ اور مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے کلام اللہ سے براہ راست اشتغال اور متنِ قرآن

مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی جائے، اس سے لذت وذوق حاصل کیا جائے، اور اس کے معانی ومضامین میں تدبر سے کام لیا جائے، اگر بقدر ضرورت عربی زبان کی استعداد اور اس کے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے تو براہ راست، ورنہ کسی معتبر ترجمے اور مختصر حاشیے کے ذریعے، حتی الامکان انسانی تفہیم وتشریح کی مدد پر انحصار اور تفسیروں کی بار بار مراجعت کے بغیر قرآن مجید کی تلاوت، اس کے سمجھنے اور اس کا لطف لینے کی کوشش کی جائے اور ایک عرصے تک اسی پر اکتفا کیا جائے، اور اس توفیقِ خداوندی اور اعانتِ الٰہی سے جو کچھ میسر آئے اس پر ہزار زبان سے شکر کیا جائے کہ ع

کہ انچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

اس میں سوائے اضطراری موقعوں کے کہ کسی لفظ کی تحقیق، کسی شبہ کے ازالے اور کسی سببِ نزول کی واقفیت کے بغیر کام نہ چلتا ہو، کتبِ تفسیر (عربی و اردو) کی تفصیلی بحثوں، مفسرین ومصنفین کی دقیقہ سنجیوں اور نکتہ آفرینیوں سے پرہیز کیا جائے کہ بعض اوقات قرآن مجید کے چشمۂ صافی پر انسانی عقول وعلوم کا ایسا ہی سایہ پڑ جاتا ہے جیسا کہ کسی صاف شفاف چشمے پر کنارے کے درختوں کے گھنے سایے کا، اور پھر اس میں وہ لطافت واصلیت اور کلام الٰہی کی حلاوت ولذت باقی نہیں رہتی جو اس کی اصل جان ہے، بلکہ بعض اوقات یہ تجربہ ہے کہ پڑھنے والا کسی لائق وذہین انسان کی تفہیم سے (جس سے وہ پہلے سے متاثر تھا) اس سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہو جاتا ہے جتنا کہ اصل کلام سے اس کو متاثر ہونا چاہیے، اور اس کے ذہن کے کسی روزن سے یہ بات اس کے شعور میں داخل ہو جاتی ہے کہ اس کلام کی عظمت وجلال اور اس کا حسن وجمال شاید اس تفہیم کے بغیر سامنے نہ آتا اور کم سے کم یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ انسان کلامِ الٰہی کو اس کے کسی خاص مفسر یا شارح یا ترجمان کی عینک ہی سے دیکھنے کا عادی بن جاتا ہے(۱)۔

---

(۱) یہ بات قرآن مجید کے اوسط درجے کے تلاوت ومطالعہ کرنے والوں کے لیے ہے۔ علمائے کبار، اساتذہ ومدرسین، تصنیفی کام کرنے والوں اور کلامی وفلسفیانہ مسائل پر لکھنے اور بحث کرنے والوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے، ان کو بعض اوقات درجنوں، بیسیوں کتبِ تفسیر، کتبِ لغت ونحو اور عارفین ومحققین کی تصنیفات کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (منہ)

یہ مضمون کچھ ایسا نازک تھا کہ اس بارے میں بڑا تردد رہا کہ یہ بات لکھی جائے، اور وہ قلم کی گرفت میں آئے گی یا نہیں؟ اور اس سے کسی غلط فہمی کے پیدا ہونے کا اندیشہ تو نہیں ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کے دوران اتفاقاً مولانا عبدالباری صاحب ندوی مرحوم (سابق استاد فلسفہ جدید وتفسیر قرآن جامعہ عثمانیہ حیدرآباد) کے مضمون ''میری محسن کتابیں'' پر نظر پڑی۔ مولانا کو قرآن مجید کا خاص ذوق اور اس کا فہم عطا ہوا تھا اور مصنف کو اس باب میں ان سے استفادے کا موقع ملا ہے، یہ دیکھ کر بڑا اطمینان ہوا کہ انھوں نے یہی بات زیادہ خوبی کے ساتھ اپنے خاص انداز میں کہی ہے، اس اقتباس پر مضمون کو ختم کیا جاتا ہے:

''کہنے کی بات نہیں، لیکن آپ سے کہہ دینے کا جی چاہتا ہے، کہ میرا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ لغت اور زبان کے اعتبار سے معانی سمجھ لینے کے بعد، یا اگر کوئی واقعہ طلب شی ہو، تو واقعے کو سمجھ لینے کے بعد، جہاں اور جس مقدار میں، اس کلام اللہ کے ساتھ تفسیر وغیرہ کی صورت میں کلام الناس کو شریک کیا، اسی قدر (ہمیشہ نہیں، لیکن زیادہ تر) ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ جو روشنی ملی تھی اس کی جگہ پھر تاریکی چھانے لگی، بس ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ (۱) میں اپنا پرایا جتنا ''ہوائی'' علم مل جاتا ہے، شاید اتنا ہی خالص وحی کے علم کا حجاب بن کر اس کے فیضان کو روک دیتا ہے؛ اس لیے میرے نزدیک تو مفسر کے علم وتقویٰ کو معلوم کیے بغیر ہر تفسیر کو پڑھنے لگنا بہت خطرناک ہے، الا آں کہ کسی کا علم وتقویٰ خود کافی محافظ ہو، اور آج کل تو ہر شخص مفسر ہے اور ہر اخبار ورسالہ اس کی تفسیر شائع کرنے کے لیے کھلا ہوا ہے۔

ایک بات اور سمجھ میں آتی ہے کہ لوگ پورا قرآن سمجھنے سمجھانے کی فکر میں لگ جاتے ہیں، یقیناً سارا قرآن ساری انسانیت کی ہدایت کے لیے ہے، لیکن ہر انسان کے لیے سارا قرآن اسی طرح نہیں، جس طرح کرۂ ارض کا سارا رزق ساری انسانیت کے لیے ہے، لیکن ہر انسان کے لیے نہیں، اگر ہر آدمی ﴿خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (۲) کے تحت سارے آدمیوں کا کیا، دو چار کا حصہ بھی ہوس میں آکر کھا جائے تو اکثر صورتوں میں بدہضمی

(۱) النجم: ۳ (۲) البقرہ: ۲۹

اور بعض میں ہلاکت یقینی ہے:

قسمت حق است روزی خواہ نے
ہر یکے را سوئے دیگر راہ نے

جس طرح ہر جسمانی غذا کا، ہر مزاج و ماحول کے انسان کے لیے موافق آنا ضرور نہیں، وہی حال روحانی غذا کا بھی ہے، بلکہ ارواح کے الوان واقتضاءات، اجسام سے بہت زیادہ کثیر ومتفاوت معلوم ہوتے ہیں، ایک شخص دوسرے کا حصہ کیسے پا سکتا ہے؟'' (۱)۔

مطالعہ تفسیر کے سلسلے میں چند مشورے

گزشتہ صفحات میں مختلف خصوصیات کی حامل متعدد عربی واُردو تفاسیر کا ہم نے تعارف کرایا ہے، مطالعہ قرآن سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے ذوق اور ضرورت کو سامنے رکھ کر ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا چاہیے، بلکہ ان سے فائدہ اٹھانے کے ہر موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے؛ تاہم اتنی تفسیریں پڑھنے کا نہ کسی کے پاس وقت ہے نہ ہر تفسیر ہر مرحلے اور ہر موقع کے لیے مفید اور مناسب ہوتی ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والے کی سطح اور ضرورت اور تفسیروں کی خصوصیت وانفرادیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے محدود مطالعے اور تجربے کی روشنی میں کچھ مشورے پیش کریں، شاید کسی کو فائدہ ہو۔

طلبہ کے لیے مشورہ

۱- مبتدی طلبہ کے لیے جنھوں نے تفسیر کا درس لینا شروع کیا ہو، عربی میں تفسیر الجلالین، تفسیر النسفی اور صفوۃ التفاسیر اور اُردو میں تفسیر عثمانی (۲) اور مولانا صلاح الدین یوسف کے حواشی جو سعودی حکومت کی طرف سے شائع ہوئے ہیں، جس میں مولانا محمد جوناگڑھی (المتوفی: ۱۹۴۵ء)

---

(۱) مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی، ص: ۱۹۲-۱۹۶، اور مولانا عبدالباری صاحب کے اقتباس کے لیے دیکھیے مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، ص: ۴۹-۵۰ جدید ایڈیشن۔

(۲) اختصار اور جامعیت کے پیش نظر اس کا مشورہ دیا گیا، ورنہ اس میں گہرے علمی نکات بھی ہیں، جو شاید ان طلبہ کی سطح سے بلند ہوں!

کی طرف منسوب ترجمہ شامل کیا گیا ہے (احکام و مسائل میں اپنے اساتذہ سے رجوع کریں۔ ویسے مبتدی طلبہ کو احکام کی سورتیں پڑھائی بھی نہیں جاتیں)۔

۲- متوسط طلبہ کے لیے عربی میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر الخازن، تفسیر القرطبی اور التفسیر المنیر، اور اُردو میں تفسیر ماجدی۔

۳- اور منتہی طلبہ کے لیے وہی کتابیں مفید ہیں جو متوسط طلبہ کے لیے ہیں؛ مگر جن کی استعداد عالی ہے اور تفسیر میں کمال اور اختصاص پیدا کرنا چاہتے ہیں تو عربی میں تفسیر الطبری، تفسیر کبیر رازی، تفسیر روح المعانی اور سید قطب کی فی ظلال القرآن، اور اُردو میں تفسیر بیان القرآن اور تدبر قرآن (احتیاط کے ساتھ، جس کی طرف ہم نے تدبر قرآن کے تعارف کے ضمن میں اشارہ کیا ہے)۔

مدرسین کے لیے مشورہ

(الف) مدرسین اپنی تیاری ان کتابوں کے ذریعے کر سکتے ہیں جن کا مشورہ متوسط اور منتہی طلبہ کو دیا گیا ہے۔ وہ منتہی کتابوں سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

(ب) ساتھ ساتھ قرآن کے سائنسی اعجاز پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کو بھی اپنے مطالعے میں رکھیں۔

(ج) علوم القرآن اور اصول تفسیر پر دو چار اہم کتابوں کا مطالعہ ہو، علوم القرآن میں کم سے کم مولانا محمد تقی عثمانی کی علوم القرآن اور اصول تفسیر میں کم سے کم شاہ ولی اللہ کی الفوز الکبیر کا تازہ مطالعہ ضرور کریں۔

(د) قرآن اور متعلقات قرآن پر کوئی بھی کتاب نظر آئے تو اس سے واقفیت حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

عوامی درس قرآن دینے والوں کے لیے مشورہ

عوام کے مجمع میں درس قرآن دینے والے تفسیر ابن کثیر (اپنے فائدے کے لیے

زیادہ، عوام کے لیے کم، اس لیے کہ کم سے کم یہ پوری تفسیر ماثور نظر سے گزر جائے؛ تاکہ بھٹکنے کے امکانات کم سے کم ہوں) معارف القرآن (مفتی محمد شفیع) تفسیر ماجدی اور تفہیم القرآن سے بہتر طور پر تیاری کر سکتے ہیں۔ عوام کی ضرورت اور ان کی سطح کے لحاظ سے بات کرنے میں ان تفسیروں سے اچھی مدد ملے گی۔ تفسیر مواہب الرحمٰن بہت تفصیل سے سلف کی تشریحات اور دروس و بصائر کا بہت کچھ سامان فراہم کر دے گی، اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے، نیز قرآن کے سائنسی اعجاز پر لکھی ہوئی کتابوں سے بھی فائدہ اٹھائیں۔

عوام کے لیے مشورہ

عوام اُردو میں مختصر طور پر واضح طریقے سے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں، تو مولانا سید بلال حسنی ندوی کی آسان معانی قرآن، مولانا حسان نعمانی ندوی کی کتاب توضیحی ترجمۂ قرآن مجید اور مولانا محمد تقی عثمانی کی توضیح القرآن مفید ہوگی۔ اور صرف رواں اور توضیحی ترجمہ چاہتے ہیں تو مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی ''آخری وحی'' سب سے مفید ہوگی۔ اور ذرا تفصیل سے چاہتے ہوں تو تفسیر عثمانی پڑھے لکھے لوگوں کے لیے مفید ہے۔ اور مفصل طور پر چاہتے ہوں تو معارف القرآن، اور تفسیر ماجدی (ماجدی پڑھے لکھے لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہے)

انگریزی میں تفصیل چاہتے ہوں، تو مولانا دریابادی کی انگریزی تفسیر اور مختصر چاہتے ہوں، تو اسی کا اختصار جو The Glorious Quran کے نام سے چھپا ہے۔ یہ مفصل تفسیر اور اختصار دونوں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

وما علینا إلا البلاغ

اعتذار و التماس

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آدمی جو بھی لکھتا ہے اپنے علم و واقفیت اور اپنے ذاتی تأثر و احساس کی بنیاد لکھتا ہے۔ بسا اوقات آدمی کسی ایسی کتاب کو بڑی اہمیت دیتا ہے جس کی وہ اہمیت نہیں ہوتی، یا کسی ایک بات کی وجہ سے کسی کتاب پر ایسی تنقید کرتا ہے جس سے وہ بلند ہوتی ہے، یا کسی موضوع کی کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے بعض اہم ترین کتابیں چھوٹ جاتی ہیں، یا کتاب کے عنوان اور موضوع سے متعلق اہم باتیں رہ جاتی ہیں، ہماری اس کتاب میں بھی یہ ساری باتیں ہو سکتی ہیں، لہٰذا اگر کسی کو اس طرح کی کوئی بات محسوس ہو تو مصنف کو معذور سمجھنا چاہیے، مگر ساتھ ساتھ وہ اہل علم سے التماس کرتا ہے کہ اپنی آرا سے ضرور مستفید فرمائیں، اور اس کتاب کے اگلے ایڈیشن کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنے قیمتی مشوروں سے دریغ نہ کریں۔

فیصل احمد ندوی

مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۸/ جمادی الأولی ۱۴۳۷ھ

۹/ مارچ ۲۰۱۶ء

(۱)

فہرستِ مصادر ومراجع

کتاب میں بیسیوں کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، اکثر کتابوں کا تعارف ذاتی واقفیت کی بنیاد پر ہے۔ تو دراصل ان ساری کتابوں کو فہرست مراجع میں شامل ہونا چاہیے۔ مگر اس طرح یہ فہرست بہت طویل ہو جاتی، اس لیے اس فہرست میں صرف انھی کتابوں کو شامل کیا گیا ہے جن کے حوالے سے کوئی بات لکھی گئی ہو اور جن کا حواشی میں تذکرہ کیا گیا ہو۔

۱- آخری وحی (اردو ترجمانی کے جدید قالب میں) مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مکتبۃ الشباب العلمیۃ، لکھنؤ، ۲۰۱۴ء۔

۲- إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين، محمد مرتضى الزبيدى (ت:١٢٠٥هـ) دارالفكر بيروت، لبنان

۳- الإتقان فى علوم القرآن، جلال الدين عبدالرحمن بن أبى بكر السيوطى(ت:٩١١هـ)، تحقيق فواز أحمد زمرلى، دارالكتاب العربى، بيروت، ١٤٢٦هـ/٢٠٠٥م

۴- إتقان البرهان فى علوم القرآن، د/فضل حسن عباس، دارالنفائس، الأردن، الطبعة الثانية ١٤٣٠هـ/٢٠١٠م

۵- الإحسان فى تعقب الإتقان، عبدالله محمد الصديق الغمارى(ت:١٤١٣هـ) دارالأنصار، القاهرة۔

۶- استدراكات على تاريخ التراث العربى، د/حكمت بشير ياسين، دار ابن الجوزى، الطبعة الأولى:١٤٢٢هـ

۷- اختلاف امت اور صراط مستقیم، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، تاج پبلیشنگ ہاؤس دیوبند/دارالکتاب دیوبند، ۱۹۹۰ء

۸- الإكليل فى استنباط التنزيل، جلال الدين السيوطى(ت:٩١١هـ)، تحقيق: سيف الدين عبدالقادر الكاتب، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان،

الطبعة الاولی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م

۹- امام شافعی کا علمی مقام، فیصل احمد ندوی، ادارۂ احیاے علم ودعوت لکھنؤ- مکتبۃ الشباب العلمیۃ، لکھنؤ، باراول ۲۰۱۵ء

۱۰-البرهان فی علوم القرآن، بدرالدین محمد بن عبدالله الزرکشی (ت:۷۹۴ھ) تحقیق د/زکی محمد أبوسریع، دارالحضارة، الریاض، الطبعة الأولی ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م

۱۱- البلغة فی تاریخ أئمة اللغة، مجدالدین محمدبن یعقوب الفیروزآبادی (ت:۸۱۷ھ)تحقیق برکات یوسف هبود، المکتبة العصریة، صیدا۔ بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱م

۱۲- بالقرآن أسلم هولاء، عبدالعزیز سید هاشم الغزّولی،دارالقلم دمشق، الدارالشامیة، بیروت، الطبعة الاولی ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱م

۱۳- البیان فی علوم القرآن،مولانا عبدالحق حقانی(ت ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۲ء) دارالاشاعت تفسیر حقانی، دہلی، ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء۔

۱۴- تاریخ بغداد، احمدبن علی ابوبکرالخطیب البغدادی (ت:۴۶۳ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت)

۱۵-تاریخ التراث العربی، د/ فؤاد سزکین، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامیة، الریاض،۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱م

۱۶-تاریخ دعوت وعزیمت، جلد پنجم، مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندوی (ت:۱۹۹۹ء) مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ

۱۷- التبیان فی أقسام القرآن، ابن القیم: شمس الدین محمد بن أبی بکر بن أیوب الزرعی الدمشقی (ت:۷۵۱ھ) دارالمعرفة، بیروت، لبنان

۱۸- التذکار فی أفضل الأذکار، القرطبی: أبوعبدالله محمد بن أحمد بن فرح القرطبی الأندلسی (م۶۷۱ھ) تحقیق عبدالقادر الأرناؤوط، مکتبة دارالبیان، دمشق، الطبعة الثانیة ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹م

۱۹- تذكرة الحفاظ، الذهبي: محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (م ۷٤۸هـ) تحقيق: عبدالرحمن بن يحيىٰ المعلمي، مكتبة ابن تيمية، طبعة مصورة عن طبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد

۲۰- تذکرۃ المفسرین، مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی (ت: ۱۹۹۷ء) دارالارشاد، اٹک، پاکستان، بارسوم ۱۴۲۵ھ

۲۱-تذکرہ مفسرین ہند، محمد عارف اعظمی عمری، دارالمصنفین اعظم گڑھ، ۱۹۹۵ء

۲۲-ترجمان القرآن (جلد سوم) مولانا ابو الکلام آزاد، مرتبۂ مولانا محمد عبدہ، اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور ۱۹۸۶ء

۲۳- تعريف الأحياء بفضائل الإحياء، محمدعبدالقادر بن شيخ بن عبدالله العيدروس (م۱۰۳۸هـ)(ملحق بالجزء الخامس من كتاب إحياء العلوم) تحقيق سيدعمران، دارالحديث، القاهرة، ١٤٢٥ھ/٢٠٠٤م

۲۴- تفسير ابن عباس المسمى صحيفة على بن أبى طلحه، عن ابن عباس فى تفسيرالقرآن، راشد عبدالمنعم الرجال، مؤسسة الكتب الثقافية بيروت، لبنان، الطبعة الاولى ١٤١١هـ/١٩٩١م

۲۵- تفسيرالتابعين، عرض ودراسه مقارنة، د/محمدبن عبدالله بن على الخضيرى، دارالوطن، الرياض، الطبعة الاولى ١٤٢٠هـ/١٩٩٩م

۲۶-تفسیر حقانی (فتح المنان فی تفسیر القرآن) مولانا عبدالحق حقانی دہلوی (م۱۳۳۵ھ) دارالاشاعت تفسیر حقانی، حقانی منزل، دہلی

۲۷- تفسيرالطبرى، أبوجعفرمحمدبن جرير الطبرى(م۳۱۰هـ) تحقيق د/ عبدالله بن عبدالمحسن التركى، دارعالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م

۲۸-تفسیر قرآن (تفسیر ماجدی) مولانا عبدالماجد دریابادی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء لکھنؤ، بارپنجم ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء (ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن)

۲۹- تفسيرالقرآن بالقرآن- تأصيل وتقويم، د/محسن بن حامد

المطيرى، دارالتدمرية، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ/٢٠١١م

٣٠- التفسير الكبير، فخرالدين محمد بن عمرالرازى(م٦٠٦هـ) دارالكتب العلمية بيروت، لبنان، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ/٢٠٠٠م

٣١- تفسیر ماجدی، (القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر) مولانا عبدالماجد دریابادی، تاج کمپنی، لاہور

٣٢- التفسيروالمفسرون، د/ محمد حسين الذهبى، تعليق أحمدالزغبى، دارالأرقم، بيروت، لبنان

٣٣- التفسيروالمفسرون فى العصرالحديث، عبدالقادر محمد صالح، دارالمعرفة، بيروت- لبنان الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م

٣٤- تفہیم القرآن، مولانا سیدابوالاًعلی مودودی، مرکزی مکتبۂ اسلامی پبلیشرز نئی دہلی ۲۰۰۴ء

٣٥- تفہیم القرآن سمجھنے کی کوشش، مولانا عبدالقدوس رومی، صہیب برادرس آگرہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء

٣٦- تنويرالمقباس، من تفسير ابن عباس، مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادى (م٨١٧هـ) دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان

٣٧- التوضيح لشرح الجامع الصحيح، ابن الملقن، أبوحفص عمر بن على الأندلسى المصرى (م٨٠٤هـ)

٣٨- توضیحی ترجمۂ قرآن مجید، حسان نعمانی ندوی، الفرقان بک ڈپو، نظیرآباد لکھنؤ، ۲۰۱۴ء

٣٩-التيسير فى أصول التفسير، عماد على عبدالسميع حسين، دار الإيمان، الإسكندرية

٤٠- ماہ نامہ "الحسن" حضرت تھانوی نمبر، جامعہ اشرفیہ لاہور، رجب شعبان ۱۴۱۹ھ /نومبردسمبر ۱۹۹۸ء

۴۱-حلية الأولياء، أبو نعيم أحمد بن عبدالله الأصبهانی(م ٤٣٠هـ)، دارالكتاب العربی، بيروت، الطبعة الرابعة،١٤٠٥هـ

۴۲- دراسات فی علوم القرآن الكريم، د/فهد بن عبدالرحمن بن سليمان الرومی، الرياض، الطبعة الخامسة عشرة، ١٤٢٨هـ/٢٠٠٧م

۴۳- الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، السيوطی: جلال الدين عبدالرحمن بن أبی بكر(م ٩١١هـ) تحقيق د/عبدالله بن عبدالمحسن التركی، دارعالم الكتب، الرياض، ١٤٣٤هـ/٢٠١٣م

۴۴- روح المعانی فی تفسيرالقرآن والسبع المثانی: شهاب الدين محمودبن عبدالله الحسينی الآلوسی(م ١٢٧٠هـ) دارإحياء التراث العربی، بيروت

۴۵- ماہ نامہ"الرشید"لاہور(ترجمان جامعہ رشیدیہ ساہیوال) دارالعلوم دیوبند نمبر، مرتبہ عبدالرشید ارشد،جلد:۴،شمارہ:۲-۳،صفر-ربیع الأول۱۳۹۶ھ/فروری-مارچ۱۹۷۶ء

۴۶-زمخشری کی تفسیر الکشاف،ایک تحلیلی جائزہ،پروفیسر فضل الرحمٰن،دینیات فیکلٹی علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی،علی گڑھ،۱۹۸۲ء

۴۷-سنن ابن ماجه، محمد بن يزيد بن ماجه القزوينی (م۲۷۳هـ) دارالسلام، الرياض

۴۸- سنن أبی داود، سليمان بن الأشعث السجستانی (م ٢٧٥هـ) دارالسلام، الرياض

۴۹- سنن الترمذی، محمد بن عيسى بن سورة الترمذی (م ٢٧٩هـ)، دارالسلام، الرياض

۵۰- سنن الدارقطنی، علی بن عمرالدارقطنی(م ٣٨٥هـ)،دارإحياء التراث العربی، بيروت، لبنان ١٤١٣هـ/١٩٩٣م

۵۱- سنن الدارمی: عبدالله بن عبدالرحمن الدارمی(م ٢٥٥هـ) المكتبة العصرية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولىٰ ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٦م

۵۲-السنن الكبرى ، أحمد بن شعيب النسائی (م ٣٠٣هـ) تحقيق

د/عبدالغفار سليمان البنداري و سيد كسروى حسن، دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان الطبعة الأولى ١٤١١هـ/١٩٩١م

۵۳-سنن النسائى(المجتبى) أحمد بن شعيب النسائى (م ٣٠٣هـ) دارالسلام، الرياض

۵۴- سير أعلام النبلاء، الذهبى: محمد بن أحمد بن عثمان الذهبى (م ٧٤٨هـ) مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان

۵۵-شرح السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود الفراء البغوى(م ٥١٦هـ) تحقيق شعيب الأرناؤوط، المكتب الإسلامى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ

۵۶-شعب الإيمان، البيهقى: أحمد بن الحسين البيهقى(م ٤٥٨هـ) تحقيق د/ عبدالعلى عبدالحميد حامد، مكتبة الرشد ناشرون، الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ/٢٠٠٤م

۵۷-صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، على ابن بلبان الفارسى(م٧٣٩هـ) تحقيق شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٨هـ/١٩٩٧م

۵۸- صحيح البخارى، محمدبن إسماعيل البخارى(م ٢٥٦هـ) دارالسلام، الرياض

۵۹-صحيح مسلم ، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيرى النيسابورى (م٢٦١هـ) دارالسلام، الرياض

۶۰- طبقات ابن سعد(كتاب الطبقات الكبير) محمد بن سعد بن منيع الزهرى (م ٢٣٠هـ) تحقيق د/على محمدعمر، مكتبة الخانجى، القاهرة، الطبعة الاولى ١٤٢١هـ/٢٠٠١م

۶۱- طبقات الشافعية الكبرى، السبكى: تاج الدين عبدالوهاب بن على السبكى(م ٧٧١هـ) تحقيق محمود محمدالطناحى وعبدالفتاح محمدالحلو، دارإحياء الكتب العربية، القاهرة

٦٢- طبقات المفسرين، الداوودی: شمس الدين محمد بن علی بن أحمد الداوودی(م ٩٤٥هـ) تعليق عبدالسلام عبدالمعين، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولی ١٤٢٢هـ

٦٣- العجاب فی بيان الأسباب، ابن حجر: أحمد بن علی بن حجر العسقلانی(م ٨٥٢هـ) تحقيق د/عبدالحكيم الأنيس، دارابن الجوزی، الدمام، الطبعة الاولی ١٤١٨هـ/١٩٩٧م

٦۴-علوم اسلامیہ اور ہندوستانی علماء، محمد سالم قدوائی، ادارۂ علوم اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۹۱ء

٦۵-علوم القرآن، مولانا محمد تقی عثمانی، مکتبہ نعیمیہ، دیوبند، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

٦٦-عمدة القاری بشرح صحيح البخاری، بدرالدين محمودبن أحمد العينی(م٨٥٥هـ) دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولی ١٤٢١هـ/٢٠٠١م

٦٧-غرائب القرآن ورغائب الفرقان المعروف بتفسير النيسابوری، محمد بن الحسن القمّی النيسابوری(م بعد ٧٣٠هـ) طبعة ١٢٨٠هـ

٦٨- فتح الباری بشرح صحيح البخاری، ابن حجرالعسقلانی (م ٨٥٢هـ) تحقيق أبوقتيبة نظر محمد الفاريابی، دارطيبة، الرياض، الطبعة الاولی ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م

٦٩- فتاوی ابن الصلاح، تقی الدين أبوعمرو عثمان بن عبدالرحمن الشهرزوری(م ٦٤٣هـ) تحقيق د/موفق عبدالله عبدالقادر، مكتبة العلوم والحكم- عالم الكتب، بيروت، الطبعة الاولی ١٤٠٧هـ

٧٠- فضائل القرآن، أبوعبيد القاسم بن سلّام(ت:٢٢٤هـ) تحقيق وهبی سليمان غاوجی، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولی ١٤٢٦هـ/٢٠٠٥م

٧١-فضائل القرآن، ابن كثير، إسماعيل بن عمر الدمشقی(م٧٧٤هـ)

تحقیق د/محمدابراهیم البنّا، دارالقبلة، جدة– مؤسسة علوم القرآن، بیروت، الطبعة الاولیٰ ١٤٠٨هـ/١٩٨٨م

۷۲- ماہ نامہ فکرونظر، اسلام آباد، جلد ۲۶، شمارہ: ۳-۴

۷۳- الفهرست، ابن النديم: محمد بن إسحاق النديم(م٣٨٥هـ يا ٤١٢هـ) تحقيق الدكتورة ناهد عباس عثمان، دارقطري بن الفجاءة، الدوحة، قطر، الطبعة الاولیٰ ١٩٨٥م

۷۴- فهرسة ابن خيرالإشبيلي، أبوبكرمحمد بن خيرالأموى(م ٥٧٥هـ) تعليق محمد فواد منصور، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ ١٤١٩هـ/١٩٩٨م

۷۵- الفوز الكبير فى أصول التفسير، ولى الله: أحمد بن عبدالرحيم الدهلوى، (م١١٧٦هـ) تعريب سلمان الحسينى الندوى، دارالسنة، لكهنؤ، الطبعة الثالثه ١٤١٣هـ/١٩٩٣م

۷۶- فيض القدير شرح الجامع الصغير، محمد عبدالرؤوف المناوى (م ١٠٣١هـ) دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الرابعة، ٢٠٠٩م

۷۷- قاموس القرآن، مولانا زین العابدین سجاد میرٹھی، زکریا بک ڈپو، دیوبند

۷۸- قرآن حکیم کے اردو تراجم، ڈاکٹر صالحہ شرف الدین، شرف الدین الکتبی وأولادہ، بمبئی، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

۷۹- كشف الظنون عن أسامى الكتب والفنون، حاجى خليفه: مصطفى بن عبدالله القسطنطينى الرومى(م١٠٦٧هـ) دارالكتب العلمية، بيروت– لبنان ١٤١٣هـ/١٩٩٢م

۸۰- لغات القرآن، مولانا عبدالرشید نعمانی، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی

۸۱- لغات القرآن، مولانا عبدالکریم پاریکھ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۷۸ء

۸۲-لسان القرآن، مولانا محمد حنیف ندوی، علم وعرفان پبلشرز، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۸ء

۸۳- مجموعة الفتاویٰ: ابن تیمیة: أحمد بن عبدالحلیم ابن تیمیة الحرّانی (م ۷۲۸ھـ) تحقیق عامر الجزار وأنور الباز، مکتبة العبیکان، الریاض، الطبعة الاولی ۱٤۱۹ھـ/۱۹۹۸م

۸٤- مختصر قیام اللیل، محمد بن نصر المروزی (م ۲۹٤ھـ) اختصار أحمد بن عبدالقادر المقریزی (م ۸٤٥ھـ) تعلیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل، دارالکتب العلمیة، بیروت- لبنان الطبعة الأولی ۱٤۲٥ھـ/۲۰۰٤م

۸٥- المدخل الوجیز إلی دراسة الإعجاز فی الکتاب العزیز، د/محمود أحمد غازی، اعتناء وتخریج محمد رحمة الله حافظ الندوی، دارالبشائر الإسلامیة، الطبعة الاولی ۱٤۳۱ھـ/۲۰۱۰م

۸٦- المزهر فی علوم اللغة وأنواعها، جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھـ) تعلیق فواد علی منصور، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ ۱٤۱۸ھـ/۱۹۹۸م

۸۷- المستدرك علی الصحیحین، الحاکم: أبوعبدالله محمد بن عبدالله بن البیّع النیسابوری (٤۰٥ھـ) دارالمعرفة، بیروت، (مصورة عن طبعة حیدرآباد)

۸۸- مسند أبی یعلی: أحمد بن علی بن المثنی الموصلی (م ۳۰۷ھـ) تحقیق مصطفی عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیة، الطبعة الاولی ۱٤۱۸ھـ/۱۹۹۸م

۸۹- مسند أحمد، أحمدبن محمد بن حنبل الشیبانی (م ۲٤۱ھـ) الطبعة المیمنیة، مصر

۹۰- مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، ترتیب جدید وحواشی فیصل احمد ندوی، ادارۂ احیاے علم ودعوت لکھنؤ، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

۹۱- مشکل القرآن-أسبابه وأنواعه وطرق دفعه، عبدالله بن حمد

المنصور،دارابن الجوزی، الدمام، الطبعة الاولی ١٤٢٦هـ

۹۲-المصنف، ابن أبی شیبة: أبوبکر عبدالله بن محمد بن أبی شیبة العبسی الکوفی(م ٢٣٥هـ) تحقیق محمد عوامة، دارالقبلة، جدة- مؤسسة علوم القرآن، دمشق، الطبعة الاولی ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م

۹۳-ماہ نامہ معارف، اعظم گڑھ، جلد:۴۱، شمارہ:۲، فروری ۱۹۳۸ء

۹۴-معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی، جیسم بک ڈپو، اردو بازار، جامع مسجد دہلی

۹۵- معارف القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مکتبۃ المعارف، دارالعلوم الحسینیہ، شہداد پور، سندھ، پاکستان، طبع دوم ۱۴۲۲ھ

۹۶- معترك الأقران فی إعجاز القرآن، السیوطی(م ٩١١هـ) تحقیق علی محمدالبجاوي، دارالفکر العربی

۹۷- مباحث فی علوم القرآن، مناع القطان، موسسة الرسالة، بیروت، لبنان، الطبعة الثانیة والعشرون، ١٤١٠هـ/١٩٩٠م

۹۸-متعلقات ترجمان القرآن، از پروفیسر وہاب قیصر مولانا آزاد میموریل اکیڈمی لکھنؤ ۲۰۱۵ء

۹۹-محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، اریب پبلی کیشنز، نئی دہلی ۲۰۰۵ء

۱۰۰- معجم الأدباء، یاقوت بن عبدالله الحموی (م ٦٢٦هـ) دارالفکر بیروت ١٤٠٠هـ/١٩٨٠م

۱۰۱-المعجم الکبیر، سلیمان بن أحمد الطبرانی (م٣٦٠هـ) تحقیق حمدی عبد المجید السلفی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔ لبنان ١٤٢٢هـ/٢٠٠٢م

۱۰۲- مفتاح السعادة ومصباح السیادة فی موضوعات العلوم، أحمد بن مصطفی الشهیر بطاش کبری زاده(م ٩٦٨ه) دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الثانیة ١٤٢٢هـ/٢٠٠٢م

۱۰۳- مقدمة فی أصول التفسیر، ابن تیمیة(م ۷۲۸ھ) دارالمؤید، الریاض، الطبعة الاولیٰ ۱٤۲۳ھ/۲۰۰۲م.

۱۰۴-مواہب الرحمٰن، مولانا سید أمیر علی ملیح آبادی، مطبع نول کشور لکھنؤ، طبع دوم ۱۹۳۱ء

۱۰۵- الناسخ والمنسوخ، أبوعبید: القاسم بن سلام الهروی(م ۲۲٦ھ) تحقیق محمدبن صالح المدیفر، مکتبة الرشد، الریاض، الطبعة الثانیه ۱٤۱۸ھ/۱۹۹۷م

۱۰٦- الناسخ والمنسوخ،أبوجعفر النحاس: أحمد بن محمد بن إسماعیل المرادی(م ۳۳۸ھ) تحقیق د/محمد عبد السلام محمد، الطبعة الأولی ۱٤۰۸ھ

۱۰۷- نواسخ القرآن، ابن الجوزی، أبوالفرج عبدالرحمن بن علی التیمی القرشی البغدادی(م ۵۹۷ھ) تحقیق محمد أشرف علی الملباری، الجامعة الإسلامیة، المدینة المنورة، الطبعة الاولی ۱٤۰٤ھ/۱۹۸٤م

۱۰۸- نفحات الأنس من حضرات القدس، عبدالرحمن الجامی (م ۸۹۸ھ) تحقیق محمد أدیب الجادر، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲٤ھ/۲۰۰۳م

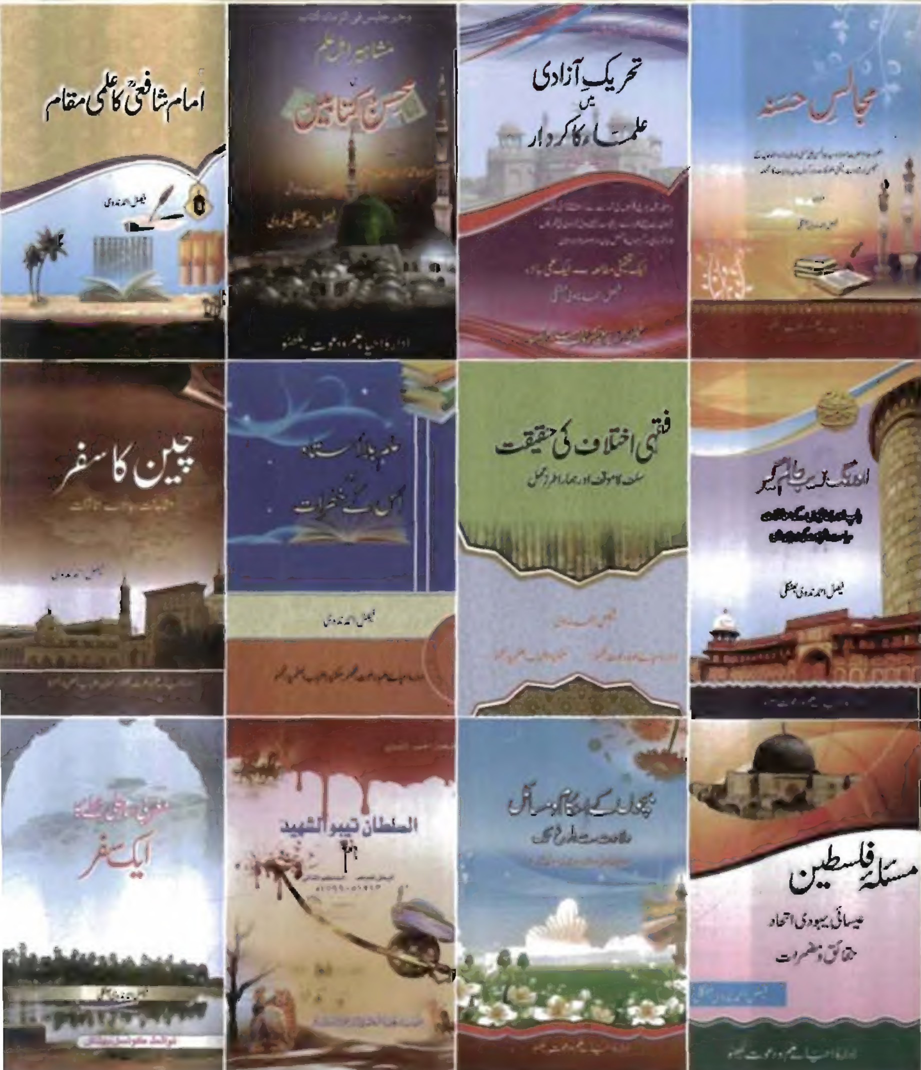
۱۰۹-نفحات الانس (فارسی) عبدالرحمٰن جامی، مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

۱۱۰-نقوش زندگی، خود نوشت مولانا مجیب اللہ ندوی، مولانا مجیب اللہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ۲۰۱۲ء

۱۱۱-وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، ابن خلکان: شمس الدین أحمد بن محمد بن أبی بکر بن خلکان (م ٦۸۱ھ) تحقیق د/إحسان عباس، دارصادر، بیروت

۱۱۲- یتیمة البیان فی شیئ من علوم القرآن، محمد یوسف البنوری، مجلس الدعوة والتحقیق الإسلامی، کراتشی، باکستان ۱۳۹٦ھ/۱۹۷٦م

۱۱۳-ہندوستانی مفسرین اوران کی عربی تفسیریں، محمد سالم قدوائی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء



Publisher
Shabab Educational Book House
Shabab Market Tagore Marg, Nadwa Road, Lucknow-20
Phone: 0522-3253912 Mobile: 9198621671, 9696437283
E-mail: maktabeshabab@gmail.com

Designed by Hamid, Mob:9889654027,9918687777, E-mail:hrhamid1962@gmail.com